DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222311
UNIVERSAL LIBRARY

دیوان محب

خادم محب نسواں محب حسین مدیر معلم نسواں

مطبوعہ سنہ ۱۳۱۹ شمسی حیدرآباد دکن

دیوان محب

طبعزاد

خادم نسوان محب حسین مدیر رسالہ معلم نسوان

و مترجم کتب امیر علی ٹھگ، پہلا جرم وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۹۰۳ء

باہتمام محمد ابراہیم خان اکبرآبادی

مطبع شمسی حیدرآباد دکن میں چھپا

نذر

میں اپنی اس ناچیز تصنیف کو ایک معزز مسلمان پردہ نشین خاتون کی خدمت
میں بغرض نذر پیش کرتا ہوں جن کے علم و فضل اور مذاق فلسفی کو میں بڑی عزت
کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ معزز خاتون اپنی لیاقت اور علم
سے کبھی اپنی مسلمان بہنوں کو فائدہ پہنچائیں گی۔ اور اپنی قوم کی مستورات
کے لئے وہ اپنے آپ کو بطور ایک اعلےٰ نمونہ کے پیش کریں گی۔

خادم نسواں

محب حسین

دیباچہ

غزل کے لغوی معنی عورتون سے عشق اور باتین کرنے کے ہین اور اصطلاحی معنی یہ ہین کہ غزل مین معشوق کا حسن وعشق - اسکے خال وخط کی تعریف - وصل کی خوشی - ہجر کا رنج وغم - اسکے جور وجفا - ناز وانداز - اسکی بے پروائی اور بے رخی - اسکی مے نوشی اور عاشق کی آوارگی - شوریدہ سری - فلک کج رفتار کے ظلم وستم اور مفارقت یار کے رنج والم بیان کیے جاتے ہین - یہ ہین لغوی اور اصطلاحی معنی غزل کے جسکے مطابق آجکل تقریباً تمام اردو کے دیوان لکھے جاتے ہین اور شعرائے ہند غزل کا یہی موضوع سمجھتے ہین

گو ابتدائی زمانے مین جبکہ غزل کا رواج شروع ہوا ہوگا شاید غزل عورتون کے حسن وعشق ہی مین محدود رہی ہوگی - مگر فارسی اساتذہ کے دواوین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ دراز سے غزل مین ہر قسم کے مضامین (فلسفیانہ - نصیحتانہ - اخلاقانہ - عبرت انگیز وغیرہ) باندھے جاتے ہین اور اردو کے بعض مستند شاعرون کے پاکیزہ کلام مین بھی ہر رنگ کا شعر پایا جاتا ہے - بعض شعرا نے تو غزل کو اپنے اپنے مذاق خاص کے لیے مخصوص کرلیا ہے - چنانچہ میر انیس اور مرزا دبیر نے غزل ہی کا

نام سلام رکھہ کر اس مین واقعہ کربلا کے متعلق ہر طرح کے درد انگیز اور رقت خیز مضامین باندہے ہین۔ اہل معرفت یعنی صوفیائے کرام نے بھی غزل ہی کو اپنے وجد مین لانے والے خیالی اور ربانی مضامین کے لئے منتخب فرمایا ہے اور اسی مین بجائے عورت کے اس معشوق حقیقی کے مختلف جلوون اور رنگون کو ظاہر کیا ہے جو دنیا کی ہر چیز مین جلوہ گر ہے ہمارے اس زمانے کے مشہور جدید طرز کے شاعر ہند مولانا الطاف حسین حالی نے بھی غزلون ہی کے ذریعہ سے اپنے دیوان مین اکثر تمدنی خرابیون کی سچی تصویر کھینچی ہے اور قوم کی محبت اور ہمدردی کی طرف ترغیب و تحریص دلائی ہے ان تمام واقعات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ غزل کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس مین ہر قسم کے مضامین باندہے جا سکتے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ اس وسیع دائرے کو اس زمانے کے اردو شاعرون نے بہت ہی تنگ کر دیا ہی اور وہ غزل کو صرف عورتون کے حسن و عشق ہی کے لئے مخصوص جانتے ہین اور وصل و ہجر کے مضامین کے سوا اور دنیا کی کسی اور حسین چیز کو چشم بصیرت سے نہین دیکھتے یہان پر ہم افسوس کے ساتھہ اس بات کو ظاہر کئے بغیر رہ نہین سکتے کہ اس زمانے کے بعض اردو شاعرون کے عشقیہ مضامین فحش کی حد تک بھی پہونچ گئے ہین۔ جنہین عورتین تو درکنار مہذب مرد بھی پڑہنا گوارہ نہین کرتے۔ اے کاش ان نامہذب خیالات کی اشاعت کے جگہ اگر کوئی مفید قوم خیالات شایع کئے جاتے تو اس شاعری سے کیا کچھہ فائدہ ملک و ملت کو حاصل نہ ہوتا۔ اور نوجوانون مین عورتون کے عشق کی بجا بہت کچھہ محبت قوم و ملک جوش زن ہوتی۔

غزل کے وسیع دائرے کے خیال سے ہمنے اپنے ناچیز خیالات کو جنہین

عورتون کے حسن و عشق سے کوئی تعلق نہین۔ غزلون کے ذریعہ سے ظاہر کرنے کی جرات کی ہے۔ مگر پھر بھی شاعری کے موضوع عام کو ہاتھ سے جانے نہین دیا ہے ہمنے عورتون کے حسن و عشق۔ خط و خال اور وصل و ہجر کے عوض ان کی مخصوص مصیبتون اور لا علاج دردون کو بیان کیا ہے اور بجائے عشق کے جذبات کے ان کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کے جذبات کو دکھایا ہے اور اُنکے رنجون اور تکلیفون کی سچی تصویر اس غرض سے کھینچی ہے کہ ان مظلومات ہند کی حالت زار پر لوگون کو رحم آئے اور وہ بلائے قید دوام سے رہائی پائین۔

یہان پر ہمارے سنجیدہ دوست یہ اعتراض کر سکتے ہین کہ جب تک دنیا مین یہ مرد اور عورتین موجود رہین۔ اسوقت تک یہ حسن و عشق کے جذبات بھی پائے جائین گے۔ اور ان کے بیان سے انسان کو ایک خاص دلچسپی اور لذت حاصل ہوتی رہے گی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ غزل کا موجودہ عشقیہ مذاق بنظر حقارت دیکھا جاتا ہے۔ اس اعتراض کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ مگر عشق ایک حیوانی جذبہ ہے جو انسانون کی بہ نسبت حیوانون مین زیادہ پایا جاتا ہے اور جن انسانون مین جس قدر عقل کی کمی ہوتی ہے۔ اسی قدر ان مین یہ عشق اور دوسرے حیوانی جذبات (غصہ خوف۔ بغض حسد وغیرہ) زیادہ پائے جاتے ہین۔ برخلاف اسکے جن انسانون مین عقل اور قوائے ادراکی و ملکوتی زوردار ہوتے ہین ان مین عشق کا تو نام بھی پایا نہین جاتا اور دوسرے قوائے حیوانی اور خواہشات نفسانی بھی نہایت کمزوری کی حالت مین دیکھے جاتے ہین کیونکہ قوائے عقلی و حیوانی مین ایک عام مخالفت ہے۔ ایک کی زیادتی سے دوسرے کی کمی لازم آتی ہے علاوہ ازین انسان مین سب سے پہلے قوائے حیوانی ظاہر ہوتے ہین اور خود

بجود بغیر کسی اکتساب کے ترقی کرتے ہین - برخلاف اسکے قواے عقلی محتاج تعلیم واکتساب ہین بدقسمتی سے جن اشخاص کو تعلیم و تربیت نصیب نہین ہوتی اور جن کے خود رو قواے حیوانی بے روک ٹوک چھوڑ دیئے جاتے ہین ان مین قواے عقلی اور ملکوتی (فکر- رحم و کرم وغیرہ) بہت کمزور ہوتے ہین- اور ایسے انسان حیوانون سے بھی زیادہ پست اور حقیر بلکہ مضر خلائق بھی ہوتے ہین -

ان عام واقعات سے جنہین ہر ایک فرد بشر بذات خود مشاہدہ اور تجربہ کرسکتا ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابتداے زمانہ ہی سے انسانون کے قوائے عقلیہ کے ابھارنے اور قواے حیوانیہ کے دبانے اور روکنے کی سخت ضرورت ہے- برخلاف اس کے اگر کسی ملک یا قوم مین انسان کے جذبات شہوانی اور قواے حیوانی اشتعال انگیز شاعری اور عشق خیز ناولون اور فسانون کے ذریعہ سے ابھارے جائین گے اور انکے قواے عقلی کی ترقی کا کوئی وسیلہ موجود نہ ہوگا- تو ضرور وہان کے انسان حیوانی افعال اور شیطانی حرکات مین مبتلا ہو جائین گے - اور رات دن فسق وفجور کا بازار گرم رہے گا برائیان اور بدخلقیان معیوب سمجھی جائین گی اور نیکون اور خوش خلقیون کو کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا- ہر شخص کی غایت زندگی صرف حصول لذائذ حیوانی ہوگی اور تمدن اور اخلاق کا وہ سلسلہ جسکے رشتہ مین ایک قوم یا ملک کے آدمی بندھے ہوتے ہین ٹوٹ جائے گا اور پھر بربادی ملک و قوم اس کا لازمی نتیجہ ہے اخلاق اور اعمال کی تباہی سے انسان حیوانون سے بھی زیادہ پست اور حقیر بنجاتے ہین اور پھر وہ ان قومون کے شکار بن جاتے ہین جو ان سے قواے عقلی اور تہذیب اخلاق مین زیادہ ہوتی ہین- اور اسکا لازمی نتیجہ ابدی غلامی اور زوال نعمت آزادی ہوتا ہے جو ہر ایک جاندار کا فطری

حق ہے۔

ہمارے اس خیال پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ آجکل کی ترقی یافتہ مہذب قومون
مین بھی تو عشقیہ نظمین اور ناولین شایع ہوتی ہین۔ پھر وہان کیون نہین یہ خطرناک
نتیجے پیدا ہوتے ہین؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہان حسن و عشق کی ناولون اور عشقیہ نظمون
کے لکھنے سے عامہ خلائق کو کوئی نہ کوئی فائدہ پہنچایا جاتا ہے اور انکے لکھنے کی غرض
کسی برائی کا دفع کرنا اور لوگون کو اس سے نفرت دلانا ہوتی ہے۔ کوئی نظم تو اس غرض
سے لکھی جاتی ہے کہ مفلسون کی تباہ حالت درست کیجائے اور کسیکا مقصود یہ ہوتا ہی
کہ امرا کے اخلاق رذیلہ کی اصلاح ہو اور سوسائٹی مین عیب بڑھنے نہ پائین۔ الغرض
وہان جذبات حیوانی اسطرح سے بیان کئے جاتے ہین کہ جس سے بعوض کسی اشتعال
وتحریک کے خود انہین جذبات سے انسان کو تنفر پیدا ہو۔ کیونکہ ہر قسم کے علم سے انسان
کو فائدہ ہی حاصل ہوتا ہی اور ہر طرح کے واقعات سے دنیا کو نفع پہونچتا ہے۔ جب کوئی برا
فعل اسطرح سے بیان کیا جائے گا کہ وہ برا ہے تو ضرور اسکے سننے یا پڑھنے سے
انسان کو فائدہ پہونچے گا اور وہ اس برائی سے خبردار ہوکر اس سے محفوظ رہے گا۔ اس
موقع پر سعدی صاحب کا یہ جملہ بھی یہان لکھنے کے لایق ہے اور کیا خوب کہا ہے کہ ادب
از کے اموختی؟ گفت از بے ادبان۔" برخلاف اسکے ہماری عشقیہ شاعری اور ناولوں
مین اکثر حیوانی جذبات کو صرف اشتعال انگیز پیرایہ مین بیان کیا جاتا ہے جس سے
بعوض کسی اخلاقی فائدہ کے لوگون کو ایک قسم کی مضرت پہنچتی ہے اور نوجوانون
کے قوائے حیوانیہ مین ایک جوش اور ابھار پیدا ہوتا ہے۔ دیوانون کی اکثر غزلون
کا یہ اثر دیکھا گیا ہے کہ انکے پڑھنے والے نوجوان اشخاص کسبیون پر عاشق ہوجاتے

ہین اور اپنی زندگی کو برباد کر دیتے ہین۔ عورتون کے عشق اور عاشقون کی شوریدہ سری اور دیوانگی کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگتے ہین اور بالآخر خود اس بلا مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ یہ ہین نتیجے دونون ملکون کی شاعری کے جنہین ہمنے یہان بیان کیا۔

ہم یہ نہین کہتے ہین کہ آجکل کے تمام اردو شاعرون کا کلام جذبات حیوانی کو مشتعل کرنیوالا ہے۔ مگر بعض شاعرون کی غزلون کا یہ اثر تو مسلم مانا گیا ہے اگر ہمارے ملک کے کہنہ مشق شاعر اس عشقیہ شاعری کا صرف تھوڑا سا پہلو بدل دیتے اور لوگون کے اخلاق فائدہ کا لحاظ رکھتے تو اس سے ہماری قوم کو کیا کچھ فائدے نہ پہنچتے انہین چاہئے تھا کہ اپنی پاکیزہ نظمون کے وسیلہ سے اہل ہند کے اخلاق و عادات درست کرتے بہت سی تکلیف دہ رسمون کو اوٹھاتے اور انسانی تمدن کو اپنے بے بہا کلام سے مختلف قیمتی فائدے پہنچاتے۔

تہذیب و متانت کے ساتھہ عورتون کے حسن و جمال کو بیان کرنا اور حیوانی جذبات کو دکھانا کوئی بری بات نہین بشرطیکہ اس سے اخلاق پر اچھا اثر پڑتا ہو۔ اور عامہ خلایق کو کوئی فائدہ بھی پہنچتا ہو یا عشق کے جذبات انسانی فطرت پر روشنی ڈالنے کے لئے دکھائے جائین۔ مگر افسوس کے ساتھہ یہان اس بات کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اس زمانے مین اکثر اردو زبان کے شاعر عورتون کے حسن جمال عشق۔ وصل و ہجر کے بیان مین امور مذکورہ بالا کو ملحوظ نہین رکھتے۔ اور تہذیب و شایستگی کی حد سے گذر جاتے ہین اور بعض اوقات تو بیچاری عورتون کی ننگی تصویرین مشاعرون کے جلسون مین سب کے سامنے لاکر کھڑی کر دی جاتی ہین جس سے بعض نو مہذب اور نئی روشنی کے تعلیم یافتہ اشخاص اس شاعری ہی سے نفرت کرنے لگے ہین۔ اور ایسے مشاعرون مین جانے اور ایسی غزلون

کے سننے اور پڑھنے سے اجتناب کرتے ہین۔ اس عام نفرت کا ثبوت ہمین مندرجہ ذیل واقعات سے بخوبی ہوتا ہے اور وہ یہ ہین۔

(۱) گذشتہ زمانے کی بہ نسبت اب مشاعرے بہت ہی کم ہوتے ہین اور مہذب اور لایق اشخاص ان مین بہت ہی کم جاتے ہین۔

(۲) گلدستون کی اشاعت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ان کے خریدارون کی اسقدر کمی ہے کہ وہ بہت ہی قلیل عرصہ کے بعد بند ہو جاتے ہین۔

(۳) ان مقبول دیوانون کے سوا جن کی غزلین کسبیون اور قوالون کے کار آمد ہین اور کوئی نئے طبع شدہ دیوان فروخت نہین ہوتے۔ اور انکے لکھنے والے گمنامی اور کس مپرسی کی حالت مین پڑے رہتے ہین۔

(۴) عام طور پر اس زمانے مین لایق اشخاص اردو کی غزلون کو آنکھہ اوٹھا کر بھی نہین دیکھتے اور بجز چند مشہور و معروف شاعرون کے اور کسی کا کلام فروخت نہین ہوتا۔ گو وہ کیسا ہی اچھا کیون نہو۔

شاعری موسیقی اور مصوری فنون لطیفہ ہین اور جب تک انسانی سوسائٹی دنیا مین قایم ہے ان چیزون کا بھی کم و بیش مذاق باقی رہے گا۔ شاعری بہ نفسہ عمدہ چیز ہے اگر سوے استعمال کی وجہ سے وہ قابل نفرت نہ بنادی جائے اس زمانہ مین جبکہ مغربی خیالات نے ہندوستان مین ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے اردو کی شاعری مین بھی ایک بین تبدیلی نظر آتی ہے۔ اب پرانی ایشیائی شاعری متروک اور اسکی جگہ مغربی شاعری قایم ہوتی جاتی ہے اور شاعرون کے مذاق مین بھی بہت کچھ فرق آگیا ہے۔ اکثر اردو شاعر اب صاف صاف عورتون کی برہنہ تصویر اپنی غزلون

مین کہینچنا معیوب سمجھنے لگے ہین اور اسکے کلام مین متانت اور سنجیدگی بڑہتی جاتی ہے۔ امید ہے کہ ہندوستان مین جسقدر تعلیم عام ہوتی جائے گی اور مغربی خیالات پھیلتے جائینگے اسیقدر عام مذاق شاعری مین بھی اصلاح ہوتی جائے گی۔ اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ اب اخبارون اور رسالون مین پرانی گندی غزلون کے عوض مفید قوم اور پاکیزہ نظمین شایع ہونے لگی ہین۔ جو اخلاق وتمدن کو بہت کچھ فائدہ پہنچائینگی اور جن سے بتدریج قوم کا موجودہ مذاق شاعری بھی پاکیزہ ہوجائے گا۔

لیکن جو انقلاب موجودہ اردو کی شاعری مین مغربی تعلیم کے اثرات سے پیدا ہورہا ہے اس کا وہ رخ بھی ہمین انصاف کے ساتھ دکہانا چاہیئے جسنے قدیم ایشائی طرز بیان کو جو یورپ کے طرز بیان سے بہت ہی زیادہ بلند پایہ تھا بہت کچھ نقصان پہونچایا ہے ہم افسوس کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہین کہ اس زمانہ مین اہل یورپ کی تقلید بہت کچھ بے سوچے سمجھے کی جارہی ہے اور ہماری شاعری کا وہ قدیم طرز بیان جو صدیون کی جانفشانی اور عرق ریزی کے بعد ہمارے پرانے عربی اور فارسی شاعرون نے پیدا کیا تھا برباد کیا جارہا ہے اور اسکی جگہ آنکھین بند کرکے وہ نامطبوع۔ روکھا پھیکا اوٹلی کھچڑی والا مذاق قایم ہورہا ہے جو نئی شاعری کے نام سے موسوم ہے اسمین کوئی کلام نہین کہ ایشیائی شاعری کا طرز بیان یوروپ کی شاعری کے طرز بیان سے زیادہ دلچسپ بلند تر اور ہماری طبیعتون کے مناسب ہے۔ یہ سراسر حماقت ہے کہ کوئی شخص اپنے باغ مین سے اپنے وطنی گلاب کے خوشنما اور خوشبودار درختون کو تو اکھاڑ کر پھینک دے اور ان کی جگہ دوسرے ملک کے ادنی درجہ کے کردن اور جنگلی گھاس پھوس کے درخت لگائے محض اندہی تقلید ہمیشہ ہر ایک فن کو مضرت پہونچاتی ہے اور یہہ

اسی اندھی تقلید کا نتیجہ ہے کہ عمدہ طرز بیان اور بندشون کے اعتبار سے اب ہماری شاعری تنزل کر رہی ہے اور اپنے اس پرانے قابل فخر طرز بیان کو خراب کرتی جاتی ہے جو اس لایق تھا کہ اہل یورپ کے شاعر اس کی تقلید کرتے۔

کسی خاص طرز بیان کو برسون کی محنت مین کوئی خاص ملک اور سوسائٹی پیدا کرتی ہے جو اُس ملک و قوم کے لئے مطبوع و موزون ہو جاتا ہے۔ برخلاف اسکے ہر ایک جدید طرز بیان مدتون تک لوگون کی طبیعتون کو اجنبی اور ناپسندیدہ رہتا ہے۔ ایک ہند کے آدمی کو جو اپنے ملک کے گانے بجانے مین لطف آتا ہے وہ یورپ کے باجون اور گانے سے ہرگز نہین حاصل ہوتا۔ حالانکہ اب یوروپ کا علم موسیقی بہت کچھ ترقی کر گیا ہے۔ اسی طرح ایشیائی شاعری کا طرز بیان ہمارے طبایع کو واقعی نہایت ہی خوشگوار اور یُوروپ کی شاعری کا طرز بیان بہت کچھہ ناگوار ہے۔

اسی خیال سے ہم نے قدیم ایشیائی طرز بیان کو قایم رکھا ہے اور اس قدیم رنگ مین جدید مغربی خیالات کو رنگنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نہین جانتے کہ ہم اس کوشش مین کہان تک کامیاب ہوئے ہین اس کا تصفیہ ہمارے ناظرین کے ذمہ ہے۔

اس دیوان مین جسکی اشاعت کی تحریک ہمارے فرزند صادق حسین کی جانب سے عمل مین آئی ہے۔ اکثر وہی پرانی غزلین ہین جو وقتاً فوقتاً رسالہ معلم نسوان مین شایع ہو چکی ہین۔ مگر اس مین کوئی شک و شبہ نہین کہ نظر ثانی سے وہ بہت کچھہ نئی ہو گئی ہین۔

ان کے سوا بہت سی غزلین جدید بھی ہین جو ابھی تک شایع نہین ہوئی ہین۔ ان غزلون کے لکھنے مین ہمیشہ یہی ہماری کوشش رہی ہے کہ عمدہ عمدہ کارآمد نئے مضامین صاف اردو زبان مین باندھے جائین اور نظم کی شیرینی سے وعظ و پند کی تلخی

جاتی رہے۔ چونکہ ہماری پہلی تصنیف یعنی رباعیات محب پر اکثر اخبارون اور رسالون نے ریویو لکھے تھے اور ہمارے کلام کی داد توقع سے زیادہ دی تھی جسکا ہم شکریہ ادا کرتے ہین اور بالاتفاق ہماری اس نئے رنگ کی شاعری کو مفید ملک وملت بتایا تھا۔ اس لئے ہمین اس دیوان کی اشاعت کی اور یہی جرأت ہوئی اور اگرچہ کہ مالی نقصان نے ہمت کو پست کر دیا تھا۔ لیکن اس خیال نے پھر ہماری ہمت بندہائی کہ ملک وملت کی سچی خدمت وہی ہے جسکا کوئی صلہ نہ ملے اور سچا خادم قوم وہی ہے جو محض انسانی ہمدردی کی غرض سے اپنا فرض منصبی بجالائے۔ واقعی امر یہہ ہے کہ اسی ایک خیال نے ہمین ہر ایک مشکل کے وقت مدد دی ہے اور ہماری گرتی ہوئی ہمت کو سنبھالا ہے۔

خاتمہ کلام پر ہم اپنے دونون صنف کے ناظرین علی الخصوص عورتون سے یہہ اُمید رکھتے ہین کہ اگر اس دیوان کے پڑہنے سے انہین کوئی فائدہ حاصل ہو تو وہ راقم کو دعائے خیر سے یاد کرین۔

راقم

محب حسین

مدیر معلم نسوان۔ گوشہ محل حیدرآباد دکن

المرقوم ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء و ۱۸ ذوالحجہ سنہ ۱۳۲۰ھ

کس جا نہین ظہور ہمارے حضور کا — جلوہ ہر ایک جا مین ہے کوہ طور کا

ہستی سے دم کے دم ہی مین پہنچے عدم مین ہم — دہڑکا بہت تھا بحر فنا کے عبور کا

جز سنگ وخشت دیر وحرم مین دہرا ہے کیا — دل ہی تو ہے مقام خدا کے ظہور کا

واعظ عبث دکہاتا ہے جنت کے سبز باغ — طالب نہین خدا سے مین غلمان وحور کا

دل جلوہ گاہ یار ہے موسی بھی دیکھ لین — آتش فشان پہاڑ نہین ہے یہ طور کا

تقلید چھوڑ عقل کے میدان مین رکھہ قدم — نزدیک ہے یہ راہ وہ رستہ ہے دور کا

زن قابل زدن ہے یہ کہتے ہین ناسمجھہ — ہرگز نہین خیال یہ اہل شعور کا

دانا ہے گر تو کر کوئی دنیا مین کار خیر — نادان خیال خام ہے یہ جنت قبور کا

بے شر رہے بشر کہ ہے اولاد بوالبشر — شیطان کی نسل خاص ہے بندہ شرور کا

لازم ہے ہر بشر کو کرے شر سے اجتناب — انجام ہی برا ہے حسد کا فتور کا

عاقل ہے گر تو سر نہ اوٹھانا یہ چرخ — کھاتا ہے ٹھوکرین تو یہی سر غرور کا

غافل نہ اتنا نشۂ دولت مین مست ہو | چڑھکر اوتار ہی تو بُرا ہے سرور کا
کیون آدمی سے ریچھ بنا ہی یہ شیخ آج | ریش دراز اُس پہ یہ جبّہ سمور کا

قطعہ

کیسی کھلی ہے باغ مین شفاف چاندنی | ہر شاخ و برگ و گل نظر آتا ہے نور کا
یہ صبح یہ چمن یہ سحر کی ہوا سے سرد | پھولون کی یہ مہک یہ چہکنا طیور کا
کیا سو رہے ہو سبزۂ خوابیدہ کی روش
اُٹھو محب یہ دیکھو تو عالم ہے نور کا

یورپ نے لے لیا ہے جو ٹھیکا شراب کا | کیونکر بھرے نہ ہند مین دریا شراب کا
چھوٹینگی اب نہ مُنہ سے برانڈی کی بوتلین | تہذیب نے سکھایا ہے پینا شراب کا
کیونکر نہ ہندیون کے جگر جلکے ہون کباب | بھڑکا ہے گرم ملک مین شعلہ شراب کا
پیکر شراب خوش تو ہین لیکن رہے یہ یاد | یہہ زہر کا ہے جام پیالہ شراب کا
اول جو ہے سرور تو آخر مین ہے خمار | ہشیار خوفناک ہے دہوکا شراب کا
سب پیتے نہین ہین دیکھتے ہین دل کی آنکھ سے | رندون کی محفلون مین تماشہ شراب کا
حور و طہور دونو نکے لوٹین گے ہم مزے | جنت مین تو حلال ہے پینا شراب کا
اللہ رے حرص مے کہ لونڈہاتے ہین خم کے خم | یہ پیٹ آپ کا ہے کہ پیپا شراب کا
کس شان سے نکلتے ہین شاہون سی نوجوان | منہ مین چرٹ ہے ہاتھ مین شیشہ شراب کا
واعظ ابہت نہ کیجیے وصفِ مے طہور | پڑجائے آپکو بھی نہ چسکا شراب کا
شر سے خمیرِ مے سے تو سب آب خون زر | پھر کیون نہ ہو حرام یہ پینا شراب کا
عقل و خرد کے ساتھہ گئی عزت و آبرو | کیون میکشو یہ دیکھا نتیجہ شراب کا
کیا زہر کو سمجھتے ہین امرت یہ ناسمجھہ | کچھ عقل ہو تو کھائین نہ دہوکا شراب کا

موقوف میکشی ہو تجارت ہو مے کی بند — یا رب ملے نہ ہند مین قطرہ شراب کا
صحت گئی حواس گئے اور زر گیا — یارون نے خوب لطف اوٹھایا شراب کا

تھوڑی سی پیکے تم تو محب ناچنے لگے
مینا بھی پہ چپکے تم کو نہ آیا شراب کا

ہوا سوز دل آشکارا ہمارا — بھڑکنے لگا ہے شرارا ہمارا
حکومت ہے باقی نہ ہی علم و دولت — کہو کسطرح ہو گذارا ہمارا
نہ کپڑا ہے تن پر نہ کہانے کو روٹی — کرین اہل عبرت نظارا ہمارا
تجارت صناعت زراعت سے نفرت — فقط نوکری ہے سہارا ہمارا
بدن زرد دل سرد خاطر پریشان — ذرا حال دیکھو خدارا ہمارا
درندون کے ساری خصائل ہین ہم مین — مناسب ہے سب سے کنارا ہمارا
حمیت نہین کچھ تمہین اہل دولت — کرو کچھ تو چارا خدارا ہمارا
ادہر خواب غفلت مین سوتے رہے ہم — ادہر جاہ و منصب سدہارا ہمارا
کہان وہ عروج اور اقبال و دولت — لب بام ہے اب ستارا ہمارا
ہمین تھے کبھی ساری دنیا کے مالک — ابھی تک تھا خیوا بخارا ہمارا
نہ دنیا سنبھالی نہ کام آے دین کے — گیا وقت بیکار سارا ہمارا
رہا ہی نہین دل مین کچھ درد انسان — کلیجہ ہوا سنگ خارا ہمارا
معالج سے نفرت دوا سے تنفر — کرے چارہ گر خاک چارا ہمارا
گھرون مین مقید ہین بے جرم نسوان — اسی غم سے دل ہے دوپارا ہمارا
کہان تک سنین ہوگان کی مصیبت — جگر ہو گیا پارا پارا ہمارا

یہ ہندو ہی گر ہون گورنر تو کیا ڈر — قطعہ — نہین اس مین کوئی خسارا ہمارا
حسد سے ہون کیون ہم کسی کی مخالف — خدا دے کسی کو اجارا ہمارا
مخالف ہون مذہب مین گو لاکھ ہم تم — وطن ایک ہے پر تمہارا ہمارا
ہماری اطاعت مین گر کوئی شک ہو — کرو امتحان پھر دوبارہ ہمارا
لحد مین بھی کام آئیگا داغ حسرت — اندھیرے مین چمکے گا تارا ہمارا
یہ کہتے ہین رو رو کے اہل زراعت — بہت کر دیا سخت دہارا ہمارا

محبت جو رکھتا ہے ہندوستان سے
وہی ہے **محب** اور پیارا ہمارا

نہ پہنو ہرگز زنانے کپڑے جو عورتون کے لئے ہین زیبا
زنانہ پن ہے جو مرد پہنین زری کا جامہ چکن کا کرتا
لباس قومی ہو اور عمدہ مگر نہ مکڑی کا ہو وہ جالا +
نہین ہے زیبا کہ مرد پہنین بہت ہی نازک چمکتا کپڑا
بدن سے ملصق رہے ہمیشہ سفید باریک اُدنی صدری
اتارو اس وقت بھی نہ اُس کو کہ جب ہو تن سے روان پسینہ
محب اوتارو گے تم یہ صدری تو ہوگی بیشک بڑی مضرت
رہیگا تن پر جو اونی کپڑا تو حفظ صحت کا میرا ذمہ

نہین مد مقابل زر مین کوئی ملک لندن کا — نہین ہم مرتبہ علم و ہنر مین کوئی جرمن کا
اثر تو دیکھئے ہمدردی نسوان کا بعد از مرگ — سمان جنت سے بھی دلچسپ ہی کچھ اپنے مدفن کا
حسینان چمن کی خاک بھی کیا رنگ لائی ہے — کسی مرقد پہ نرگس ہے کہین غنچہ ہے سوسن کا

رہا بعد فنا بھی شوقِ دیدان پردہ داماں میں	وہ دیکھو جھانکتی نرگس ہی داروزنِ ہی مدفن کا
رفاہِ عام کی خاطر جو لاکھوں سختیاں جھیلے	خطاب ایسے بہادر کو ہے زیبا شیر افگن کا
بقائے نام ہے دنیا مین قومی خیر خواہی سے	نشان باقی نہین رہتا ہے شاہونکی بھی مدفن کا
وہ راہِ زندگی کی گھاٹیان وہ انکے پیچ و خم	غضب تو اور یہ ہے ساتھ ہی اس نفسِ رہزن کا
نہ ہوگی حشر تک قومی ترقی ہند مین ہرگز	مہیّا گر نہ ہوگا آدمی ہر علم و ہر فن کا
کڑی باتین نہ کیجے ٹوٹ جائے گا دلِ شیدا	یہ نازک آئینہ ہے یا کوئی ٹکڑا ہی آہن کا
کہان وہ باغ ہین جن مین ہجومِ بلبل و گل تھا	نہ گل کا ہی نشان باقی نہ بلبل کے نشیمن کا
بلا تعلیم نسوان مرد لایق ہو نہین سکتے	ازل سے تا ابد ہے ساتھ اس چولی کا دامن کا
چھپایا سات پردون مین مگر آئی نظر باہر	نگاہِ شوخ پر کیا ہے اثر مژگان کی چلمن کا

محب کیا فائدہ سیکھی جو انگریزی زبان تو نے
درختون کا نہ تجکو علم - حیوان کا نہ معدن کا

نام بھولے سے بھی جو لیتے نہین تدبیر کا	کیون گلا کرتے ہین وہ ہر بات مین تقدیر کا
مضمحل ماؤن سے ہو سکتی ہی اولاد قوی؟	کیا اثر ہوتا نہین بچون پہ مان کے شیر کا؟
کون کرتا ہے حکومت اس جہان پر خیر سے	یا حکومت ہی قلم کی یا اثر شمشیر کا
عقل ہو تو چھوڑ جائین خلق مین آثارِ خیر	ہے جنون اہلِ دول کو قبر کی تعمیر کا
کیون کرین ہم خواہشِ سحر و فسون و نقش جب	ہے کہین اخلاق سے بہتر عمل تسخیر کا
صفحۂ ہستی سے گو مٹتی نہین تحریر شوخ	برق سے بھی تیز ہی لیکن اثر تقریر کا
ابتدائی تربیت کے ہین نتیجے نیک و بد	طفل ہی استاد ہے گویا جوان و پیر کا
اس مقرر سورما کے سامنے فوجین ہین گرد	کام لیتا ہے زبان سے جو سنان و تیر کا

نفس کو قابو مین کر سارا جہان قابو مین ہی — ہے جنون تجکو عبث جنات کی تسخیر کا
ہے یہ آوازِ مقرر ایک بجلی کی کڑک — توڑ ڈالے کوہ کو ہے وہ اثر تقریر کا
رسم کے پھندے ہی سے چھٹنا بہت دشوار ہے — توڑنا آسان ہے فولاد کی زنجیر کا
کیون نہ وقعت ہو مقرر کی مصور سے سوا — ہے بہت مشکل زبان سے کھینچنا تصویر کا
کیا بھلا معلوم ہوتا ہے لبِ جو وقتِ شب — وہ نکلنا ماہ کا وہ پھیلنا تنویر کا

لوحِ دل پر حبِّ قوم و ملک ہی کندہ محب
ہے قبالہ پاس میرے خلد کی جاگیر کا

بیوہ کو وصلِ مرگ کا ارمان نہ ہو تو کیا — دنیا مین کوئی عیش کا سامان نہو تو کیا
ریش دراز جبہ و تسبیح و صوم و حج — یہ سب ہو پر صداقت و ایمان نہ ہو تو کیا
عالم ہے کیا وہ جس کے نہ اعمال نیک ہون — تعلیم و تربیت سے بھی انسان نہ ہو تو کیا
کس جا نہین ہے اہلِ بصیرت کو سیر و لطف — ویرانہ ہی سہی جو گلستان نہ ہو تو کیا
شاعر وہی ہے شعر مین جسکے اثر بھی ہو — دہلی و لکھنو کا زبان دان نہو تو کیا
دل ایک اور لاکھون ہی افکار و رنج و غم — دنیا کے مخمسون سے پریشان نہو تو کیا
ہوتا نہین ہے قید مین بھی پائے فکر لنگ — صحرا و کوہ و دشت و بیابان نہ ہو تو کیا
دنیا کے ہست و نیست کی پرواہی جب نہین — یہ مشکل اخیر بھی آسان نہ ہو تو کیا
کیا جہل و علم دونون کا باہم مقابلہ — قطعہ — غالب دیارِ چین پہ بھی جاپان نہ ہو تو کیا
جاپان نے اپنے علم کا دکھلا دیا ہے زور — مایوس تخت و تاج سے خاقان نہ ہو تو کیا
جاہل کے واسطے ہین ترقی کے باب بند — دنیا بغیر علم کے زندان نہ ہو تو کیا
حکام جس جگہ کے ہین راشی و مرتشی — وہ ملک انکے ظلم سے ویران نہ ہو تو کیا

کرتا ہے جو پلید غریبون پہ جور و ظلم — جیتے ہی جی وہ موذی و شیطان نہ ہو تو کیا
آخر مرے عدو نے بھی مانی ہی میری بات — حق کی مخالفت سے پشیمان نہ ہو تو کیا

کافی ہے ہمکو جامۂ علم و ہنر محب
دامان قبا و جیب و گریبان نہ ہو تو کیا

آج کل ہند مین کیا قحط ہے غمخوارون کا — گرم بازار ہے پر خوب دل آزارون کا
اے صدا ابتو انہین نزعہ کی سختی سی چھڑا — دم نکل جائے بھی ان جہل کے بیمارون کا
فائدہ کیا جو فضیلت کی بھی بگڑی باندھی — سر پہ ان عالمون کے بوجھ ہے دستارون کا

قطعہ

ایک دن رو کے امانت نے خیانت سے کہا — دیکھ انجام برا ہوتا ہے بدکارون کا
خائنون کی نہین دنیا مین ذرا بھی عزت — مینہ برستا ہے ہر اک سمت سے پھٹکارونکا
گالیان دیتا ہے کوئی کوئی کہتا ہے برا — مرتشی تو وہ ہے دشنام کی بوچھارون کا
کوستا ہے کوئی دن رات کہ مر جائے لعین — گھر جلے مال لٹے ڈھیر ہو انگارون کا
گرچہ ہو رعب حکومت سے ہر ایک شخص خموش — عرش تک جاتا ہے پر شور دل افگارون کا
خائنون نے کئے برباد بھرے گھر ایسے — کہ نشان تک بھی تو باقی نہین دیوارون کا
دیکھ لو باغ کی حالت کو اگر ہو نہ یقین — خرمن گل کی جگہ ڈھیر ہے اب خارون کا
مسکرا کر یہ خیانت نے دیا اسکو جواب — زال دنیا سے بندھا عقد ہے مکارون کا
راست بازون کا کہین ہوتا ہی دنیا مین عروج — بول بالا ہے ہمیشہ ہی سے عیارون کا
دوستون کو ترے دولت نہین ہوتی ہے نصیب — گنج قارون ہی ہے صندوق مرے یارونکا
روٹیان بھی نہین ملتین متدین کو کہین — گھر مین خائن کے بھرا مال ہے بازارونکا
اس زمانہ مین تدین ہے حماقت کی دلیل — اور ہے کر دو دغا جادہ ہوشیارون کا

کیا بگڑ جاتا ہے خائن کا بُرا کہنے سے
کوسنا کام ہے بے زور دنکا ناچارون کا

عیش کرتے ہین اُڑاتے ہوئے پھرتے ہین فتن
حال نیکون سے تو بہتر ہے جفا کارون کا

سنکے تقریر خیانت کی امانت نے کہا
تجھکو معلوم نتیجہ نہین غدارون کا

ظلم سے مال بھی ہاتھ آئے تو کیا سودا ہین
نخل ہوتا نہین سر سبز دل آزارون کا

سانپ کو دیکھتے ہی مارتے ہین اہل جہان
دشمن جان ہے ہر اک شخص ستمگارون کا

سچ تو یہ ہے کہ امانت کی نہین قدر کہین
فیصلہ پر خیانت پہ بڑا پیار ہے دربارون کا

باز آئین گے نہ افعال سے اپنے خائن
یہ نکالین گے دوالا کبھی سرکارون کا

عورتین کہتی ہین ہم قید سے چھوٹین کیونکر
قطعہ کوئی ہمدرد نہین ہم سے گنہگارون کا

ہمکو خالق نے عبث خلق کیا دنیا مین
کام کیا عالم ہستی مین ہے ناکارون کا

دَیر سے ہمکو غرض اور نہ کچھ کعبہ سے
کافرون کا ہے چلن ہم ہین نہ دیندارون کا

مجلسین ہوتی ہین مردون کی ترقی کیلئے
کوئی پرسان نہین پر ہم سے سیہ کارونکا

جو ہمارا ہے محب اسکو سمجھتے ہین عدو
ہے علاج اب کوئی ان جہل کے بیمارونکا

ہند یون ماتم شہید مین نہ گریان ہوتا
ان سا ہمدرد اگر اور مسلمان ہوتا

سوئے جنت نہ وہ اے کاش خرامان ہوتا
کچھ دنون اور ابھی قوم کا درمان ہوتا

ہوتا گر ہند مین تعلیم صناعت کا رواج
حال اس قوم کا ایسا نہ پریشان ہوتا

ہوتے ہم تو نہ کبھی پردۂ نسوان کے خلاف
گر مکانون ہی مین تعلیم کا سامان ہوتا

بد نظر ایسے کبھی مرد نہ ہوتے ہرگز
گر مروج نہ یہان پردۂ نسوان ہوتا

حبس دایم سے وہ نسوان کو چھوڑ ہی دیتا
ہند مین کوئی اگر شیر نیستان ہوتا

ان اسیرون کی بنی قبر چمن مین بھی تو کیا
زندگی بھر تو نہین داور زندان ہوتا

جوشِ گریہ نے کیا راز ہمارا افشا
ایسے بدنام نہ ہوتے جو یہ پنہان ہوتا

دیکھتا غور سے کچھ بھی مری تحریر اگر
معترض آپ ہی خود دل مین پشیمان ہوتا

ملتے گر کارِ نمایان کے صلے مین یہ خطاب
تو یہان جنگ نہ دولہ نہ کوئی خان ہوتا

دل مین پاکیزہ خیالات جو بوتے رہتے
تو بھی مزرعۂ افتادہ گلستان ہوتا

کس قیامت کی ہے اس خاک کے پتلے مین ہوس
گھر مین بھر لیتا خدائی کو جو امکان ہوتا

برہمن شیخ انہین دو نے ہمین بھٹکایا
خوب ہوتا جو نہ یہ کفر نہ ایمان ہوتا

ہوتا منظور نہ قدرت کو جو اظہارِ کمال
تو نہ ذرّے سے کبھی مہرِ درخشان ہوتا

یون نہ بے تابی حسرت کے اٹھاتے صدمے
چین ملتا جو کوئی دل مین نہ ارمان ہوتا

تھی کسی نور کی اس خاک کے پتلے مین جھلک
ورنہ مسجودِ ملائک نہ یہ انسان ہوتا

داد اُس وقت ہمین اپنے سخن کی ملتی
بے تعصب جو یہان کوئی سخندان ہوتا

ہم بھی ہو جاتے محب جن و ملک کے قائل
گر یہان قالب انسان مین نہ شیطان ہوتا

خوش گیا دنیا سے جو غافل گیا
عقل والون کو یہان کیا مل گیا

رہ گئے اک ہم ہی سوتے بیخبر
کاروان سارا سوئے منزل گیا

مرغِ جان لیتا نہین اڑنے کا نام
دو ہی دن مین کیا قفس سے ہل گیا

ہو چکین سب کوچ کی تیاریان
اک کفن باقی تھا وہ بھی سل گیا

تخمِ نیکی بو کے کھائین گالیان
پھل ریاضت کا ہماری مل گیا

بھیک کیسی گالیان ہی اُس نے دین
جسکے دروازے پہ یہ سائل گیا

خاتمہ ہے گر شجاعت بھی گئی
رہ گیا کیا جسم مین جب دل گیا

خاکِ مجنون نے بلائین اُٹھکے لین
دشت مین لیلی کا جب محمل گیا

وائے ناکامی پھرا محروم ہی
تشنہ لب گو تا لبِ ساحل گیا

خونِ ناحق بیٹھنے دیتا ہے کب
پیشِ عادل آپ خود قاتل گیا

بحث کرنے مجھ سے جو آیا محبؔ
اپنے دل مین ہو کے وہ قائل گیا

ہے نہین سوزِ جگر سینہ مین پنہان اپنا
داغ دل سے ہے یہ چراغِ تہِ داماں اپنا

کون شیطان ہی کہان آدم و حوا کا وجود
آدمی آپ ہے خود دشمن و شیطان اپنا

عورتین کہتی ہین گھٹ گھٹ کے نہ پیدا ہوتین
کیجئے کس سے بیان حال پریشان اپنا

بیڑا آزادیٔ نسوان کا اٹھایا تو مگر
سخت مشکل ہے نہین کام یہ آسان اپنا

ایک دن وہ تھا کہ دنیا کے ہمین تھی مالک
آج ہے ہند نہ اسپین نہ طوران اپنا

دہاک وہ اپنی شجاعت کی بندھی تھی ہر جا
شیر خود چھوڑتا تھا ڈر سے نیستان اپنا

آشیان اپنا اٹھا کر کہین لے جائینگے
باغبان تجھ کو مبارک ہو گلستان اپنا

دعوی مشق سخن جسکو ہو آئے وہ ابھی
ہے یہی گو بھی یہی چوگان بھی میدان اپنا

واعظو تم سے نہین ہین جو کہین وہ نکرین
دونون یکسان ہی یہان ظاہر و پنہان اپنا

یون نہ ہوتے یہ کبھی خوار و ذلیل و رسوا
مرتبہ جانتے گر حضرتِ انسان اپنا

کٹ گئی راتِ جوانی کی ہوئے بال سفید
صبحِ پیری نے کیا چاک گریبان اپنا

رہ گئے دل ہی مین مر مٹنگے ہمارے ارمان
دل نہین ہے یہ کوئی گورِ غریبان اپنا

دل جو ہو شاد تو کیا سیر چمن کی حاجت
رشکِ جنت ہی یہی خانۂ ویران اپنا

میرے مرقد پہ نہین شمع جو روشن تو نہ ہو — داغ دل زیر زمین ہے مہ تابان اپنا
ارزو دل مین جو آئی وہ نہ نکلی تا زیست — صاحب خانہ ہوا آپ یہ مہمان اپنا

یاد پیری مین ہی کچھ کچھ ہے محب عہد شباب
یہ بھی تھا صبح کا ایک خواب پریشان اپنا

ہے صبح وقت رحمت حق کے نزول کا — ہنگام ہے یہی تو دعا کے قبول کا
آئے گا اُن کے وعدہ کا کیا خاک اعتبار — کرتے ہین بات بات مین جو عذر بھول کا
خوش وضع کیا یہان کا زنانہ لباس ہے — پاجامہ گلبدن کا تو نیفا ہے ٹول کا
چندہ کتاب مین تو لکھانا ہے سہل کام — لیکن یقین کسکو ہی زر کے وصول کا
بازار مین خرون کے نہین کوئی قدر اسپ — ہے موت عالمون کی زمانہ جہول کا
ظاہر مین ہین خلیق تو باطن مین ہین خبیث — ثابت یہ مسئلہ ہوا اب تو حلول کا
بے علم و فضل شیخ کے جبتے سے فائدہ — ہے بار پشت خر پہ حماقت کی جھول کا
کیونکر نہ تن پہ گرد ہو اور پھیپڑون مین خاک — سڑکون پہ مینہ برستا ہے ہر سمت دھول کا
جس ملک مین ہو ظلم غریبون پہ رات دن — ڈر ہے اُسی کو قہر خدا کے نزول کا
دل ایک اور سیکڑون ہی اس مین درد و غم — کیا پوچھتے ہو حال حزین ملول کا
شیطان کی پیروی سے ہوا آدمی خراب — انجام ہی برا ہے ظلوم و جہول کا
شام فراق کی نہ ہوئی صبح تا بہ حشر — کیا کیجیے بیان شب ہجران کی طول کا
کیا اُسکے قول و فعل کا دل پر پڑے اثر — پابند ہی نہین ہے جو اپنے اصول کا
پینے سے کیا شراب کے آنکھین ہین لال لال — ہین جمع رند یا کوئی مجمع ہے غول کا
کپڑون کے ساتھ مغربی تہذیب بھی تو ہو — ظاہر نہ فرق کیجیے اصل و فضول کا

ہم رندِ مے پرست تو زاہد جنان پرست
قائل نہین ہے وہ بھی خدا اور رسول کا

یورپ ہے آج سب سے تمدن مین سر بلند
دیکھا نتیجہ علم و ہنر کے حصول کا

کرتے ہین ہم سفارشِ آزادیٔ نسا
اب اختیار آپ کو رد و قبول کا

کیا ناپتا ہے ارض و سما دل کو اپنے ناپ
ملتا نہین پتا ہی یہان عرض و طول کا

بعد فنا بھی خارِ حسد نے نہ دی نجات
بو دا لگا یا میری لحد پر ببول کا

کیا جانے کیا سمجھ کے ہوا تھا یہ دل مین شاد
اب آنکھ جب کھلی تو اڑا رنگ پھول کا

ہون گے نہ ایک ملت و مذہب کے سب بشر
انسان مین فطرتاً ہی تفاوت عقول کا

کیونکر عدوِ عمر کا محب حسین ہو
داماد ہے وہ خاص علی و بتول کا

گمان بھی تو نہین تھا عدم سے آنے کا
مگر جو آئے تو اب ہے یقین جانے کا

جو غنچہ ہنستا ہے ہستی پہ طفل روتا ہے
سبب ہے ایک ہی رونے کا مسکرانے کا

بغیر عقد یہ بیوہ ستی سے بدتر ہے
عجیب طرز ہے یہ جیتے جی جلانے کا

بچا نہ زاہد صد سالہ بھی تو دنیا سے
یہ قحبہ جانتی ہے ڈھنگ دل لبھانے کا

عروج مین بھی رہین ہم سوئے زمین مائل
یہی ہے بھید ہمین خاک سے بنانے کا

ادھر ہو حکم ادھر ہم نثار جان کرین
طریق یہ ہے محبت کے آزمانے کا

نئی کوئی بھی مصیبت نہین ہے دنیا مین
وہی فلک کا پرانا ہے ڈھب ستانے کا

نہ سیکھا حیف فن پیری و مریدی بھی
عجیب ڈھنگ ہے یہ روٹیان کمانے کا

ارم سے لایا ہے وحشت سرائے دنیا مین
گلا خدا سے کرینگے ہم آب و دانے کا

جہان مین حسن بھی ہے اور چشم بینا بھی
یہ ایک میلا ہے کچھ دیکھنے دکھانے کا

زیادہ چھپنے سے بڑھتا ہے اور دید کا شوق — کھلا یہ بھید حسینوں کے منہ چھپانے کا
مقام فکر منجم ہے مہر سے بھی بلند — یہ ایک سنگ ہے اُس در کے آستانے کا
ہماری خاک سے پیدا کئے گل و بلبل — یہی سبب تھا ہمیں خاک میں ملانے کا
شجر سے تخم تو پھر تخم سے شجر نکلا — طلسم دیکھئے قدرت کے کارخانے کا
محب زمانے کی ناقدردانیوں سے تو اب
خیال بھی نہیں آتا صلے کے پانے کا

ہے بہت سہل حسینوں پہ تو آنا دل کا — دلبر علم سے مشکل ہے لگانا دل کا
بزدلوں سے کہیں اُٹھتے ہیں بُرے رسم و رواج — ایسے کاموں کو تو ہو کوئی توانا دل کا
قابل عفو ہیں سب جرم خدائے غفار — جسکی بخشش ہی نہیں وہ ہے ستانا دل کا
یوں تو آسان ہے ہر کام کا آغاز مگر — ایک ہی کام میں مشکل ہے لگانا دل کا
عمر بھر قوم پرستی کے پھرے کوچے میں — سخت دشوار ہے اب پھیر کے لانا دل کا
فرض بھی ترک جو ہو تو ہے امید رحمت — کفر اسلام میں لیکن ہے دُکھانا دل کا
درد ہمدردی نسواں کو دکھا ہی دیتے — ہوتا ممکن کسی پہلو سے دکھانا دل کا
آگے جل جاتی تھی ایک بار چتا پر چڑھ کر — اب تو دن رات ہے بیوہ کے جلانا دل کا
دل کے قابو میں ہو تم یا کہ ہے دل قابو میں — ہاتھ آیا ہے تمہیں خوب بھانا دل کا
فطرتاً دل ہی جو بد ہو تو کرے کیا تعلیم — کیا معلم کے ہے قابو میں بنانا دل کا
دل میں اُس شوخ کے گھر پہلے گھر کر لیتو — ہوتا ممکن جو کہیں دل میں سمانا دل کا
شیر تو پالتے ہیں نفس کو کرتے نہیں رام — اس درندے سے تو مشکل ہے ہلانا دل کا
جاگنا سونا ہے دن رات کا مرنا جینا — شور محشر ہے ہمیں شور مچانا دل کا

درد دل پردہ نشینوں کا وہ یاد آتا ہے | ہاتھ سینے پہ وہ رکھنا وہ دبانا دل کا
سرعت برق سے صحبت کی ہی تاثیر سریع | اس اثر سے نہیں ممکن ہے بچانا دل کا
درد دل پردہ نشینوں کا سنیں یار سنیں | درد دیوار تو سنتے ہیں فسانا دل کا
ہونا جو کچھ تھا ہوا فائدہ پچھتانے سے | کیوں کہا آپ نے ہر بات میں مانا دل کا
دل ہر ایک چیز پہ دنیا کی مچل جاتا ہے | چھوٹے بچے کا منانا ہی منانا دل کا
یاد آجاتے ہیں غربت میں جو یاران وطن | ضبط ہوتا ہی نہیں آہ بھر آنا دل کا
دل کی تصویر ہے گورے بسترسرتا پا | پھر بھی دشوار ہے چہرے ہی سے پانا دل کا

کیجئے کس سے بیان حال دل زار محب
کوئی سنتا ہی نہیں آہ فسانا دل کا

آئی خزاں تو رنگ گلستاں بدل گیا | مرجھائے پھول بلبلوں کا دم نکل گیا
کچھ رنگ گل ہی خوف خزاں سے نہیں ہے زرد | سینہ میں طفل غنچہ کا دل بھی دہل گیا
اللہ رے جوش گریہ ہمدردی نسا | دامن میں طفل اشک بھی گر کر مچل گیا
کیوں خوف جان ہی حق کی حمایت میں یہ عبث | کیا وقت موت کا کبھی ٹالے سے ٹل گیا
واعظ کے دم میں آتا ہے کب پیر میکدہ | جادو کہانیوں کا تو بچوں پہ چل گیا
دیکھا جو میں نے ہند کی بیوہ کا حال زار | چشمہ لہو کا چشم سے میری ابل گیا
دنیا کی لذتوں سے پھرا دل ہزار شکر | ٹھوکر غضب کی کھائی تھی لیکن سنبھل گیا
باقی وہی دماغ ہے گو سلطنت گئی | جلنے کے بعد بھی نہیں رسی کا بل گیا
نظارہ جمال جہاں سوز ہے محال | موسی کی کیا بساط تھی جب طور جل گیا
خلوت میں یہ کتاب کا کیا فائدہ ہے کم | باتوں میں اس جلیس کی دل تو بہل گیا

کی ترک حرص مین نے تو دنیا نے یہ کہا — آیا شکار ہاتھ سے میرے نکل گیا

کفارہ مال و زر سے بھی ممکن نہین محب

بیکار وقت آپکا گر ایک پل گیا

اے قوم تو نے ہکو ستایا تو کیا ہوا — مجرم ہمین بنا کے پھنسایا تو کیا ہوا

کیا فحش ہے مخالفت حبس دائمی — ناحق تلف رسالہ کرایا تو کیا ہوا بیوہ

رہتا نہین یہ پردۂ نسوان تو ہند مین — پھر خاک مین ہمین جو ملایا تو کیا ہوا

یہ بچائے گا آپ ذرا ٹھیر جائے — قوت کے بل پہ ہکو دبایا تو کیا ہوا

ان عورتون کی آہ جلا دیگی عرش تک — منہہ مین ہمارے قفل لگایا تو کیا ہوا

اب دیکھنا کہ چیخ اٹھین گے زمین و چرخ — تم نے ہمارا حلق دبایا تو کیا ہوا

یہ ظلم تو خدا کو نہ ہوگا کبھی پسند — فریاد کو بھی بند کرایا تو کیا ہوا

یہ رعب داب آپ کا گھر ہی مین چلگیا — مظلوم عورتون پہ جمایا تو کیا ہوا

دنیا تھی گو خلاف خدا تھا ہمارے ساتھ — طوفان مفسدون نے اٹھایا تو کیا ہوا

کرنا ہو اور اونکو کرین ہم زمین سر بکف — بے موت قتل سے جو ڈرایا تو کیا ہوا

ذلت ہو لاکھ اپنی پہ عزت ہو قوم کی

تم نے محب یہ رنج اوٹھایا تو کیا ہوا

کہون مین کیا کہ مین اپنے کو آپ کیا سمجھا — کبھی خدا تو کبھی بندۂ خدا سمجھا

رواج و رسم پر اچھے برے کا سب ہے مدار — رہ ثواب نہ سمجھا نہ مین خطا سمجھا

مین اتنے رزق کے لایق بھی تھا نہ اے رازق — دیا جو تو نے اسی کو تری عطا سمجھا

چلا اودہر کو جدہر نفس لے چلا مجھکو — مین اپنی جان کے دشمن کو آشنا سمجھا

یہ حبس دائمی پردہ ہے مانع تعلیم   مگر نہ کوئی مسلمان اسے برا سمجھا

ڈرا کسی سے نہ دنیا مین جز خدائے قدیر   جو اپنے دل مین ذرا معنی قضا سمجھا

خدا نے دی جسے دنیا مین علم کی دولت   وہ اپنے سامنے قارون کو بھی گدا سمجھا

یہ اختلاف مذاہب سے اب ہوا معلوم   کہ ایک بات بھی اب تک نہین خدا سمجھا

خدا ہی جانے مگر مین تو روح و قالب کو   حباب بحر فنا مین بھری ہوا سمجھا

بڑھا خوشامد بیجا سے قوم کا یہ مرض   طبیب زہر کو کیون دارو ئے شفا سمجھا

جو آئی کوئی مصیبت نہ کی شکایت چرخ   کہ ہر بلا کو مین اعمال کی سزا سمجھا

ہمین ملال کیا اور بدر غیرون کو   اس انقلاب سے کیا چرخ فائدہ سمجھا

رکا نہ روکے سے آزادئ نسا کا خیال   اسے بھی ایک زمانے کی مین ہوا سمجھا

ملایا خاک مین نسوان کو حبس دایم نے   مگر کوئی بھی نہ اب تک اسے جفا سمجھا

کسی معلم نسوان کے قتل پر جو کمر   تو اپنی قوم کی یہ بھی مین اک ادا سمجھا

سمجھ کا پھیر ہے ورنہ حکیم و شیخ ہین ایک   وہ مادے کو تو قوت کو یہ خدا سمجھا

ہر ایک دین کا ہوتا ہے ایک وقت محل   وہ ناسمجھ ہے کسی دین کو جو برا سمجھا

کرین شکایت احباب کیا زبان سے محب
عدو کو اپنے بھی مین اپنا آشنا سمجھا

ہم کو ضرورتون سے خدا نے سوا دیا   لیکن یہ حرص کہتی ہو دل مین کہ کیا دیا

آگے بہت بڑھے ہے تھے مسلمان مثال سیل   اس باہمی نفاق نے پیچھے ہٹا دیا

پردہ اٹھائین یا نہ اٹھائین نہین غرض   ہم نے تو حکم حاکم فطرت سنا دیا

معنی سمجھ کے پڑھتا تو ہوتا کوئی اثر   کیا فائدہ جو طفل کو قرآن رٹا دیا

تو ہین جلی تہین اور گناہون کی آگ مین / ہمکو تو اس نفاق وحسد نے جلا دیا
اُسکی بھی زندگی مین نہ کی قدر تو نے قوم / گھر بار جسنے نام پہ ترے لٹا دیا
عشق وصنم بنا کے جہان کو کیا خراب / اپنا رقیب آپ خدا نے بنا دیا
بڑہتا گیا جو سن تو گھٹے زندگی کے دن / اک سال اور سال گرہ نے گھٹا دیا
کیا ہوسکے ترقی علم وعمل وہان / بولا جہان کوئی تو گلے کو دبا دیا
آیا جو کوئی حاکم اسے لائے تو اس نے پھر / اپنون کو آگے غیرون کو پیچھے ہٹا دیا
کیا فائدہ ہے چھپنے سے اُس شوخ چشم کو / جسنے کہ سات پردون مین جلوہ دکھا دیا
رکھا ہے کب زمانے نے قایم کسیکا نام / ریگ روان پہ نقش بنایا مٹا دیا

رستے مین رکھہ دیا تھا جلا کر محب چراغ
باد مخالفت نے اسے بھی بجھا دیا

قوم مین اب جہل ونکبت کے سوا کیا رہگیا / خاک ذلت پر پڑا اب بے گور مردار رہگیا
حب قوم واتحاد ملت ودین سے کہان / اک نفاق باہمی آپس کا جھگڑا رہگیا
اے مسیحا اُس مریض جان بلب کا کیا علاج / گوشت جسکا گھل گیا ڈہانچا ہی ڈہانچا رہگیا
آشنا رخصت ہوئے تو اور مہمان آگئے / کون کہتا ہے لحد مین مین اکیلا رہگیا
ایک مین چارون طرف سے حملۂ فوج عدو / وائے حسرت جوش حب قوم جو تھا رہگیا
توڑ ڈالین گے یہ شاعر بیڑیان فولاد کی / اور کچھہ دن شاعری کا گر یہ سودا رہگیا
اُٹھہ گئی وہ حب قومی روح جو مذہب کی تھی / اب تو یہ بیکار تسبیح ومصلےٰ رہگیا
اُٹھہ گئے ہر علم وفن کے سب امام ومجتہد / قوم مین ہر ایک لیکن ننگ آبا رہگیا
غیبت ودشنام اب تو ہے مسلمان کا شعار / اب یہی اخلاق کا باقی نمونہ رہگیا

بڑھ گئے کوشش سے اپنی دوڑ مین کفار سب — یہ مسلمان ہی مگر قسمت پہ بیٹھا رہ گیا
بیوگان ہند کے سب مٹ گئے اسباب زیست — ہان مگر اک موت کا ان کو سہارا رہ گیا

قطعہ

کہتے ہین یہ حامیان جنس نسوان فخر سے — مٹ گئی سب شان اسلام ایک پردہ رہ گیا
واہ رے یہ شان اسلامی کہ ہو محبوس زن — آپکے اس جہل کا مذہب پہ دھبا رہ گیا
سچ بتاؤ تو نبی زادی کوئی پردے مین تھی — کیون مسلمانون مین پھر پردے کا سودا رہ گیا
عائشہؓ۔ اسما۔ نسیبا۔ بنت ازور یاد ہین — جب لڑین یہ آپ مردون سے تو پھر کیا رہ گیا
بڑھ گئے میدان علم و فضل مین گبر و ہنود — یہ مسلمان ہی کھڑا منہ سب کا تکتا رہ گیا
بانیان خیر کے مٹتے نہین نام و نشان — وہ گئے دنیا سے لیکن اُن کا چرچا رہ گیا
کیا مزا دیگی خدائی تجکو اے خلاق دہر — جب فنا ہم ہو گئے اور تو اکیلا رہ گیا

ہے محب اس قوم کے مرنے کا پھر پورا یقین
اور کچھ دن جنس نسوانی پہ پردہ رہ گیا

خیانت کا کوئی حامی کوئی غمخوار رشوت کا — الٰہی ہو گیا کیا قوم کو آزار رشوت کا
غضب ہی یار بھی لیتے ہین اب تو یار رشوت — ہوا ہے گرم کیسا آجکل بازار رشوت کا
بڑھا ہے پیٹ اوسکا اور پھولا ہے بدن اسکا — خیانت کا وہ آزاری ہے یہ بیمار رشوت کا
زر گل بلبلین دیتی ہین جب گلچین کو رشوت مین — تو پھر پھولے پھلے گا خوب یہ گلزار رشوت کا
امانت سے پھرا منہ خیانت کو کیا سجدہ — خدا ہی سیم و زر ایمان ہی کلدار رشوت کا
سزا سے جبکہ راشی مرتشی دونو ہی خائف ہین — تو پھر کسطرح سے کوئی کرے اظہار رشوت کا
اکڑتی ہین بہت رشوت کا زیور پہنکر بیگم — گلے مین طوق لعنت ہی نہین ہی ہار رشوت کا
مدد کو آئے یا حیدر کرار جنت سے — ڈبوے جاتا ہے اب تو قوم کو یہ بار رشوت کا

خدا کے سامنے اس دھج سے رشوت خوار آئینگے
گلے مین طوق لعنت کا سرون پر بار رشوت کا

الٰہی اب تو خلقت تنگ ہی رشوت کی دینے سے
کہین دنیا سے منہ کالا بھی ہو مردار رشوت کا

کٹے گا اس چمن سے یہ درخت خار وار اک دن
کھٹکتا ہی نگاہ باغبان مین خار رشوت کا

کہان کے رند اب تو مولوی صاحب بھی لیتے ہین
ہوا ہے مال طیب درہم و دینار رشوت کا

بغیر نذر کرتے ہین دعا کب پیر صاحب بھی
لگا ہے تا بہ درگاہ خدا کیا تار رشوت کا

نگل جاتا ہے غٹ سے قحط کے مارونکا خون پیسہ
سمجھتا ہی نہین کچھ نیک و بد سرشار رشوت کا

نہ لوٹ اے مرتشی بے بس سمجھکر ان غریبونکو
لٹے گا ایک دن تیرا بھی یہ انبار رشوت کا

وکالت اب تو دلالی ہی رشوت خوار حاکم کی
عدالت کا مکان ہی یا کوئی دربار رشوت کا

کیا کرتا ہے سچ کو جھوٹ سیم و زر کی خاطر سے
بہت اچھا ذریعہ اب تو ہے اخبار رشوت کا

نہین چھپتی ہی تہ خانہ مین بھی رشوت کہ خود راشی
ڈھنڈورا پیٹتا ہے بر سر بازار رشوت کا

امید رحم رشوت خوار سے رکھنی حماقت ہی
کسی کا دوست کب ہی مرتشی ہی یار رشوت کا

نہین نقدی کی گر امید تو کھانا ہی کھاتے ہین
مزا دیتا ہے دسترخوان پر آچار رشوت کا

ہزارون خائنون کے بیچ مین جب ہون امین اک دو
کرینگے خاک سدباب کیا دو چار رشوت کا

خدا ہی ان غریبون کو بچاتا ہے تو بچتے ہین
نگل جانے کو منہ کھولے ہوئے ہی مار رشوت کا

جو مر جاتا ہے رشوت خوار تو یہ لوگ کہتے ہین
بہت اچھا ہوا مردہ ہوا فی النار رشوت کا

جب اہل ملک ہی لیتے ہین اہل ملک سے رشوت
تو کر سکتی ہے سدباب کیا سرکار رشوت کا

محب چوری ڈکیتی سے بھی بڑھکر جرم رشوت ہی
زبان سے نام بھی لینا نہ تم زنہار رشوت کا

بس

عقل کہتا ہے تو لینا نہ کبھی نام شراب — قدح زہر ہلاہل ہے نہیں جام شراب
تا دم مرگ کہیں چھٹتی ہے مے کی عادت — نزع میں بھی لب میخوار پہ ہے نام شراب
دیکھ ہشیار کبھی صحبت رندان میں نہ بیٹھ — موت نے لا کے بچھایا ہے یہاں دام شراب
میکشو! مژدہ کہ ہے دختر رز کا دربار — درد دل۔ سوز جگر۔ رعشہ ہے انعام شراب
خانہ ویرانی و رسوائی و سرگردانی — ذلت و خواری و افلاس ہے انجام شراب
گردنیں کٹتی ہیں تکراروں میں آناً فاناً — خون میخوار سے بھر جاتے ہیں کیا جام شراب
درد سر۔ درد جگر۔ درد کمر۔ درد عصب — ماسوا ان کے ہزاروں ہی ہیں آلام شراب
شیری روسکی ہے کہیں اور کہیں پورٹ بیئر — رائج الوقت یہی چار ہیں اقسام شراب
خودکشی۔ قتل۔ زنا۔ ظلم۔ لڑائی جھگڑے — یہی سنگین جرائم تو ہیں انجام شراب
میکشو! خوب پیو بلکہ نہاؤ دن رات — حوض سیندی کے بھرے ہیں کہیں حمام شراب
کوچ کر جاتے ہیں سب ہوش و حواس و ادراک — بہوت نشہ کا جو سر چڑھتا ہے ہنگام شراب
کتنے مجنون ہیں کتنے ہیں مریض و قلاش — چشم عبرت سے ذرا دیکھیے انجام شراب
مار دو خود آپ مرو گالیاں دو مست رہو — بادہ خواروں کو یہی ہوتے ہیں احکام شراب
نشۂ بادۂ احمر ہے کوئی روح خبیث — خون پی پی کے ہوئے لال ہیں اجسام شراب

بادہ خواری سے ہوا جاتا ہے سب ہند تباہ
اہل یورپ پہ محب آتا ہے الزام شراب

پ

بڑھ جائیں گرچہ حسن میں شمس و قمر سے آپ — علم و ہنر نہیں تو ہیں بدتر حجر سے آپ
غض نظر کا آپ کو بھی حکم ہے مگر + — حبس لنسا سمجھتے ہیں نیچی نظر سے آپ

مانا کہ عورتین ہین غلامی مین آپ کی — لیکن بچے ذرا بھی نہ اُنکے اثر سے آپ
ناچار عورتون کو سمجھکر نہ کیجے ظلم — محفوظ کیا ہین روز جزا کے خطر سے آپ
آسان نہین ہے پردۂ نسوان کی بحث اب — اس مسئلہ کو دیکھیے گہری نظر سے آپ
بوسیدہ ہڈیون پہ بزرگون کی فخر کیا — آراستہ نہین ہین جو علم و ہنر سے آپ
کمزور مان کے پیٹ سے کب ہونگی پہلوان — شاداب پھل نہ کہائینگے سوکھے شجر سے آپ
تعلیم مذہبی پہ تعصب کا بیج ہے + — واقف ہین اس درخت کے کڑوی ثمر سے آپ
گھر مین تو آپ عورتین ناحق سزا سہین — شرمائین کچھ تو دل ہی مین اپنی نظر سے آپ
مستقل ہی درد قوم ہو محسوس آپ کو — آگاہ ہی نہین ابھی درد جگر سے آپ
گھٹ گھٹ کے عورتین تو مرین گھر مین رات دن — جی بھر کے لطف اوٹھائے شام و سحر سے آپ
بچون کی تربیت تو سمجھتے نہین ہین فرض — امید خیر رکھتے ہین جاہل پسر سے آپ
پائینگے اپنے جرم کی خود آپ ہی سزا — دیکھین گے عورتون کو اگر بد نظر سے آپ
بچون ہی کو سنائے قصے کہانیان — واعظ ہمین ڈراتے ہین نار سقر سے آپ

خطرے یہان ہین اور وہان بھی تو ہین محب
خالی ہین کس جہان مین خوف و خطر سے آپ

قے

ہر ایک انسان پہ فرض ہے یہ کہ پہلے سیکھے اصول صحت
کہ صحت جسم و روح سے بھی کوئی جہان مین بڑی ہی نعمت
وہ سوئین جلدی عشا کو پڑھ کر جو چاہتے ہین سویرے اٹھنا
کہ صبح اٹھنے سے بڑھتی ہے عمر اور ہوتی ہے دلکو راحت

عروج دنیا جو چاہتے ہین وہ اٹھین قبل طلوع خاور
جوانی جنگی ڈہلی ہوئی ہے کرین وہ تا صبح استراحت

اُٹھین جو سوتے سے وہ سویرے تو دہوئین پہلے وہ جسم سارا
رگڑ کے دانتون کو خوب مانجھین کہ جن سے جاتی رہی کثافت

کرین وہ بالون مین اپنے کنگھی نہ رکھین ناخن وہ اپنے میلے
بدن کی پاکی ہے جزو ایمان کہ جس سے ہوتی ہی پاک نیت

لباس رکھتے ہین جو کہ ستھرے پھنتے کپڑے جو قیمتی ہین
انہین کی عزت ہے مجلسون مین انہین کی ہر جا ہی قدر و قیمت

نہین نہاتے جو روز انسان وہ لطف صحت نہین اٹھاتے
مضر صحت ہین سارے فضلے نہین کسیکو بھی اسمین حجت

نکلتا ہے جب بدن سے فضلہ قریب پاونڈ کے اندنین
تو پھر نہ کیون ہو محب بتاؤ نہانے دہونے کی روز حاجت

بدلتی رنگ ہے کیا بادہ خوار کی صورت
نشے کی لال تو پھیلی خمار کی صورت

ہم اپنے دل ہی مین پاتے ہین دوزخ و جنت
کرم ہے نور کی غصہ ہے نار کی صورت

ہزار حیف غلامی پہ جان دیتے ہین
نکالتے نہین کچھ کاروبار کی صورت

یہ لٹیان[له] نہین سینہ ہی کی عاشقون کے ہین سر
درخت تار سراپا ہین دار کی صورت

یہ نوجوان تو ہین بوڑہون سے بھی ضعیف سوا
نہین ہے ان مین کوئی ہونہار کی صورت

پہنکے جامہ تہذیب گو بنین انگریز
چھپائے سے نہین چھپتی گنوار کی صورت

کرے تباہ جو اپنی غرض کیواسطے ملک
خدا دکھائے نہ اُس نابکار کی صورت

[له] اصلاح دکن [illegible] مین جیسے [illegible] کو سر کرتے [illegible]

کرینگے ہم اگر قدر اہل علم و کمال | کبھی نہ دیکھین گے عزّو وقار کی صورت
لحد مین بھی ہو ضرور انتظام پردے کا | فرشتے دیکھین نہ لین پردہ دار کی صورت
رہائی گر نہین ممکن تو یہ جہنم قیدی | نکال ہی کوئی لین گے فرار کی صورت
سخی تو پھولتے پھلتے ہین باغ عالم مین | بخیل جلتے ہین لیکن چنار کی صورت
کسی سے برسر پرخاش کیون زمانہ ہو | ہمین کھٹکتے ہین نظرون مین خار کی صورت
پلا کے خون جگر موذیون کو پالا ہے | حسد ہے گرگ تو کینہ ہے مار کی صورت
خوشی کے بعد ہے غم غم کے بعد ہے شادی | بتا رہی ہے یہ لیل و نہار کی صورت
ہماری خشک لبی پر نہ جائین اہل سرور | کہ دل ہمارا ہے خندان انار کی صورت
زمین پہ لالہ و گل ہین فلک پہ شمس و قمر | مگر نہ ان مین وہ رنگت نہ یار کی صورت
رگڑ اٹھے تحت مین باہم ہین جب کبھی دو ذہن | تو خود نکلتے ہین نکتے شرار کی صورت
اجل سے بھاگ کے جائین کہان یہ اہل زمین | بنا ہے گنبد گردون مزار کی صورت
وہ شہسوار رہ عشق ہین کہ بعد فنا | پھرینگے دوش ہوا پر غبار کی صورت

کچھ ایسی آئی ہے ایسی خزان چمن مین محب
خدا دکھائے تو دیکھین بہار کی صورت

ایضاً

شتر سوار فوج دشمنان پہ جھپٹ | ایک حملے مین کھائے گی گھونگٹ
اسپ اصلاح تیز گام نہین | اس کو دوڑائے نہین سرپٹ
چھوٹین یہ عورتین کہ قید رہین | کچھ بھی ہو جائے فیصلہ جھٹ پٹ
پل گئے رند بادہ کش سارے | ریختی شاعری مین اب تلچھٹ

جہل نسوان سے عیش ہے سب تلخ — گھر مین رہتی ہے رات دن کھٹ پٹ
ترک و مصر و عرب مین ہے تہذیب — قطعہ — ہے زن و مرد کا جہان جمگھٹ
دیکھکر عورتون کو راہون مین + — مرد جاتے ہین خود کنارے ہٹ
ہے مگر ہند مین خلاف اس کے — ہے جہان مرد و زن کی کایا پلٹ
پل پڑین اپنی بے حیائی سے مرد — دیکھین گر عورتون کا یہ جھرمٹ
گھٹنا ڈولی مین وہ عروس کا دم — دیگر — ہاتھ بھر کا وہ سامنے گھونگھٹ
غش پہ غش وہ میانہ مین آنا — اور وہ حبس دم سے گھبراہٹ
ایک آفت سے یہ بھی بیاہ برات — نو عروسون کو کرتے ہین چوپٹ
ریت رسمون پہ کیا اڑی ہے قوم — واہ رے بچپن اور واہ ری ہٹ

بحث پردہ کی چھوڑتا ہی نہین
تو بھی تو ہے محب بڑا نٹ کھٹ

ث

اپنی ہستی پہ ہین کیا باغ مین گل شاد عبث — اور بلبل کا بھی یہ نالہ و فریاد عبث
عہد پیری مین جوانی کی ہمین یاد عبث — بلبل زار کی ویرانہ مین فریاد عبث
اے فلک قبرون مین مردے ہین نہین مستورات — اپنے کرتا ہے ستم تو ستم ایجاد عبث
غم سے گھل گھل کے نکل آئے ہین انکے ڈھانچے — کھینچ تصویر نہ بیمارون کی بہزاد عبث
اثر خیر مٹائے سے کہین مٹتے ہین — یہ وہ ہے قصر کہ جس کی نہین بنیاد عبث
حافظ عفت و عصمت ہے یہی علم و عمل — حبس دایم ہے عبث قلعۂ فولاد عبث
خانہ بربادی طرفین سے یہ بیاہ برات — لاکھون کر دیتے ہین تاہم یہ برباد عبث

باغبان دشمن جان اور ہے قاتل صیاد
اے اسیران قفس نالہ و فریاد عبث

خاک چھانے بھی تو ملتے نہین آثار بہشت
تو نے کیون رنج اٹھایا تھا یہ شدّاد عبث

کچھ تو غایت سے خدا کی جو کیا ہے پیدا
ورنہ اس خاک کے پتلے کا تھا ایجاد عبث

آدمی اپنے خیالات کا خود ہے مالک
کفر کا فتویٰ عبث اور یہ الحاد عبث

کوئی ذرہ بھی جہان مین نہین ہرگز بیکار
آب و آتش ہی نہ ہی خاک نہ ہی باد عبث

حق تو ہے ایک مگر جھوٹ کی پہلو ہین ہزار
یہ مذاہب ہین عبث ملت ہفتاد عبث

عقل کچھ ہوتی تو کیون عشق کے دم مین آتا
مر گیا پھوڑ کے سر آپ یہ فرہاد عبث

بدتر از قید ہماری ہے محب آزادی
حق بھی جب کہہ نہ سکین ہم تو ہین آزاد عبث

کارگر ہے نہ دوا کیا باعث
اور نہ مقبول دعا کیا باعث

اب تو ہر سمت تعصب ہی ہے
بگڑی کیون آب و ہوا کیا باعث

مسلم و کافر و لا مذہب کا
ایک ہی تو ہے خدا کیا باعث

بے خطا قید مکانون مین ہین
عورتون پر یہ جفا کیا باعث

روز ہوتی ہین بلائین نازل
کیا ہوئی ہم سے خطا کیا باعث

یہ عداوت ہے محب سو کیسی
ظلم الفت کی جزا کیا باعث

جیم

تھمتے نہین کیون اشک مرے دیدۂ تر آج
کیا آنکھون سے بہہ جائیگا سب خون جگر آج

اے قوم تجھے کچھ بھی یتیمون کی خبر ہے
معلوم ہے کچھ بھوک سے کتنے گئے مر آج

اصلاح تمدن مین ہزارون ہی ہین جھگڑے ہم نے تو اسی کام پہ باندھی ہی کمر آج
اخبار کے پڑھنے کی اُٹھاتے ہین زحمت لوگون سے مگر پوچھتے ہین کیا ہے خبر آج

قطعہ

اس باغ مین کس بیوہ کا یہ عقد ہوا ہے گلپوش ہے پھولون سے جو ہر شاخ شجر آج
گل شاد ہین غنچون کے لبون پر ہے تبسم اترائی ہوئی پھرتی ہے کیا باد سحر آج
تعلیم کے برسون مین نکلتے ہین نتیجے کیا بوتے ہی لائیگا کوئی تخم ثمر آج
دنیا کی تھین کل اپنی طرف آہ نگاہین پھیری ہے زمانے نے مگر ہم سے نظر آج
کل کھائے گی پھل باغ کے اولاد ہماری تعلیم کے پھر کیون نہ لگائین یہ شجر آج
اس چاند سی صورت پہ اگر علم بھی ہوتا گھٹتا ہی نہین حسن ترا رشک قمر آج
اس دار فنا مین تمھین جو کرنا ہو کر لو کیا جانئے دنیا سے ہو کل یا کہ سفر آج
کیا ہوگا قیامت مین عذاب اور زیادہ واعظ یہی گھر جہل بنا ہے ہی سقر آج
قبضے مین جہان بھی ہو تو رہتا نہین دایم دارا ہے کہان اور سکندر ہے کدھر آج
کیا دیر ہے کل ہی تو یہ کرتے ہین ترقی نسوان کی تعلیم پہ باندھین تو کمر آج
کی علم معاون نے ہے اس درجہ ترقی قارون کا خزانہ ہے یہی کان حجر آج
اے قوم اگر سیکھتی کچھ صنعت و حرفت غیرون کی نہ ہوتی تو کبھی دست نگر آج
کل پوچھتے تھی ذات حسب اور نسب کو دنیا مین مگر پوچھتے ہین علم و ہنر آج
اسلام کی سنتے تو یہ پہنچتی نہ مضرت عیسائیو! تم خمر کا سمجھے ہو ضرر آج
انسان تو کیا کرتے ہین ہمدردی حیوان دنیا مین فرشتون سے بھی برتر ہین بشر آج
آزادی نسوان مین عبث ہے یہ پس و پیش کل اس مین ضرر ہے نہ کوئی خوف و خطر آج
جب تم ہی نہین پوچھتے اس ملک کی صنعت پھر اہل صناعت کی ہو کس طرح بسر آج

اے کاش ہم اس مین صناعت ہی سکھاتے — پھرتے تو نہ مارے ہوئے یہ خستہ جگر آج
اب تک تو بہت ضبط کیا جوشش غم تو ہم — بہ جائے گا دریا مری آنکھون سے مگر آج
بازار سخن مین نہین کچھ قحط سخن سنج
دکھلاؤ محب جوہریون کو یہ گہر آج

چ

بار احسان شریران جفا کار نہ کھینچ — سانپ کو گود مین بانبی سے خبردار نہ کھینچ
تیغ و شمشیر و سنان کی نہین حق کو حاجت — کام لے اپنی زبان سے کبھی تلوار نہ کھینچ
چھوڑ پردہ کہ ہے یہ اصل فساد اجماع — عورتون مردون مین فولاد کی دیوار نہ کھینچ
پردہ حبس دوامی سے تو بہتر ہے یہ قبر — بار احسان مسیحا سر بیمار نہ کھینچ
غائت خلقت آدم تو ہے ہمدردی خلق — بار تکلیف عبادات یہ بیکار نہ کھینچ
سر پر احسان ہے ان خارون کا اے دشت جنون — پا سے کوشش سے کبھی نوک سر خار نہ کھینچ
ترک دنیا ہی کا ہے نام تو یہ آزادی — ہاتھ پھیلا نہ کبھی پاؤن کو زنہار نہ کھینچ
مختصر بات کا سننا بھی تو ہوتا ہے گران — مجلسون مین تو کبھی رشتہ گفتار نہ کھینچ
حال پر پردہ نشینون کے محب رو چھپکر
حشر ہو جائے گا نالہ سر بازار نہ کھینچ

ح

بات کہنے کی ہے آزادی کہان اچھی طرح — کھولنے دیتا ہے کوئی بھی زبان اچھی طرح
ان سے جلجانے کی زندانون مین ہے کسکو خبر — بند رکھتے ہین مکانون مین دھوان اچھی طرح

ہے جہاں آزادیٔ اظہار افکار و خیال — علم و فن کی ہے ترقی بھی وہاں اچھی طرح
بحث پردہ چھیڑ کر تو دیکھیے دونوں کے زور — اس اکھاڑے میں لڑینگے پہلوان اچھی طرح
داستانِ غم جو کہتے ہیں تو کٹتی ہے زبان — کرنے پاتے ہی نہیں ہم کچھ بیان اچھی طرح
چاہتے ہو خیر سیّا اپنی تو اب روکو زبان — نالہ و آہ و فغاں بھی ہو نہاں اچھی طرح
نام پردہ سنتے ہی غصّے میں کیوں آتے ہیں آپ — پہلے سن تو لیجیے یہ داستاں اچھی طرح
حبس دایم سے نہیں چھوٹیں گی جب تک عورتیں — کیا مہذب ہوگا یہ ہندوستان اچھی طرح
تربیت سے مضمحل پودے بھی لاتے ہیں ثمر — سینچ یہ پژمردہ پودے باغباں اچھی طرح
سیکھتے پھرتے ہیں غیروں کی زبانیں تو بہت — اور آتی ہی نہیں اپنی زباں اچھی طرح
میری پامالی کی رکھہ دل میں نہ تو باقی ہوس — پیس ڈال اے گردشِ ہفت آسماں اچھی طرح
بعد مردن بھی نہ رہ جائے کوئی نام و نمود — میری تربت کا مٹا دو یاں نشاں اچھی طرح
گھٹ کے پردہ میں یہی کہتی ہے زوجہ زوج سے — گھونٹ دیں اب تو گلا اے بدگماں اچھی طرح
امتحان ہمدردیٔ نسواں کا کچھ آساں نہیں — دیکھیے دے کون یہ سخت امتحاں اچھی طرح
روزنِ دیوار سے آنکھیں نہ لڑ جائیں کہیں — اہلِ پردہ بند رکھتے ہیں مکاں اچھی طرح
بات کہنے پر جہاں کھلتی ہے حق گو کی زباں — بند رکھتے ہیں وہیں عاقل زباں اچھی طرح
قوتِ نشو و نما سے آپ بڑھتا ہے درخت — بیج ہوتا ہے زمیں میں جب نہاں اچھی طرح
کس کے سوزِ غم میں یہ بیوہ جلی ہے رات بھر — اٹھ رہا ہے شمع مردہ سے دھواں اچھی طرح

ظلم کی فریاد بھی ہم کر نہیں سکتے محب
سی دیا ہے اب تو ظالم نے دہاں اچھی طرح

خ

عورتون کے جہل سے اپنا تو ہی آرام تلخ / دن تو کٹ جاتا ہے باہر گھر مین ہی ہر شام تلخ
قوم کو یہ لغو تعریفین تو ہین شربت کی گھونٹ / ہی مگر الحق مرض کا بڑا ہی جام تلخ
نام پردہ سنتے ہی کیا منہ بناتی ہی یہ قوم / ہو گیا ہے زہر سے بھی سخت کیا یہ نام تلخ
زہر سے بھی تلخ ہین یہ کم سنی کی شادیان / کیا مزا ملتا ہے کہاتے ہین جو یہ بادام تلخ
گالیان یہ قوم کی ہمکو تو ہین قند و نبات / زہر سے بھی گرچہ ہوتے ہین بہت دشنام تلخ
کیا مرے پند و نصیحت کو سمجھتے ہین یہ زہر / یہ وہ ہے کونین[له] جس سے ہی زبان و کام تلخ
یہ خوشامد زہر ہے کیا شہد مین لپٹی ہوئی / ابتدا اسکی ہے میٹھی اور ہے انجام تلخ
دافع جہل و تعصب ہین مرے اشعار پند / پی بھی جا بیمار صحت کے لیے یہ جام تلخ

کون سنتا ہے محب پند و نصیحت کو تری
ہے تری ہر بات گویا زہر کا اک جام تلخ

[له] نام دوا

دال

خدا کے بندے تھے سب ایک تھا نہ گھر کا فساد / مگر یہ مذہب و دین لائے ہین کدہر کا فساد
جو پہنا جامۂ انگریز تو گھٹی وقعت / جو پی شراب تو پیدا ہوا جگر کا فساد
دماغ بگڑا ہے اس قوم کا خدا حافظ / کہ خوفناک ہے سرسام اور سر کا فساد
ہر اک فریق نے اتنی گڑھی حدیثین ہین / کہ مٹ سکے گا نہ تا حشر یہ خبر کا فساد
نفاق شیعہ و سنی تو ہے فساد کی جڑ / مٹائین اب تو مسلمان یہ اپنے گھر کا فساد
بری نگاہ کا دل مین خیال کس کے تھا / یہ پردہ ہی سے تو پیدا ہوا نظر کا فساد
گھرون مین عورتین گھٹ گھٹ کے ہو گئین بیمار / کہین ضعیف ہی معدہ کہین جگر کا فساد

نتیجے اپنے ہی اعمال کے ہین نیک و بد — نہ شمس کا ہے زمین پر نہ ہے قمر کا فساد

نفاق قوم کی کچھ انتہا نہین ہے محب
کہ بڑھتا جاتا ہے فتنے کا اور شر کا فساد

ذال

نفع سے تعلیم نسوان کے تو ہے انکار شاذ — ہے ضرر کا حبس نسوان کے مگر اقرار شاذ
اے طبیبو! جہل و غفلت کا مرض ہی لاعلاج — یہ مرض مہلک ہی اس سے بچتے ہین بیمار شاذ
فلسفہ کے سامنے ٹھہرینگے یہ مذہب کہین — بچتی ہے بارش مین کہنہ کہوکہلی دیوار شاذ
ہے یہ اُردو شاعری کان جنون و عشق و فحش — ہی مگر ان پتھرون مین گوہر افکار شاذ
بزدلون کی تیغ تو رہتی ہے باہر میان سے — اہل جرأت کھینچتے ہین میان سے تلوار شاذ
غافلون کا تو نہین اس قوم مین حد و شمار — اور ڈہونڈ ہین بھی تو ملتا ہے کوئی بیدار شاذ
ٹوکرے مین پھینکے ایسے تو پرچے ہین بہت — قوم کو ہو فائدہ جن سے وہ ہین اخبار شاذ
بزدلی تو دیکھئے ڈر سے عوام الناس کے — سچی باتون کا بھی یہ کرتے ہین اقرار شاذ

یون تو کثرت سے ہین جہوٹے ہند مین ہمدرد قوم
ہین محب سچے مگر اس قوم کے غمخوار شاذ

رے

تُو کے بجتے ہی سو رہو پڑ کر — خواب راحت سے اُٹھو وقت سحر
جو کہ سوتے ہین نصف شب کے بعد — وہ نہین اُٹھتے پانچ کے اندر
دیر سے سونا دیر سے اوٹھنا — دونون باتین بُری ہین کچھ ہی خبر

عمر کرتا ہے کم مزاج خراب — جاگنا محفلوں میں یہ شب بھر
مول لیتے ہیں دام دیکے مرض — جاتے ہیں ناٹکوں میں جو اکثر
ضعف روح و بدن میں آتا ہے — زیادہ سونے کا بھی برا ہے اثر

جاگنے سونے میں ہو عدل محب
حفظ صحت کو چاہتے ہو اگر

محل میں عورتیں محبوس پاسبان در پر — برس رہا ہے سماں قید خانے کا گھر پر
جو فتح کرتے ہیں علم و عمل کی اقلیمیں — وہی تو کہتے ہیں اب برتری سکندر پہ
خدا نے دی ہے جو یہ عقل کام لے اس سے — کہ بیٹھنا نہیں حیوان بھی مقدر پر
جو جانتے ہیں حیات ابد شہادت کو — گلا وہ رکھتے ہیں خود آپ اپنا خنجر پر
زمین کو بھی تو ہے ان مہرو ماہ علم پہ ناز — فلک کو فخر ہے گر مہرو ماہ و اختر پر
بہادری ہی تو ہے رزمگہ میں قابل داد — شکست و فتح کا الزام کیا ہے افسر پر
اٹھائیں جس نے ہوں دنیا کی کلفتیں پیہم — اثر خوشی کا ہو کیا اس دل مکدر پر
شجاعت اور عدالت میں دونو تھے کامل — علی کو فخر عمر پہ عمر کو حیدر پر
وہ یوم فتح بھی نزدیک ہے کہ مسجد میں — پڑھیگا خطبہ نسوان خطیب ممبر پر
جہان میں چلتا ہے جنکے خیال کا سکہ — ہے فوقیت انہیں جمشید پر سکندر پر
کیا ہے پردہ دروں نے وہ بدنما احسان — رہے گا تا بہ قیامت جو قوم کے سر پر

وہاں خیال ہو کیا خاک رہبری کا محب
جہاں برستے ہوں لعنت کے تیر رہبر پہ

ہماری آہ چشمک زن ہی کیا کیا مہر تابان پہ — ہماری چشم گریان خندہ زن ہے ابر باران پہ

اگرچہ فرض ہے صوم وصلوٰۃ وحج مسلمان پر
مگر ہمدردی انسان سے اول فرض انسان پر

نہین گر آدمی مین آدمیت اور ہمدردی
فضیلت حضرت انسان کو پھر کیا اور حیوان پر

درندون سے بھی بدتر آدمی رہتے ہون گر یکجا
تو پھر شہرون کو کیا ترجیح ہے کوہ و بیابان پر

حقیقت سے کسی شے کی نہین گو فلسفہ واقف
مذاہب بھی تو قایم ہین بنائے وہم وامکان پر

یہ تفریحون مین پردے والیون کا راتدن رہنا
مصیبت میزبان کی جان پر آفت ہی مہمان پر

مسلمانو بہا گو جنگ شمشیر قلم سے تم
شجاعان عرب دیتے رہے ہین جان میدان پر

سخن فہمون کی خاموشی سخن کے حق مین قاتل ہے
سخن کی داد دینی فرض ہے ہر اک سخندان پر

یہ ظاہرداریان دیتی ہین دہوکے اہل دنیا کو
مگر اُس غیب دان کی تو نظر رہتی ہی پنہان پر

ہدایت کا ضلالت کا وہی تو ایک ہے مالک
خدا پر ہے نہین الزام گمراہی کا شیطان پر

عبادت تو بہت کی حور وجنت کے لئے زاہد
کیا ہے بے غرض احسان بھی کوئی تو انسان پر

نہین شرم وحیا کچھ جہوٹ بولین تہمتین باندہین
مگر سو جان سے قربان ہین ہر وقت ایمان پر

بڑہاپے مین یہ کم سن بیویان کیا زیب دیتی ہین
مسلط ایک بوڑہا دیو ہے گویا پرستان پر

میری فکر رسا لائی ہے بام عرش سے مضمون
کتاب آسمانی کا گمان ہے میری دیوان پر

محب یہ پردہ نشین محروم ہین ہر ایک نعمت سے
نہین پردہ یہ ہے قہر خدا مظلوم نسوان پر

ہٹے نہ میدان سے کبھی ہم شکست پیہم سے تنگ ہوکر
لڑے ہین دیوؤن سے کیا لڑائی لشکر توپ وتفنگ ہوکر

خدا نے دی ہے جو عقل ودانش تو کیون ہو تقدیر پر بھروسہ
ہزار افسوس ہے کہ انسان رہے یہ دنیا مین سنگ ہوکر

ہمارے پرزور وہ مضامین کہ جس مین بارود کی ہے قوت
پہنچتے کانون کی راہ سے ہین دلون مین خفیہ سرنگ ہوکر
یہ عمر یہ جوانی ہے جوشش سیلاب بحر ہستی
حباب موج فنا سے نکلا شباب دریا امنگ ہوکر
کوئی جو بزم سخن مین آکر جلاتا ہے شمع علم و دانش +
تو اُس پہ گرتے ہین ہر طرف سے یہ اہل یورپ پتنگ ہوکر
انہین کی عصمت ہے قابل فخر جو ہین آزاد بندشون سے
وہ خاک عفت ہے ہو جو حاصل اسیر قید فرنگ ہوکر
اٹھا نہ اب بھی یہ سخت پردہ تو دیکھہ لینا کہ عورتین سب +
نکل پڑینگی گھرون سے اکدن یہ زندگانی سے تنگ ہوکر
یہ بحر ہستی ہے ایک طوفان کہ جس مین ہے مد و جزر ہر دم
دہان موج فنا سے نکلی قضا ہے سر مرم نہنگ ہوکر
ادہر تو پردہ کا جہل حامی ادھر ہے تعلیم حریت کی +
یہ قصہ ہوئے گا فیصلہ اب ضرور دونون مین جنگ ہوکر
کہا جو مین نے کہ سخت پردہ ہے قوم کے جسم پر یہ سرطان
تو رہ گئے بزم مین عدو سب برنگ تصویر دنگ ہوکر
ذلیل حالت کی زیست سے تو ہمارا مرنا ہی اب ہے بہتر
ہزار لعنت ہے زندگی پر جئین جو آبا کے ننگ ہوکر
یہ نیلم الماس اور گوہر ہین عکس مہر رخ منور +

دکھائے قدرت نے اپنے جلوے خود آپ کانون مین سنگ ہوکر
اسی کے یہ رنگ ہین چمن مین اسی کے جلوے ہین آسمان پہ
فلک پہ چمکا وہ مہر ہوکر گلون سے نکلا وہ رنگ ہوکر
ہمارا رونا نہین عبث ہے کہ اس سے سیراب ملک ہوگا
بھینگے آنسون یہ چشم تر کے دلون مین دریاے گنگ ہوکر
محب نہ کہو لو زبان اپنی کہ ہین نصیحت سے لوگ برہم
دلون مین چبھتی ہین غافلون کے تمہاری باتین خدنگ ہوکر

ڑے

دم بھر تو بیٹھنے دے غریب الوطن کو چھوڑ
اے چرخ بدنہاد عناد کہن کو چھوڑ

صیاد مناک مین ہے گلون مین لگی ہے آگ
بگڑی ہواے باغ نہ بلبل چمن کو چھوڑ

کب تک رہے گا جال مین تقلید کے پھنسا
لے کام اپنی عقل سے دیوانہ پن کو چھوڑ

آثار خیر چھوڑ کے جا تا ملے ثواب
کوڑی بھی اپنے پاس نہ باقی کفن کو چھوڑ

لکھ وہ خیال جو کہ ہو کچھ قوم کو مفید
مضمون چشم و ابرو و لعل و دہن کو چھوڑ

دو دن کی زیست گل کی طرح ہنس کے کاٹ دے
اے عندلیب نالہ و رنج و محن کو چھوڑ

اس صیدگاہ دل مین یہ موذی ہے شیر نفس
کر اس کو تو شکار غزال ختن کو چھوڑ

دونون سے کام لے کہ نہ مرجائین قبل موت
بے کار روح اور نہ اعضائے تن کو چھوڑ

کیا لطف زیست اہل وطن ہون اگر عدو
غربت مین آبرو سے بسر کر وطن کو چھوڑ

باقی اثر ہے روح کا فانی ہے یہ بدن
دے تقویت دماغ کو فکر بدن کو چھوڑ

مشاطگی بھی فرض ہے ماں باپ پر کہین
مختار اپنے بیاہ کا دولہا دولہن کو چھوڑ

علم و عمل مین وقت عزیز اپنا صرف کر — دنرات سے سنگہار کو اس بانکپن کو چھوڑ
اہل کمال کی نہین ہوئی وطن مین قدر — تو آبرو بڑہا گہر اپنی عدن کو چھوڑ
دشمن ہے عاقلون کا تو ہے احمقون کا دوست — گردون دون پرست تو اس سفلہ پن کو چھوڑ
سیر کتاب مین تو ہے باغ جہان کی سیر — راحت سے بیٹھ گوشے مین سیر چمن کو چھوڑ
مرنے کے بعد گاڑ ہی دیگا کوئی کہین — کر فکر خیر خلق خیال کفن کو چھوڑ

سمجہا تہا تو تو ان کو محب جان سے عزیز
یہ غیر جب سمجہتے ہین تو بہی دکن کو چھوڑ

ز

دیکھ صیاد نہ دیکھ اپنے گرفتار کو تیز — منتقم دیکھتا رہتا ہے دل آزار کو تیز
دوڑ مین علم و عمل کے نہین اچھی تیزی — جلد تھک جاتا ہے کرتا ہے جو رفتار کو تیز
مرض کہنہ ہے یہ سخت جنون پر وہ — دے طبیب اب تو دوا اور ہی بیمار کو تیز
دل مین چھبجائے نہ ہے گل کی طبیعت نازک — بلبل زار نہ کر نشتر منقار کو تیز
خرق عادات تو اس قوم مین ادنی سی ہے بات — پیر صاحب یہان دوڑاتے ہین دیوار کو تیز
کیون نہ ہر آن ہو یورپ کی ترقی کو عروج — کہ وہان رکہتے ہین بجلی سے بہی اخبار کو تیز
منطق و علم بلاغت تو مقرر کی ہے جان — پہلے کر لیجیے اس سان پہ تلوار کو تیز
چمن دہر مین ملتا نہین بے رنج کے گنج — گل بہی رکہتے ہین نہان نوک سر خار کو تیز
زاہدو سب کا خدا ہے وہ غفور اور رحیم — دیکھتے آپ ہین کیون رند گنہگار کو تیز
ہے یہ اخبار ترقی کا تو برقی آلہ — برق سان کیجیے اخبار کی رفتار کو تیز
قدر آزاد خیالی تو ہے یورپ مین محب — اور رکہتے ہین یہان خنجر خونخوار کو تیز

سین

ہے بہار و خزان ہر ایک برس　　یہ جوانی مگر ہے چند نفس
عورتین ہر جگہ کی ہین آزاد　　قطعہ　ہین مگر ہند کی اسیرِ قفس
خوار و مظلوم و بے کس و محبوس　　کوئی ان سا نہین کہین بے بس
سمجھے مفلس کو کیون امیر حقیر　　کم ہے طاؤس سے یہ حسن مگس؟
وائے غفلت ہمین رہے پیچھے　　کان مین آئی بھی نہ بانگ جرس
نفع کی بات بھی نہین سنتے　　اور پھر ہے ترقیون کی ہوس
کیا کہین منہ سے اسجگہ کہ جہان　　خوف سلطان ہو اور بیم عسس
پھر وہی موت کا ہے ہر دم خوف　　آدمی گر جیئے ہزار برس
پشت ہا پشت کی ہی فکر معاش　　اور یہ زندگی ہے ایک نفس
گھٹ کے مرجائین کیون نہ یہ صیاد　　بند چارون طرف سے جب ہی نفس
گرتے ہین نوکری پہ اہل قلم　　جیسے شیرینیون پہ مور و مگس

سن چکے ہم محب تیری باتین
کہیو منہ سے نہ اور کچھ بس بس

شین

سوزش دل سے ہے دماغ میں جوش　　سر ہے یا دیگ پر ہے یہ سرپوش
اب خدا و خودی کا ہوش نہین　　کر دیا بے خودی نے کیا بیہوش
کیا رہے گی مخالفت دایم　　کوئی دن کا ہے سب یہ جوش و خروش
بت فروشون سے کیا خدا کو گلا　　یہ مسلمان تو ہین کعبہ فروش

ہمکو اپنی بھی کچھہ خبر ہی نہیں / ایسے دنیا مین ہین کہان مدہوش
بڑھ گئے دوڑ مین یہ گبرو و ہنود / خواب مین مست ہین مگر خرگوش
آتش جہل کے قریب نہ جا / جاہلون مین تو ہے فساد کا جوش
نکتہ چین ہو گئے ہین دشمن جان / بیٹھہ پردے مین تو بھی اب خاموش
اپنے اغراض مین ہین یہ سب مست / قوم کے فائدہ کا کس کو ہوش
جرم سنگین کیا ہوا ان سے / عورتین کیون گھرون مین ہین روپوش
کیون کر اخلاق قوم کے ہون درست / مرد و زن جب نہین ہین دوش بدوش
مرد کی زن ہی تو معلم ہے / مدرسہ پہلا مان کی ہے آغوش
پھر نہ یہ مجلسین نہ تقریرین / کچھ دنون کا ہے سب یہ جوش و خروش
آئے تھے جب ملی تھی مان کی گود / جائینگے تو لحد کی ہے آغوش
راز دل کس سے مین کہون جا کر / میری باتین سنے کہان ہے وہ گوش
بزم دل انجمن سے بہتر ہے / بیٹھین خلوت مین ہم نہ کیون خاموش
حبس دایم ہے حافظ عفت / مانے گا بات یہ کوئی ذی ہوش

جنکو سمجھے تھے ہم محب اپنا
ہو گئے وہ بھی آہ یار فروش

صاد

زندگانی کی نہ آرام کی حرص / ہے ہمین فائدہ عام کی حرص
تاکتی رہتی ہین کوٹھون کو کھڑین / پردہ دارون کو ہے کیا بام کی حرص
ڈر سے مردون کے یہ سب پردہ ہے / مرغ کو ہوتی ہے کب دام کی حرص

اُن سے ہوگی نہ کوئی خدمت قوم ۔ ہے جنہین نام کی انعام کی حرص
خدمت قوم ہے میرا مذہب ۔ ہے مجھے کفر نہ اسلام کی حرص
اور ہونگے وہ خطابون کے حریص ۔ ہے ہمین تو انہین دشنام کی حرص
دل کو ہوتی ہے نہانے سے خوشی ۔ پھر ہمین کیون نہ ہو حمّام کی حرص
بیٹھ جاتی ہین یہ خود پردے مین ۔ مرغ بے پر کو ہے کیا دام کی حرص
حرص محنت تو یہان ہے کسکو ۔ ہان مگر سب کو ہے آرام کی حرص
خود بخود کام ملین گے تمکو ۔ پہلے پیدا تو کرو کام کی حرص
چاہتے ہین کہ ڈھلے دن جلدی ۔ ہے کتب بینون کو کیا شام کی حرص
خدمت دین ہے یہی پردہ دری ۔ اور کیا ہوتی ہے اسلام کی حرص
ہے جنہین خواہش صہبائے طہور ۔ کیون نہو ان کو مے وجام کی حرص
ایک کافی تھے پیمبر ہمکو ۔ ہے خدا کو بھی تو پیغام کی حرص

قوم پر آپ کو قربان کردے
ہے محب تجکو اگر نام کی حرص

ضاد

گالیان کہانے کی پروا نہ زمانے سے غرض ۔ سوتے جاگ اُٹھین یہی شور مچانے سی غرض
مجلس قوم مین آتے ہین جو ہین قوم کے دوست ۔ خودغرض لوگون کو اس بزم مین آنے سی غرض
دین و ایمان سے ہمارے تو خدا واقف ہے ۔ ساری دنیا کو پھر اسلام جتانے سی غرض
خدمت قوم جو منظور نہ ہوتی ہمکو ۔ پھر ہمین آپ کی یہ گالیان کہانے سی غرض
اسکی قدرت کا جو اظہار نہ ہوتا منظور ۔ شاہد گل کو تھی کیا رنگ دکھانے سی غرض

تھا خدا کو بھی تو منظور کچھ اظہار کمال
ورنہ اس خاک کے پتلے کو بنانے سے غرض

دوست ہی کچھ تھے نہیں اور دوست کو سمجھتا ہین
دشمنوں کو نہیں جی اپنا جلانے سے غرض

مرگیا دوست ولی اپنا محمد عباس
اب ہمیں مقبرہ و عرس مین جانے سے غرض

نفع سے خلق کے مطلب ہے نہ کچھ لوگونسی
پھر ہمین اپنے خیالات چھپانے سے غرض

اہل دنیا کا تو معبود حقیقی ہے یہ زر
حق سے مطلب نہیں دولت کے کمانے سے غرض

بے غرض یہ تو نہیں جاتے ہین اللہ کے گھر
شیخ کی کچھ تو ہے تنہائی مین آنے سے غرض

قوم کے ذکر سے دلچسپ ہی حورون کا بیان
واعظون کو ہے فقط رنگ جمانے سے غرض

کیسے خونخوار یہ انسان تعصب سے ہین
ان درندونکو مجالس مین بلانے سے غرض

مصلح قوم وہی تارک دنیا ہین محب
خیر خدا جنکو نہیں کوئی زمانے سے غرض

له ڈاکٹر محمد عباس جنکا خطاب نواب ... [illegible] ... ۱۲

طوسے

اہل دنیا ہی کے سر مین نہیں گھربار کا خبط
اہل دین کو بھی تو ہی حورون کے دیدار کا خبط

کیا دوا کیجیے مہلک ہے جنون پردہ
اور بڑھتا ہے دواؤن سے تو بیمار کا خبط

کھینچتا رہتا ہے ابرو کی طرح تیغ ہلال
کیا فلک کو بھی حسینون کی ہے تلوار کا خبط

دیکھیے جسکو وہ شاعر ہے مگر جاہل محض
بچے بچے کو ہی کیا ہند مین اشعار کا خبط

بند ہو جائے ہوا سامنے منظر نہ رہے
پردہ دارون کو ہے کیا رفعت دیوار کا خبط

پاس کوڑی نہیں سر مین ہے امارت کا خیال
بھیک منگواتا ہے آخر یہی ناوار کا خبط

اعتقاد اور خبر پر نہ بھروسہ کیجیے
عقل گھٹ جاتی ہے بڑھتا ہے جو اخبار کا خبط

نعمتیں دی ہین خدا نے نہ اٹھائیں کیوں لطف
ترک دنیا و لذائذ تو ہے دیندار کا خبط

بد تو بد نیک بھی بچتے نہین ظلمون سی ترے
تجکو کیا خرچ ستمگار ہے آزار کا خبط

وعدہ کر لیتے ہین رکھتے نہین پھر اس کا خیال
ان حسینون مین ہوا کرتا ہے اقرار کا خبط

جوش دعوائے انا الحق کو چھپا بھی نہ سکا
تھا یہ منصور کو معراج سر دار کا خبط

چار تن پنجتن پاک تو سب ایک ہی ہین
پھر نہین پانچ کا اور اُن کو ہی کیون چار کا خبط

جلوہ یار تو ہر رنگ مین آتا ہے نظر
زاہدون کو ہے یہ کیون حشر مین دیدار کا خبط

راحت قلب قناعت سے ہی مفلس کو نصیب
اہل دولت کو ہی کیون درہم و دینار کا خبط

دشمنون سے بھی تو کہہ دیتا ہی دل کی باتین
ہے محب تجکو خیالات کی اظہار کا خبط

ظوئے

خدا کے گھر مین بھی ہے پردہ و حیا کا لحاظ
نہین ہے عورتون مردون کو کیا خدا کا لحاظ

بٹھاتی سر پہ ہین اپنے حباب کو موجین
جو بحر فیض ہین رکھتے ہین آشنا کا لحاظ

زمین پہ آج نہ ہوتے یہ کافر و بدکار
خدا کو زاہدو! ہوتا اگر خطا کا لحاظ

حرم مین بھی تو اُسی ایک بت کی حرمت ہی
کہان ہی دیر و حرم دونون مین خدا کا لحاظ

سمجھتی دل مین ہین پردے کو خوب مستورات
مگر زبان سے کہین کیا کہ ہے حیا کا لحاظ

مریض قوم کو قسمت پہ چھوڑ دین کیونکر
ذرا بھی جان ہی باقی تو ہے دوا کا لحاظ

یہ مقبرے یہ عزاخانے سب ہین تجالئے
نہین ہے اب تو مسلمان کو بھی خدا کا لحاظ

ہر ایک حادثہ و ہر سبب ہے مرضی رب
تو پھر خدا کو ہو کسطرح سے دعا کا لحاظ

مٹا نہ راہ سے آثار رفتگان رہرو
کہ راہرو کو ضروری ہے نقش پا کا لحاظ

گھرون مین فاقون سی مرتی ہین آہ پردہ نشین
جنون پردہ عجب ہی عجب حیا کا لحاظ

شراب ناب ہو خلوت ہو اور حور بہشت
جناب شیخ کو اسوقت ہو خدا کا لحاظ

جو گل ہین شاد تو وہ چھیڑ چھاڑ سے خوش ہین   خموش غنچہ ہے کرتا ہے کچھہ صبا کا لحاظ

وہی سے مٹے ہین تغیر کی آندھیون سے محب
نہین ہے جنکو زمانے کی کچھہ ہوا کا لحاظ

عین

برسون ہی مین آتا ہے کسی بات کا موقع   اچھا ہی یہ اظہار خیالات کا موقع
جو علم کے عاشق ہین کتاب ان کی ہے معشوق   دیتے ہین کہین ہاتھ سے وہ رات کا موقع
پابندئی اوقات سے ہوتا ہے بہت کام   پھر سیر کا ہے وقت ملاقات کا موقع
نہ ہے قوم کی امداد نہ ہمدردئی انسان   ملا! اک فقط مرگ ہی خیرات کا موقع
مسجد مین بھی اب قوم کے ادبار کا ہو ذکر   واعظ! نہین دلچسپ حکایات کا موقع
پی تو بھی جوانی مین شب و روز مئے علم   رندونکو غنیمت ہے یہ برسات کا موقع
اب نام سے پردہ کے تو وحشت ہی غضب کی   کچھ اور چلو چال کہ ہے گھات کا موقع
واعظ نہین فرصت جو سنین تیری کہانی   ہر کام کا اک وقت ہے ہر بات کا موقع

خلوت مین مزا ملتا ہے باتو نسے جو دل کی
کہتے نہین جلسون مین محب راتکا موقع

غین

کسکو حاصل ہو کالجون سے فراغ   سیکڑون علم اور ایک دماغ
علم ہے نور جہل تاریکی   اہل تحقیق ہین جہان کے چراغ

موجین رندون کی یاد آتی ہین ٹوٹتے ہین حباب سے کے جو ایاغ
ڈہونڈہتا ہے خدا کو کیا زاہد کچھہ تجھے اپنا بھی ملا ہے سراغ
بکتے ہین مولوی بھی اب ہذیان قوم کا کیا بگڑ گیا ہے دماغ
غم سے خالی نہین کسی کا دل دیکھہ لالہ کے دل مین بھی ہے داغ
عمر دنیا سے کیا بشر دا قف پشہ کیا جانے کب سے ہے یہ باغ
پشہ دنیا پہ حکمران ہوتا رکھتا آدم سے گر بڑا وہ دماغ
ایک دم لی تھی سب بہار چمن گل جہان بلبلین تھین آج ہین زاغ
راتین جو کاٹتے ہین پڑے پڑے ہین وہی عالم کے ہونگے چشم وچراغ
جان دنیا کی ہے یہی انسان اور انسان کی ہے جان دماغ
ہے یہ تعلیم و تربیت سب بیکار گر دیا ہی نہین خدا نے دماغ
موجین بھی لڑکھڑا کے پھرتی ہین چل رہے ہین حباب سے کے جو ایاغ
جنکی شہرت پہ ماہ کو ہے رشک ہین زمانہ مین آج حضرت داغ
اس اندہیرے مین تھا معلم نور حیف کسنے بجھا دیا یہ چراغ
چھوڑ تقلید عقل سے لے کام کہ خدا نے تجھے دیا ہے دماغ

جسکے پودون کی تربیت ہی نہین
کسطرح سے محب ہرا ہو وہ باغ

ف

کہان ہے اتنا انہین دوزخ و خدا کا خوف کہ جتنا ایک پولس مین کی سزا کا خوف
دماغ قوم کا روشن ہو لکھہ کتاب ایسی یہ وہ چراغ ہے جسکو نہین ہوا کا خوف

ہمین تو زیست سے اوس قوم کی ہی مایوسی — جسے طبیب سے ڈر اور ہے دوا کا خوف
گناہ کرتے ہین ڈرتے نہین ہین دوزخ سے — مٹایا دل سے ہی توبہ نے کیا خدا کا خوف
وہی ہین چین سے اس خانۂ حوادث مین — خوشی نہ زیست کی جنکو نہ ہے قضا کا خوف
یہ اعتبار گیا یار و آشنائی کا — کہ آشنا کو بھی اب تو ہے آشنا کا خوف
اسیر و بیکس و مظلوم ہین یہ مستورات — بہت بڑا ہے ہمین ان کی بددعا کا خوف
گھرون سے تیسرے فاقہ پہ یہ نکل پڑتین — نہ ہوتا ان کو اگر پردہ و حیا کا خوف
بنایا شاعرون نے یار کو ہے کیا خونی — کہ دل مین عاشقون کے ہے بہت حنا کا خوف
ہوائے تند سے گرتے ہین اونچے اونچے درخت — گیاہ پست کو کیا شدت ہوا کا خوف

محب نہ کم ہوئی پیری مین بھی محبت زیست
گھٹی جو عمر تو بڑھتا گیا قضا کا خوف

قاف

گردۂ شمس و قمر اور یہ خوان ازرق — بانٹتے پھرتے ہین مخلوق کو روزی کی طبق
عقل استاد ہے فطرت ہی کتاب مبسوط — پڑھتے ہین مدرسۂ دہر مین ہم روز سبق
عمر برباد ہوئی جاہل مطلق ہی رہے — اور الٹا کیے دن رات کتابون کے ورق
اس زمانے مین تو روٹی بھی نہین ملتی ہے — جب تک ایڑی پہ ٹپک جائے نہ ماتھے سے عرق
دیکھتے ہین وہی آنکھون سے خدا کا جلوہ — رہتے ہین علم طبیعات مین جو مستغرق
خدمت خلق عبادت مری ایمان ہے صدق — عقل معبود مری فکر پیمبر بر حق
قتل مہوش ہوئے اس پردۂ زنگاری مین — خون ہے چرخ کی گردن پہ نہین رنگ شفق
سخت جانی کا لکھے بیوہ کی کیا حال قلم — اس مصیبت پہ تو پتھر کا کلیجہ بھی ہے شق

سنتے ہی روز جزا دعویٰ حبس نسوان — خوف سے حامی پردہ کا ہوا چہرہ فق
اس زمانے مین سلاست تو ہی مضمون کی جان — کہین ہو جائین بلاغت سے نہ اشعار ادق
اب تو صوفی ہے وہی صوف ہو جسکی بر مین — ناچے ڈھولک پہ زبان سے کہے ہر دم ہو حق

مرد کرتے ہین جو عورت کی حفاظت دنرات
ان سے بڑھ کر ہے محب کون جہان مین احمق

کاف

کوزہ گر ہے یہ گردش افلاک — اور یہ چرخ ہے کمہار کا چاک
منہ کو پھر بار بار دھو لینا — پہلے دلکو تو اپنے کر لے پاک
اس چمن کو ہے اختلاف سے رنگ — کوئی گل شاد کوئی سینہ چاک
قبر پر ہم سے خاکسارون کی — شامیانہ ہے گنبد افلاک
خود بخود بعد مرگ ملتے ہین — باد مین باد اور خاک مین خاک
سب مذاہب کی ہے یہی غائت — دل انسان گناہ سے ہو پاک
ایک ہی اصل کے ہین یہ سب رنگ — مے لتا ہے سرخ اور سبز ہی تاک
ہم اسی بت کو جانتے ہین خدا — کیون نہ ہو عشق پھر ہمارا پاک
حق بھی لاتے نہین زبان پہ یہ — خلق سے ہی نہین خدا سے باک
بے قضا کوئی کچھ نہین کرتا — کوئی جلاد ہو کہ ہو سفاک
روز جاتے ہین خود رقیب کے گھر — آپ تو ہو گئے ہین اب بیباک
پیستے ہین یہ آسیا کی طرح — گردش بارض۔ گردش افلاک
اے گلو! حسن چند روزہ ہے — پھر تو یہ رنگ روپ سب ہو خاک

خاک چھانے نے بھی عمر بھر یہ فلک — مر مٹون کی نہ ہاتھ آئے گی خاک
ایک ہی ذات کے ہین سب صفات — نہ کوئی پاک ہی نہ ہے ناپاک
بھیڑ سے بھی وہ آج ڈرتے ہین — شیر سان جن کی کل بندھی تھی دھاک
ناقص العقل کون کہتا ہے — عورتین مرد سے تو ہین چالاک
کیا نہین وحشیانہ وہ زیور — کان چھلنی ہون جن سے زخمی ناک
دینداروں کی اب یہی ہی شناخت — اونچا پاجامہ ہاتھ ہین مسواک

دل مین بھی کوئی ہے محبت و درد
گرچہ ظاہر مین ہے محب یہ تپاک

گاف

ہے زمین سے تا فلک ہر ذرہ و اختر مین آگ — آدمی تو آدمی ہے عشق کی پتھر مین آگ
فکر وہ طائر ہے بام عرش ہی جسکی نشست — لگتی ہی جس جا فرشتون کی بھی بال و پر مین آگ
دیکھنا مستو نہ پینا جانکر آب حیات — یہ مئے گلرنگ ہے جلتی ہوئی ساغر مین آگ
جل رہا ہے مہر بھی اُس شعلہ رو کے عشق مین — شمس کہتے ہین جسے وہ بھی تو ہے چکر مین آگ
قابل افسوس ہے ان پردہ دارون کا حجاب — خاک ہو جاتی ہین جلکر لگتی ہے جب گھر مین آگ
کیون نہ دم گھٹ جائے جیتے جی کہ اندر ہو دھوان — ہی کہین دالان مین چولہا کہین ہی در مین آگ
بچ عضب ہی جسکی چنگاری لگاتی دم مین ہے — سینہ مین دل مین جگر مین چشم تر مین سر مین آگ
ابر مین آتش ہی پنہان برق ہی اس پر گواہ — سوزش دل سے نہو کیون اشک چشم تر مین آگ
کیا دبے گا خدمت قومی کا یہ جوش و خروش — عشق ملت کی ہی جب تک قلب کی مجمر مین آگ
سنگ دل بھی رکھتے ہین سینہ مین پنہان سوز عشق — کیا نہین معلوم ہوتی ہی نہان پتھر مین آگ

دل جو پھکتا ہے تو یہ کہتی ہے یوں چیخ کر　　میں جلی جاتی ہوں ہاں دوڑو! لگی ہی گھر میں آگ

خاک ہونے پر بھی باقی ہے محب کچھ سوز عشق
ڈھونڈے اکثر دبی ہوتی ہے خاکستر میں آگ

لام

کون کہتا ہے آشنا ہے دل　　یہ تو پہلو میں بے وفا ہے دل
دوست ہو جاتے ہیں ترے دشمن　　اس میں کچھ تیرے ہی خطا ہے دل
راستی پر اسی کو کم پایا　　جس کا کج فہم و کج ادا ہے دل
سالک منزل حقیقت ہوں　　بدرقہ علم رہنما ہے دل
تلخی وعظ و پند کا ہے اثر　　اپنے ناصح سے جو خفا ہے دل
دل کو مضبوط چاہیئے رکھنا　　ہدف ناوک بلا ہے دل
نفس سرکش کو تو نے زیر کیا　　تجکو شاباش مرحبا ہے دل
صحبت نیک و بد کی ہے تاثیر　　خلقتاً کب بھلا برا ہے دل
ترک صوم و صلوٰۃ سب جائز　　دل دکھانا نہیں روا ہے دل
دم میں جاتا ہے فرش سے تا عرش　　برق ہے نور کبریا ہے دل
اُن کو کیا ہے حجاب کی حاجت　　جن کا باعفت و حیا ہے دل
عورتیں کیوں نہ سیر باغ کریں　　کیا خدا نے نہیں دیا ہے دل
دل بنینگے ہماری مٹی سے　　اہل دل کا یہ خاک پا ہے دل
دولت علم گر نہیں ہے پاس　　مفلس و بینوا گدا ہے دل

ذبح ہوتے ہیں حسرت وارمان اے فلک کیا یہ کر دیا ہے دل

گر محبت نہیں محب دل میں
وہ تو مٹی ہی سے بنا ہے دل

پوچھتا ہوں میں جب کہ کیا ہے دل دل یہ کہتا ہے خود خدا ہے دل
وہ اُمیدیں کہاں کدہر ہے وہ جوش اب تو مٹی کا ہو گیا ہے دل
دیکھہ دل میں تو اپنے عیب و ہنر کسقدر صاف آئینہ ہے دل
کیا وفا کی کوئی اُمید اوس سے واقعی جس کا بے وفا ہے دل
صاف زنگ خودی سے کرکے تو دیکھہ دور بین خدا نما ہے دل
حسن صورت کا ہے نظر پر اثر حسن سیرت تو کھینچتا ہے دل
دونو عالم سماے ہیں اس میں جلوۂ قدرت خدا ہے دل
محو نظارۂ خدا ہی ہوں ایک جام جہان نما ہی دل
کیوں کریں عورتوں کو یہ تعلیم کیا خدا نے انہیں دیا ہے دل
کعبہ و دیر سے ہے کیا مطلب اپنا مقصود مدعا ہے دل
کون دلبر گیا ہے اس رہ سے ہر قدم زیر نقش پا ہے دل
قید دائم سے فائدہ کیا ہے کیا ہر اک زن کا بے وفا ہو دل
درد ملت نہیں ہے جس دل میں وہ تو پتھر سے بھی کڑا ہے دل
لاکھوں سر پر بلائیں لاتا ہے ایک آفت ہے بد بلا ہو دل

درد انسان اگر نہیں اس میں
کس مرض کی محب دوا ہے دل

جسے دیکھا اُسی پر آگیا دل
کسی کو دے نہ ہرجائی خدا دل

سمجھتے تھے اُسے تو باوفا ہم
مگر نکلا غضب کا بے وفا دل

ضرر کیا گر نہ مانین بات اس کی
گھڑی بھر کے لئے ہوگا خفا دل

تجھے تو خاک مین ملنا ہے اکدن
کوئی دم باغ کی کھا لے ہوا دل

تجھے زاہد مبارک حج کعبہ
ہمین کافی ہے اپنا حق نما دل

یہی پہلو مین ہے بس ایک دشمن
خدا محفوظ رکھے ہے بلا دل

تری مرضی پہ ہو سو جان سے راضی
خدا تو کر ہمین ایسا عطا دل

نتیجہ تربیت تعلیم کا ہے
نہ اچھا ہے نہ ہے کوئی بُرا دل

دلون کو کھینچتا ہے جذب الفت
یہ مقناطیس ہے یا کہربا دل

رہ الفت مین کیا رہبر کی حاجت
یہی رہبر یہی ہے رہنما دل

بچا کر دل یہان چلتے ہین ہشیار
کہ ہے ہر ہر قدم پر زیر پا دل

یہ کار خیر ہین سب غیر فانی
انہین مین ہے فقط تیری بقا دل

زر و جاگیر سے کیا دل کو حاصل
بغیر علم تو ہے بینوا دل

بدلتی مرگ سے ہے حالت جسم
تغیر سے نہین ہوتا فنا دل

ہماری بیکسی کی ہے یہ حالت
کہ پہلو مین بھی ہے ناآشنا دل

محب جذب محبت کی ہے تاثیر
جو آیا تھام کے وہ دلربا دل

میم

کوئی مونس ہے نہ کوئی یار و غمخوار قوم — کچھ نظر آتے نہین اچھے ہمین آثار قوم
مفلسون سے خاک ہوگی قوم کی حالت درست — اہل دولت ہون نہ جب تک یار و انصار قوم
ایک بھی تو جان و زر سے قوم پر قربان نہین — یون تو کہنے کو بہت ہین حامی و غمخوار قوم
کچھ شیاطین قوم کے چندے بھی کر جاتے ہین ہضم — قوم کو بدنام کرتے ہین یہی اشرار قوم
لیکچرون مین یہ تعلّی کام سب انکے خلاف — واہ کیا ہین قوم کے کردار کیا گفتار قوم
چھوڑ کر تائید حق جب ہو خوشامد سے غرض — کیون نہ ہو جائین ذلیل و خوار پھر اخبار قوم
قوم کی خدمت کے آگے چیز کیا ہے سلطنت — اسکا اک ادنی سا خادم بھی تو ہے سردار[ه] قوم
وہ مغلظ شاعری وہ نامہذب ناولین — اب تو یہ علم ادب ہے اور وہ افکار قوم
جاہلون کے ہون مناصب اہل علم ہون یون ذلیل — بدنصیبی ہے یہی اپنی یہی ادبار قوم
عیش و عشرت خودپسندی خودنمائی خودسری — قابل افسوس و نفرت ہین یہی کردار قوم
کاہلی سے مضمحل ہوتے ہین سب جسم و دماغ — جس سے بچتی ہی نہین وہ ہے یہی آزار قوم

قوم کی اصلاح سمجھے کھیل بچون کا محب
ہو ثبات کوہ جس مین وہ اوٹھائے بار قوم

[ه] سید القوم خادمہم

ہسپانیہ مین ہند مین کس جا کہان ہین ہم — سب کی نظر مین خوار ہین یارب جہان ہین ہم
دولت گئی عروج گیا سلطنت گئی — غرّہ ہے یہ کہ مالک کون و مکان ہین ہم
اہل نظر سے جہان کی کرتے ہین پھر کے سیر — کیڑون کی طرح کونون مین کیسے نہان ہین ہم
دنیا کے مال و جاہ کو سمجھین نہ کیون یہ ہیچ — دل مین ہین خوش کہ مالک حور و جنان ہین ہم
نازان ہین باپ دادا کی جرات پہ بزدلے — سمجھے ہین یہ کہ ماہر تیغ و سنان ہین ہم
اہل سخن کی بزم مین کیا خاک قدر ہو — اہل قلم ہین اور نہ اہل زبان ہین ہم

مجلس مین اہل علم کی آئین تو لڑ مرین
سرکش ہین نا تجربہ ہین وریدہ دہان ہین ہم

واقف نہین علوم جدیدہ کے نام سے
عاشق مزاج شایق ہر داستان ہین ہم

کیونکر نہ حسن و عشق کے افسانے ہم پڑہین
روز ازل سے عاشق حسن بتان ہین ہم

ہر مسئلہ مین بلبل شیراز کی سند
قرآن سے بڑھکے معتقد بوستان ہین ہم

افلاس و جہل اور تعصب نے جان لی
کیا فائدہ علاج سے اب نیم جان ہین ہم

ہم سا ہے کوئی اور زمین آسمان مین
شان خدا ہین رونق ہفت آسمان ہین ہم

یہ سب خدا و بت تو ہمین نے بنائے ہین
خلاق حشر و دوزخ و حور و جنان ہین ہم

کیا نیک و بد عمل سے بدلتی ہین صورتین
شیطان ہین ہم فرشتے ہین ہم انس و جان ہین ہم

عصمت[1] کے حفظ کا تو ہے ہر مرد و زن کو حکم
عصمت کی دوسرون کے مگر پاسبان ہین ہم

پروا نہین حکومت ملکی اگر گئی
اپنے گہرون مین عورتون پہ حکمران ہین ہم

دنیا یہ پھیرتی ہے عبث ہم سے رخ محب
کچھ اور چند روز کے اب میہمان ہین ہم

[1] قرآن مجید یحفظوا فروجہم

نون

ہے شکایت یہ زمانے کا ستم اٹھتا نہین
جانب علم و عمل لیکن قدم اٹھتا نہین

صبر کی قوت بڑا جو ہے علاج ہر بلا
مال و جاہ و زور زر سے کوہ غم اٹھتا نہین

خدمت نسوان سے روکا ہمکو کیون اہل وطن
جوش حب قوم دل مین دمبدم اٹھتا نہین

ہر قدم پر ہے فنا ہر گام پہ ہستی بھی ہے
پاون کیون پھر جانب راہ عدم اٹھتا نہین

سیم و زر چندون مین دیکر قوم کو ممنون کر
دل پہ جب بیٹھا تو پھر نقش درم اٹھتا نہین

ہے گوارا اپنی محنت سے اُٹھائین ہم پہاڑ — پر کسی کا بار احسان و کرم اُٹھتا نہین

سر کے بل جاتا ہون بت خانے کو شوق دید مین — پر قدم میرا سوئے بیت الحرم اُٹھتا نہین

پاؤن مین بیڑی تعصب کی ہے سر پر بار جہل — راستے مین اب ترقی کے قدم اُٹھتا نہین

اے فلک یہ ہوگی یہ حبس یہ فاقہ کشی — اب تو تیرا پردہ دارون سے ستم اُٹھتا نہین

عشق کے دفتر کے دفترات دن لکھتے ہین آپ — بیکسون کی پر حمایت پر قلم اُٹھتا نہین

کثرت ازواج نے ڈھائی تمدن کی بنا — وائے عبرت پھر بھی دستور حرم اُٹھتا نہین

کیا اُٹھانے سے اُٹھین اب ہم کہ ہین وہ ناتوان — بیٹھکر صورت نقش قدم اُٹھتا نہین

عشق مین کوہ گران کا بھی اُٹھانا سہل ہے — ان حسینون کا مگر جور و ستم اُٹھتا نہین

رحم مادر سے لحد تک اب و دانہ ساتھ ہے — جیتے جی تو رزق اپنا بیش و کم اُٹھتا نہین

بے فنون جنگ یہ سب علم و دولت ہیچ ہین — تا قیامت رعب شمشیر و دوم اُٹھتا نہین

اس عروج چندروزہ پر عبث ہے یہ غرور — جب گرا پھر صاحب جاہ و حشم اُٹھتا نہین

وادی پر خار مذہب مین تو سرگردان ہین — راہ علم و عقل مین لیکن قدم اُٹھتا نہین

پردۂ نسوان کے اُٹھ جانے کا ہو کسکو یقین — کاغذ جاذب سے بھی یہ حرف نم اُٹھتا نہین

سہل سمجھے تھے بہت عشق و محبت کو محب
آپ سے معشوق کا جور و ستم اُٹھتا نہین

ہماری آرزوئین بھی ہمارے دل کے ٹکڑے ہین
مگر بعد فنا دیکھو تو یہ سب گل کے ٹکڑے ہین +
فلک پر قوت تعلیم نے عالم کو پہنچایا +
پڑے غار مذلت مین سر جاہل کے ٹکڑے ہین

مکافات عمل دیکھو ہمیں ٹکڑے تو کر ڈالا +
پشیمانی سے لیکن خود دل قاتل کے ٹکڑے ہین

مثال ماہیئے بے آب تڑپے کیون نہ یہ بیوہ +
شمار ان کا نہین اتنے دل بسمل کے ٹکڑے ہین

تجھے اے سنگدل ان سخت جانون پر نہ رحم آیا
ترے یہ دل جگر فولاد کے یا سِل کے ٹکڑے ہین

چھپائے سے کہین چھپتا ہے خون کشتگان قاتل! +
گل صد برگ شاخون پر کسی کے دل کے ٹکڑے ہین

ذرا سی ٹھیس سے یہ شیشہ دل چور ہوتا ہے +
مگر جڑتے نہین پھر جوڑنے سے دل کے ٹکڑے ہین

ہوئی تشریح بعد از مرگ سے معلوم یہ حالت
کہ اک مجروح سینہ مین ہزارون دل کے ٹکڑے ہین

نہ توڑ اے سنگدل گلچین گل صد برگ سختی سے
ارے بے رحم یہ غنچے کے نازک دل کے ٹکڑے ہین

کیا لیلیٰ نے پردہ چاک شوق دیدِ مجنون مین +
پڑے دشت جنون مین پردہ محمل کے ٹکڑے ہین

کرے گا چارہ گر کیا اب علاج ہوگا ت ہنسہ
جگر کے سینہ کے جان حزین کے دل کے ٹکڑے ہین

کہین کیا شعر درد قوم کچھ کہنے نہین دیتا

کلیجہ منہ کو آتا ہے ہزاروں دل کے ٹکڑے ہین
پسینہ خون ہوتا ہے **محب** جب شعر ڈہلتے ہین
نہین اشعار یہ کاغذ پر اپنے دل کے ٹکڑے ہین

جوانانِ دکن یون پڑہ کے لندن سی نکلتے ہین — کہ جیسے گوہر نایاب معدن سے نکلتے ہین
مضامین نور کے کیا ذہن روشن سے نکلتے ہین — پر پریدیان معنی دل کی چلمن سے نکلتے ہین
نہ چھپتے ہین نہ باہر صاف چلمن سی نکلتے ہین — نگہ کے تیر ہر دم چشم پر فن سے نکلتے ہین
کھٹکتے تہے بہت اے باغبان ہم تیری نظرونمین — برنگ بوئے گل لے آج گلشن سی نکلتے ہین
نکلتی ہین خواتین حرم جب اوڑہکر برقعے — یقین ہوتا ہے مردے اپنے مدفن سی نکلتے ہین
کلام نرم قلب سخت کو بھی موم کرتا ہے — زبان کے کام کب شمشیر آہن سے نکلتے ہین
چہوڑایا موت نے اس زندگی کے سب بکہیڑونسی — خدا کا شکر ہے ہم آج الجھن سے نکلتے ہین
کرین پردہ نہ کیون وہ اس سی شوق دید بڑہتا ہے — ادا و ناز کے سب کام چلمن سی نکلتے ہین
نکلتی ہی نہین شام و سحر یہہ عورتین باہر — وحوش و طیر بھی اسوقت مسکن سے نکلتے ہین
ہزارون گلبدن اے دشتِ غربت خاک مین ملکر — برنگ لالہ و گل تیرے دامن سی نکلتے ہین
یہ فن شاعری ہے وہ قوی آلہ ترقی کا — نہ نکلین تیغ سے وہ کام اس فن سی نکلتے ہین
فرشتے موت کے اسطرح لیجاتے ہین روحونکو — لئے پہولونکو گلچین جیسے گلشن سے نکلتے ہین
چمن مین بلبلین پڑہتی ہین جب رنگین غزل میری — گل تحسین زبان گنگ سوسن سے نکلتے ہین
مہک اوٹھیگا سارا ہند ان پہولون کی خوشبو سے — گل مضمون رنگین آج خرمن سے نکلتے ہین
نکلتی ہی دل بیوہ سے آہ آتشین ہر دم — شرارے آگ کے جسطرح گلخن سی نکلتے ہین
جگر پھٹتا ہے ان پردہ نشینون کی مصیبت پہ — قفس مین بند ہوکر جب یہ مسکن سی نکلتے ہین

بچایا نفس کی گھاتوں سے تیرا شکر ہی یا رب | بہت کم بچکے ایسے سخت دشمن سے نکلتے ہیں
بغیر تربیت پتھر ہیں یہ سب جوہر ذواتی | تراشیدہ کہاں الماس معدن سے نکلتے ہیں
خزاں آئی چمن لوٹا گیا خاروں کی بن آئی | جنازے بلبلوں کے آج گلشن سے نکلتے ہیں

غلامی نفس کی چھوڑی تو آزادی ہوئی حاصل
محب کب بندۂ زر دام رہزن سے نکلتے ہیں

لہو کا جام ہے یہ ساغر شراب نہیں + | جلائے دل کو وہ شعلہ ہے آفتاب نہیں
جلا دیا ہے کلیجے کو آتش تر نے | جگر یہ سینہ میں کیا سیخ پر کباب نہیں ؟
شراب خوار میں مجنوں میں ہے کوئی فرق | جنوں کے مورث اعلی میں کیا شراب نہیں
اسی سے جامہ کے باہر ہوئی ہے بنت عنب | کہ محتسب کا کوئی اسپہ رعب و داب نہیں
مضرتوں کے سوا جس میں کوئی نفع نہ ہو | تو ایسی چیز سے کیا فرض اجتناب نہیں
نہیں ہے لال پری شیشہ میں یہ ڈائن ہی | جنوں کا جوش ہے یہ نشۂ شراب نہیں
نہ پی شراب کہ جل جائے گا دماغ و جگر | یہ آگ آتش دوزخ ہے سرخ آب نہیں
جگر کو کاٹتی ہے دل کو خون کرتی ہے | شراب سا کوئی زہریلہ تیز آب نہیں

پئینگے ہاتھ سے حوروں کے بھی نہ جام طہور
حرام خلد میں گرچہ محب شراب نہیں

ہمارے دین میں پردہ نہیں حجاب نہیں | ترقیوں کا یہاں کوئی سد باب نہیں
یہ خواہشیں یہ امنگیں یہ ولولے یہ جوش | سرور بادۂ احمر سے یہ شباب نہیں
کسیکے حسرت و ارمان و ولولہ کا ہے جوش | یہ سطح آب پہ ابھرے ہوئے حباب نہیں
جو دیکھا چشم بصیرت سے یہ ہوا معلوم | نہیں برے جہاں میں کوئی خراب نہیں

رضا و صبر پہ ہر دم جو ہے نظر میری — کسی بلا مین مجھے کوئی اضطراب نہین
گیا ہے تا بفلک دودِ آہِ بیوہ ہند — یہ اسکے دل کے بخارات ہین سحاب نہین
امید و بیم کا میدان ہے عرصہ ہستی — سراب اتنی ہین اس مین کہ کچھ حساب نہین
ہوا بھری تھی دماغون مین جنکے نخوت کی — یہ اُن کے کاسہ سر ہین کوئی حباب نہین

نگاہ حاسد بد بین مین ہی خراب محب
تری غزل کا تو اس رنگ مین جواب نہین

علم کا اس سرزمین مین قدردان ملتا نہین — عالمون کا تو یہان نام و نشان ملتا نہین
دھوم تھی جسکے تمول کی جہان مین ہر طرف — وہ ہمارا کانِ زر ہندوستان ملتا نہین
مفلسی کی بھی نہین کرتے شکایت اہل ہند — سچ تو یہ ہے کوئی ان سا بے زبان ملتا نہین
فہم ہی جن کو وہ اہل کار کی کرتے ہین قدر — نا سمجھ حاکم کو کوئی کاردان ملتا نہین
ہر جگہ یورپ مین ہے ہمدردی انسان کی رسم — ہند مین لیکن کہین اس کا نشان ملتا نہین
جسکو دیکھو وہ مثالِ آسیا چکر مین ہے — چین دم بھر بھی بزیر آسمان ملتا نہین
چشم بینا کے لئے عالم ہی سارا درسگاہ — علم و حکمت کا سبق ہم کو کہان ملتا نہین
علم ہو تو دل ہے اپنا رشکِ صد باغ بہشت — آسمان پر بھی یہ گلزارِ جنان ملتا نہین
کام کو اتنا تو سیکھو کام خود ڈھونڈے تمہین — کام تو ملتے بہت ہین کاردان ملتا نہین
ڈھونڈتے پھرتے ہین یہ دیر و حرم مین کیون عبث — کس جگہ[۵] اُس بت کا سنگ آستان ملتا نہین
دور سے معلوم ہوتے ہین بہم ارض و سما — یہ تو دھوکا ہے نظر کا آسمان ملتا نہین
بات جو ہوتی ہے دل مین لب پر آتی ہی ضرور — کون کہتا ہے خدا کا رازدان ملتا نہین
آشنا مطلب کی ثروت مین تو لاکھون ہین محب — ایک بھی آفت مین یار مہربان ملتا نہین

۵ اینما تولوا فثم وجہ اللہ

ہزارون عورتین ہین اشکبار پردے مین
دکہائین اپنا کسے حال زار پردے مین

بدن ہے سوکہ کے کانٹا گل عذار ہین زرد
یہ گلبدن ہوئے افسوس خار پردے مین

نہ چہوٹین بعد فنا بہی یہ دام حبس سے آہ
بنائے جاتے ہین ان کے مزار پردے مین

چمن مین آئین تو کنج قفس نصیب ہوا
نہ دیکہی باغ جہان کی بہار پردے مین

کوئی ہے زرد کوئی مضمحل کوئی بیمار
یہ عورتون کا ہوا حال زار پردے مین

اُٹھاتے پہرتے ہین دن رات لطف زیست مگر
گذرتے ہین انہین لیل و نہار پردے مین

بُری ہے جسکی طبیعت وہ مانتی کب ہے
نہ باز آئے گی رکہو ہزار پردے مین

بدلتی جبر سے ہے ہوئی خوئے بد بہی کہین
ہزارون کہیل رہی ہین شکار پردے مین

محب خموش کہ اچہی نہین ہے پردہ دری
چہپے ہین عیب ہمارے ہزار پردے مین

مین محب کا فر دیندار ہون
صلح کل ہون اور سب کا یار ہون

مرتبہ میرا ہے شاہون سے بلند
ملک و ملت کا مین خدمتگار ہون

ہے زمین شعر پر قبضہ مرا
آسمان شعر کا سردار ہون

خامۂ مشکین ہے میرا ذوالفقار
مین غلام حیدر کرار ہون

نعمت دنیا کی ہے کسکو ہوس
مین تو اپنی قوم کا غمخوار ہون

بعد مرنے کے ہوئی عزت تو کیا
قوم کی نظرون مین اب تو خوار ہون

حبس سے کسطرح چہوٹین عورتین
ہے یہی غم جس سے مین بیمار ہون

چاہتا ہون بند رکھون مین زبان
دل پہ قابو ہی نہین ناچار ہون

لاکھ چونکایا نہ چونکی ہائے قوم
اس کی غفلت سے بہت بیزار ہون

ضعف پیری نے کیا ہے کیا نحیف　　ناتوانون کی نظر کا تار ہون
ہے لب بام آفتاب زندگی　　کوئی دم مین مین نظر کے پار ہون
ہون نگاہ مردم بینا مین گل　　چشم بد بین کی نظر مین خار ہون
کافر و مومن نظر آتے ہین ایک　　بادۂ وحدت سے مین سرشار ہون
کیمیائے خلق کیا کافی نہین　　کیون عبث مین طالب دینار ہون

یار کے گھر کون جاے باربار
کیون محب احباب پر مین بار ہون

پاتے ہین اہل علم جو لذت کتاب مین　　میخوار کو نصیب کہان وہ شراب مین
سمجھے نہ فائدہ کوئی شرب شراب مین　　مارسیہ کا زہر ہے اس تیز آب مین
جلکر کباب کیون نہ ہو میخوار کا جگر　　دوزخ کی آگ ہے قدح آفتاب مین
پیری مین علم و فن کی ہوئی ہے ہمین ہوس　　افسوس یہ خیال نہ آیا شباب مین
عورت کو زہر مرد کو امرت ہے کیون یہ علم　　فرمائین اہل ملک کچھہ اس کے جواب مین
لکھے گا اور کاتب اعمال کیا گناہ　　تل بھر تو اب جگہ نہین فرد حساب مین
ہے زندگی خیال تو دنیا بھی ہے سراب　　خوابین عجیب دیکھہ رہا ہون مین خواب مین
غم کی گھٹا مین آس دکھاتی ہین یون جھلک　　جیسے کہ برق کوندہ رہی ہو سحاب مین
اللہ رے اسپ عمر تری تیز گامیان　　پہنچا عدم مین پاؤن جو رکھا رکاب مین
ارمان گئے امید گئی آرزو گئی　　اب کیا رہا ہے اس دل خانہ خراب مین
وہ شیر ہے جو خوف مین ثابت قدم رہے　　رہتے نہین حواس بجا اضطراب مین
ان عورتون کے حال پہ روتا ہون رات دن　　دریا سا گیا مری چشم پر آب مین

کسکی مجال جو کوئی شا کی ہو اے کریم — پنہان ہزار لطف ہین تیرے عتاب مین
ساقی پلادے پھر قدحِ آبِ آتشین — خامی ابھی ہے اور جگر کے کباب مین
جن کے دلون مین زہر حسد ہے بھرا ہوا — رہتے ہین مثل ماروہی پیچ و تاب مین
پیری مین کیا شباب محب ہمکو یاد آئے
دیکھا تھا ایک خواب پریشان سا خواب مین

وہ بے غرض ہین کہ دنیا پہ ہم تفو نہ کرین — خدا سے بھی کبھی جنت کی آرزو نہ کرین
جو آئین عقل مین باتین بیان کرین واعظ — صفات حور و جنان مین مگر غلو نہ کرین
وہ کرم خوردہ ہین افسوس اس چمن کے شجر — جو تربیت بھی ہوا ان کی تو یہ نمو نہ کرین
ہم ایک مست خرابات رند مشرب ہین — ہمارے حال کی زہاد جستجو نہ کرین
یہ کہہ و محفل رندان مین ہم بھی آتے ہین — خدا کے واسطے خالی ابھی سبو نکرین
جو منھ پہ کہنے سے مٹتے ہین سارے رنج و ملال — تو کیون شکایت احباب دو بدو نہ کرین
ہماری باتون پہ کچھ غور تو کرین ملا — بھلا کے غیظ سے موٹی رگ گلو نہ کرین
بغیر علم و ہنر آدمی کی کیا وقعت — غرور حسن پہ اپنے یہ خوبرو نہ کرین
برا جو کہتے ہین مجھکو کہین اجازت ہے — مگر وہ گالیان دینے کی اپنی خو نہ کرین
مرے کلام کی ذی فہم داد دیتے ہین — حسد سے گو مری تحسین مرے عدو نہ کرین
خدا کرے تجھے کوثر مبارک اے زاہد — خدا کے مست تو اس سے کبھی وضو نکرین
ہماری قدر کرینگے سخنوران جہان — بلا سے اہل دول عزت آبرو نہ کرین
جو آئین مجلس رندان مین حضرت ناصح — فضول بحث کوئی لغو گفتگو نہ کرین
اٹھا سکین گے نہ ہم بار منت احباب — ہمارے چاک جگر کو محب رفو نہ کرین

زمانے کے جور و ستم دیکھتے ہین
دکھایا جو تو نے وہ ہم دیکھتے ہین

بہت داغ اورون کے ہم دیکھتے ہین
مگر اپنے عیبون کو کم دیکھتے ہین

یہ تقلید بیجا سے بھولین گے رستے
ہم اس راہ مین پیچ و خم دیکھتے ہین

عبث جائین کیون اہل باطن فلک پر
زمین ہی سے لوح و قلم دیکھتے ہین

ہون نشۂ جاہ مین مست منعم
کہان جم کہان جام جم دیکھتے ہین

سنی تھی جو اسلام کی پست حالت
وہ اب اپنی آنکھون سے ہم دیکھتے ہین

کہین حبس نسوان کہین جوشِ مذہب
جہالت خدا کی قسم دیکھتے ہین

نہ اگلی سی دولت ہے ہندوستان مین
نہ پہلے سے جاہ و حشم دیکھتے ہین

جہان دیکھئے ہین جہالت کی باتین
مگر علم و تہذیب کم دیکھتے ہین

جو پہنچے ہین اعلےٰ مراتب پر انسان
ہم اُن کے نشانِ قدم دیکھتے ہین

جو سمجھے ہین انجام سیر و سیاحت
وہ دنیا کے سب بر و یم دیکھتے ہین

جو تارک ہین دنیا کے حورون کی خاطر
وہ ہستی مین خواب عدم دیکھتے ہین

کسی علم و فن مین جو ہوتے ہین کامل
اُنہین کو یہان محترم دیکھتے ہین

جو کرتے ہین اپنے بازو سے محنت
وہی وسعت اہل کرم دیکھتے ہین

لٹاتے ہین جو وقت کی مفت دولت
وہی مفلسی کے ستم دیکھتے ہین

سرک جائین اعدائے تعلیم نسوان
ہم اب سوئے سیف قلم دیکھتے ہین

جنہین ذوق ہے اس نئی شاعری کا
ہمارا وہ طرز رقم دیکھتے ہین

محب دیکھین کیون آئینہ مین بصورت
اسے دل مین ہم دمبدم دیکھتے ہین

گر عورتون مین جوہر ذاتی وفا کے ہین — پھر اُنپہ کیون گمان ہین مکر و دغا کے ہین
اے زاہدو یہ رند ہین ہمدرد قوم و ملک — مقبول حق ہین خاص یہ بندے خدا کے ہین
پامال عورتون کو کیا ذبح اے فلک — انداز یہ نئے ترے جور و جفا کے ہین
کہتے ہین اوس کو نحس تو سمجھے ہین اسکو سعد — کیا مستند خواص یہ بوم و ہما کے ہین
بچون کی تربیت سے ہی سرسبز باغ قوم — اس پود کے یہ دن ہی تو نشو و نما کے ہین
محبوس تا بہ زیست گھرون مین ہین عورتین — اچھے اصول ہند مین شرم و حیا کے ہین
لایق ترقیون کے تو ہین مفسدانِ قوم — یہ خادمانِ ملک ہی قابل سزا کے ہین
جہل و تعصب و حسد و بغض کے مریض — لایق علاج کے ہین نہ قابل دوا کے ہین
آزادی نسا کا تو نکلا ہے منہ سے حرف — قائل ہم آپ اپنے قصور و خطا کے ہین
پیری مین بھی جنہین ہے جوانی کا جوش عشق — بگڑے ہوئے امیر وہی ابتدا کے ہین
زاہد ترے ریاض کا اک باغ ہے صلہ — ہم رند تو زمین پہ خلیفے خدا کے ہین
عالم کی سیر کرتے ہین عزلت مین بیٹھکر — جلوے ہماری دل ہی مین ارض و سما کے ہین
اوندھا رہے گا تیرا بھی یہ کاسہ مراد — اے آسمان اثر یہ مری بدعا کے ہین
تیغ دلیل سے کہین کٹتے ہین بند رسم — حلقے یہ اعتقاد کے پھندے بلا کے ہین
انسان علم ہی سے پہنچتا ہے تا بہ عرش — اس راہ مین نشان کئی نقش پا کے ہین
کیونکر نہ آئے جوش مین رحمت تری کریم — ان عورتون پہ ظلم بھی تو انتہا کے ہین
بغض و حسد مین ہمکو یہ حاصل ہوا کمال — دشمن جو دوست کے تو عدو آشنا کے ہین
خود اڑکے رزق آتا ہے ٹلتی نہین اجل — حیلے ہین رزق کے تو بہانے قضا کے ہین
کیا بھید ہے جو شاد ہین اس غمکدہ مین گل — دم بھر کے بعد گرچہ حوالے فنا کے ہین

مرغِ ہوا نما کی طرح پھیرتے ہین رخ — اہلِ جہان بھی دیکھنے والے ہوا کی ہین

ہم باندھتے ہین شعر مین کچھہ دردِ دل محب
رنگینیان ہین اس مین نہ مضمون حنا کے ہین

رہے ہم تو نثارِ خاکِ پائے مسلمین برسون — سمجھتے ہی رہے کافر ہمین یہ اہلِ دین برسون
نہ دین گے ہند مین گر زور اب تعلیمِ نسوان پر — رہے گی مرکزِ ثقلِ جہالت یہ زمین برسون
نہون کیون سوکھہ کر کانٹا یہ گل اس حبسِ دایم سے — نکلنے ہی نہین پاتے گھرونسے نازنین برسون
زنانِ ہند کو شرم و حیا نے گو رہی رکھا — رہی گھونگھٹ مین بھی نیچی نگاہِ شرمگین برسون
تپ دق اور سل سے کیون نہ دین پھر جان گھٹ گھٹ کر — رہین جب بند زندانون مین یہ پردہ نشین برسون
کہان کا باغ کیسی مجلسین کیسے کلب ناٹک — نکلتی ہی نہین گھر سے کہین عزلت گزین برسون
ذرا سی عمر وہ بھی صرفِ سنگ و خشت کرتے ہین — مکان رہتا ہے صدیون اور رہتے ہین مکین برسون
بنایا ہے مہذب وحشیون کو علم سے ہمنے — رہا ہے ملک یورپ اپنے ہی زیرِ نگین برسون
دکن کی بھی نہ کی کچھہ سیر ہمنے ہند سے آکر — جہان آئے مثالِ نقشِ پا بیٹھے وہین برسون
عبث اس نوجوانی پر ہے نازان گل عذارونکو — رہا کرتا ہے حسنِ چندروزہ بھی کہین برسون
ملایا خاک مین ان عورتون کو رسمِ پردہ نے — ہماری بات کا تمکو نہ آئے گا یقین برسون
نہ ہون خاکِ سیہ کیون بیوگانِ ہند خود جلکر — کہ نکلی ہے دلِ سوزان سے آہِ آتشین برسون
مین ہون خادم اسی پیغمبرِ برحق کی امت کا — رہے ہین جسکے خادم حضرتِ روح الامین برسون
پہنچ جائینگے ہم بھی منزلِ مقصد پہ گر پڑکر — رہِ الفت مین کسنے ٹھوکرین کھائین نہین برسون
ہمین برباد کرتے ہین کرین لیکن یہ سن رکھین — بہت پچھتائینگے اپنے کئے سے اہلِ کین برسون
مثالِ بدر ہوتے ہین وہی کامل زمانے مین — درِ علم و عمل پر جو رگڑتے ہین جبین برسون

ہوا اک بال بھی بیکا نہ تجھ سے ای فلک میرا — چڑھاتا ہی رہا گو قتل پر تو آستین برسون
جسے ہی پایداری وہ ہی حسن خلق و علم و فضل — کہان رہتا ہے قایم مثل گل رنگ حسین برسون
رہا کیا گردش قسمت سی میرے پاؤن مین چکر — مثال نقش پا بیٹھا نہ مین دم بھر کہین برسون
ہمارا دل بھی بے تعلیم خارستان نہ ہو کیونکر — کہ خار اُگتے ہین جب رہتی ہی افتادہ زمین برسون

محب اس زندگی مین کچھ تو ایسا کام کر جسپر
زبان خلق سے نکلے صداے آفرین برسون

رنج و راحت مین جو ہین مردونکی یاور عورتین — کیون رہین محبوس پھر یہ گھر کے اندر عورتین
گھر کی زینت کے لئے کافی ہی دانا ایک زن — فائدہ کیا سیکڑون نادان ہون گر عورتین
آسمان تعلیم سے ہی آج یورپ کی زمین — مرد تو شمس و قمر ہین اور اختر عورتین
واہ کیا انصاف ہے اے قوم تیرا واہ واہ — مرد تو با بال و پر ہون اور بے پر عورتین
پردۂ نسوان کو کافی ہے یہی اک حکم رب — اوڑھ لین وہ چادرین نکلین جو باہر عورتین
حبس دایم سے رہائی کا جو آجاتا ہے ذکر — یاس سے تکتی ہین مُنہ یا دیدۂ تر عورتین
بڑھتی ہی جاتی ہی پردے مین سل و دق رات دن — اس مرض مہلک سے کیا ہوتی ہین جانبر عورتین
اس تعدی کا مزا اُسوقت چکھینگے رجال — آئینگی فریاد کو جب روز محشر عورتین
شرم کر قابل ہے تیری قوم ایسی زندگی — مرد باہر خوش رہین اندر مکدر عورتین

قطعہ
رومیون سے حضرت اسماؔ و خولہ کی نبرد — یہ بتاتی ہے کہ ہین مردون کی ہمسر عورتین
چاند بی نور جہان دونون کی جرأت یاد ہی — آپ خود لڑتی تھین فوجون سی یا اکثر عورتین
آجکل گو بزدلی مین عورتین ہین بے نظیر — تھین مسلمانون کی لیکن شیر صفدر عورتین
کچھ اکیلی چاند بی ہی تھی نہ اکبر سے لڑی — کس زمانہ مین نہ تھین فوجون کی افسر عورتین

ہ و بعض مین یہ مین علاوہ چادر بھی ترتیب ہی اور سینی اپنے گریبان پر ڈالین قرآن شریف سورہ نور

عورتوں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ساری نبی — کیا ہوا گر زن نہوں اب تک پیمبر عورتیں
جوہر تعلیم سے گو بہرہ ہیں یورپ کی نسا — ہند کی لیکن جہالت سے ہیں بدتر عورتیں
عورتوں کو بے ہنر رکھنا ہی کیا ہی شرمناک — بعد شوہر مانگتی پھرتی ہیں در در عورتیں
حافظہ عورت کا مردوں سے سر مو کم نہیں — یاد کرتی ہیں کلام اللہ از بر عورتیں
خلد میں ہوگا نہ یہ منحوس پردہ بالیقین — دست حیدر سے پئینگی جام کوثر عورتیں
خوف کیا انکو فشار قبر کا بعد از ممات — جیتے ہی جب دفن ہیں جو گھر کے اندر عورتیں
لیڈیوں کے سامنے اب گرد ہیں شاعر بھی — دشت و صحرا کو لگاتی ہیں یہ چکر عورتیں
ہے نسا مسلمین ہند کا کیا حال زار — خوف سے مرجائیں گر جائیں یہ باہر عورتیں
عورتیں یورپ کی ہیں سب صاحب علم و ہنر — ہند میں ہیں بے ہنر افسوس گھر گھر عورتیں
اسقدر اپنی اطاعت کا ہی مردوں کو خیال — چاہتے ہیں دم نہ ماریں زیر خنجر عورتیں

سلہ بیٹی اللہ کی [illegible] (قرآن شریف)

جب خدا ترجیح دیتے بیٹی کو بیٹے پر محب
کیوں نہ ہوں مردوں سے پھر بالا و برتر عورتیں

قوم میں اب عدل و رحم و دوستی یکسر نہیں — یارسا بھی غرض کے ہیں کوئی یاور نہیں
ہی کہیں طاعون و ہیضہ ہے کہیں قحط و جدال — کس جگہ ہندوستان میں اب بپا محشر نہیں
تشنہ کاموں کی بجائی موت ہی لے آئی پیاس — آب شمشیر و بلا ہے آب باران گر نہیں
ہے زمین خود تنگ اسپر آسمان بھی ہے محیط — کس طرح نکلیں کہ اس زندان میں کوئی در نہیں
پر اگر ہوتے تو جاتا عرش سے بھی یہ پرے — پر غنیمت ہے بشر کے کوئی بال و پر نہیں
آسمان تک آفتاب علم کی ہے روشنی — کیا زمین پر اسے فلک مہر و مہ و اختر نہیں
تربیت نے کر دیا یورپ کے روڑوں کو گہر — ہندیوں کی طرح وہ اب جہل کے پتھر نہیں

ہم گنہگارون پہ اے واعظ ہی کیون اتنا عتاب — کیا وہ خلاق جہان خلاق خیر و شر نہین

اس اندھیرے مین چراغ علم لیکر چل محب
غول و رہزن ہین بہت لیکن کوئی رہبر نہین

ہم اپنے ہاتھ سے خود آپ خوار ہوتے ہین — گلے فلک کے مگر بار بار ہوتے ہین
یہان کی شادی و غم مین کوئی بھی نسبت ہے — خوشی ہو ایک تو صدمے ہزار ہوتے ہین
شب فراق مین یہ ٹوٹتے نہین تارے — ہماری آہ مین پیدا شرار ہوتے ہین
مے طہورہ - واعظ ! وہ دست حور وہ جام — تری بہشت مین بھی بادہ خوار ہوتے ہین
مزے اڑاتے ہین ہر عہد مین زمانہ شناش — جو حق کہین وہ سزاوار دار ہوتے ہین
جو سر کٹا تو کٹا کیا یہ فخر کم ہے قوم ! — کہ جان نثارون مین تیرے شمار ہوتے ہین
مٹائے سے نہین مٹتے ہین خیر کے آثار — قطعہ — یہ قصر مثل فلک پائدار ہوتے ہین
آب و گل سے بناتے ہین خام طبع مکان — وہ چند روز کے قصر و حصار ہوتے ہین
حسب نسب زر و قوت مین بڑھ گئے بھی تو کیا — نہین جو علم تو نظرون مین خوار ہوتے ہین
شجر لدا ہوا دیتا نہین کسی کو جو پھل — تو شاخین ٹوٹتی ہین پھل بھی بار ہوتے ہین
جو زر پہ ٹوٹ کے گرتے ہین مثل مرغ حریص — وہ آپ دام اجل کے شکار ہوتے ہین
خوشی مین دانے سے چھوٹے مگر مصیبت مین — پہاڑ بھی یہی لیل و نہار ہوتے ہین
عروج بعد فنا ہے یہ خاکسارون کو — کہ آسمان پہ بگولے مزار ہوتے ہین

خوشی کے ساتھ ہم آغوش غم نہ ہو کیون کر
محب گلون ہی کے پہلو مین خار ہوتے ہین

کثرت عصیان ہوئی جب عاد مین — قہر حق پیدا ہوا صرصر باد مین

خلقت آدم نہ تھا بچون کا کھیل
فائدہ تھا کچھ تو اس ایجاد مین

انقلاب دہر سے ثابت ہوا
سکہ نہین اس خانۂ برباد مین

اس زمین مین بوئین کیا تخم خیال
کوئی قوت ہی نہین جب کھاد مین

زر نہین جس سے ہو لنوان کی مدد
ایک سر حاضر ہے یہ امداد مین

خوف ذلت لونڈیون مین ہے کہان
جوش غیرت ہے مگر آزاد مین

شاخ حنظل مین کہین لگتے ہین سیب
ہے بہت مان کا اثر اولاد مین

اسطرح ہر چیز کی وہ اصل ہے
جسطرح ہے ایک سب اعداد مین

دوست سمجھین کس کو دشمن کسکو ہم
ہے وہی اک نور جب اضداد مین

کیا گھٹی اس زہد سے طمع حریص
حرص جنت بڑھ گئی زہاد مین

کون رکھے اس سہی قد سے اُمید
پھل کہین لگتے بھی ہین شمشاد مین

جب ہوئے گمراہ تب رستہ ملا
پایا کعبہ کوچۂ الحاد مین

کیون نہ سیکھین عورتین علم و ہنر
وہ تو ہین انسان کے افراد مین

روح و جسم مرد و زن دونون ہین ایک
ہے جو ہم مین ہے وہی ہمزاد مین

سنگ کی رگ رگ سے بہتا جوئے شیر
کچھ بھی ہوتا صبر گر فرہاد مین

آتے ہی بھولے عدم کی منزلین
ضعف اتنا ہے ہماری یاد مین

درد دل سنتا نہین کوئی محب
کیا اثر ہے تری اس فریاد مین

بلا تعلیم کے انسان کو حیوان سمجھتے ہین
ہین کب اہل مغرب آجکل انسان سمجھتے ہین

اگرچہ قوم مردہ ہو نہین سکتی ہے پھر زندہ
مگر ہم تو تری قدرت سے یہ آسان سمجھتے ہین

جو کہتے ہین نہ ابھرینگے مسلمان ڈوبکر ہرگز
محال اس امر ممکن کو وہی نادان سمجھتے ہین

نتیجہ کیا جو پوجین پتھرون کو دیدہ دکھہ ہین
بنی آدم کی غمخواری کو ہم ایمان سمجھتے ہین

چھپانے سے کہین ہین بیج خود باہر نکلتا ہے
وہ خود ہوتا ہے ظاہر جسکو ہم پنہان سمجھتے ہین

نہین ممکن فنا چیونٹی ہی کو کچھ دہار پانی کی
بہت مخلوق اک قطرے ہی کو طوفان سمجھتے ہین

جلا ہی دیگی اکدن یہ زمین و آسمان سارے
ہم آہ بیوگان کو آتش سوزان سمجھتے ہین

پہنکر جبہ و دستار جو دنیا کماتا ہے
اسی مکار زاہد کو تو ہم شیطان سمجھتے ہین

محب کے دل سے پوچھے کوئی فطری شاعری کیا ہے
وہی مشکل ہے جسکو لوگ سب آسان سمجھتے ہین

مسلمان عورتون کے حبس کو پردا سمجھتے ہین
پڑین پتھر سمجھ پر قید کو اچھا سمجھتے ہین

سورہ نور
چھپائین عورتین زینت یہی قرآن مین آیا ہے
یہ سیدھا مسئلہ کو بھی مگر الٹا سمجھتے ہین

یغضوا
یہی ہے حکم رکھین مرد و زن دونکی نظر نیچی
مگر غض نظر کے خوب یہ معنی سمجھتے ہین

الا ما ظہر منہا
کہان عورت کا چہرہ ہاتھ دونو ستر عورت ہین
مگر ان کو بھی یہ پوشیدنی اعضا سمجھتے ہین

سمجھتے ہند کے نادان ہین فرض عین یہ پردہ
مگر اس حبس کو ممنوع سب دانا سمجھتے ہین

یہ رکن حج کعبہ ہے کہ کھولین عورتین چہرے
خدا جانے کہ حکم شرع کو یہ کیا سمجھتے ہین

اماء اللہ کو مسجد سے روکین کیا قیامت ہے
خدا کے گھر مین آئین وہ یہ نازیبا سمجھتے ہین

سمجھتے عورتون کو ہین مہذب تاج سر اپنا
مگر اقوام وحشی ان کو کفش پا سمجھتے ہین

نہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے کوئی سمجھائے کیا انکو
مسلمان دوستون کو بھی تو اب اعدا سمجھتے ہین

یہی توحید ہے قبرون کو پوجین اور کرین سجدے
ہم اس اسلام سے واللہ کفر اچھا سمجھتے ہین

سمجھکر فرض کرتا ہے جو اپنی قوم کی خدمت
اسی کو ہم تو اپنا مرشد و آقا سمجھتے ہین

کوئی سمجھے محب ان عورتوں کو عقل میں ناقص
مگر ہم تو انہیں مردوں سے بھی دانا سمجھتے ہیں

جب کہا اُن سے کہ ہم کچھ دلربا کہنے کو ہیں
بولے وہ آنکھیں دکھا کر آپ کیا کہنے کو ہیں

آدمی حور و پری کس میں ہے یہ حسن و جمال
ہم تو تجکو اے بت کافر خدا کہنے کو ہیں

آشنا اپنی غرض کے ہیں محبت کا ہے نام
کون کس کا دوست ہے سب آشنا کہنے کو ہیں

عاشق صادق پہ خود معشوق بھی دیتے ہیں جان
یہ حسین سب باوفا ہیں بے وفا کہنے کو ہیں

مہر کو تیرا کف پا کہکے عزت ہمنے دی
اب شفق کو بھی ترا رنگ حنا کہنے کو ہیں

دیکھیں کیا کہتے ہیں غیروں کی برائی سنکے وہ
اُن کے منہ پر آج ہم اُن کو برا کہنے کو ہیں

عیب کہو لے گالیاں بھی سامنے غیروں کے دیں
آپ سب کچھ کہہ چکے اب اور کیا کہنے کو ہیں

راہ الفت میں قدم رکھنا نہ بھولے سے کبھی
رفتگان عشق کے یہ نقش پا کہنے کو ہیں

واسطے وحشت عورتیں محلوں میں ہیں بے جرم قید
ان مکانوں کو تو ہم وحشت سرا کہنے کو ہیں

مرد ہی کی بدظنی ہے باعث حبس دوام
عورتوں کو ہم تو بے جرم و خطا کہنے کو ہیں

تیرے کوچے کی ملی ہے کب کسی رہبر کو راہ
آپ خود گمراہ ہیں یہ رہنما کہنے کو ہیں

دل ہی میں کیا کیا امیدیں روز ہوتی ہیں شہید
ہم تو اس دار الامان کو کربلا کہنے کو ہیں

اس محبت کا برا ہو کر دیا دل کو تباہ
ہم تو اس کو ایک روحانی بلا کہنے کو ہیں

سامنے اُن کے تو ہم سے کچھ کہا جاتا نہیں
کیا نکلتا ہے زبان سے اپنی کیا کہنے کو ہیں

سن لگا کر کان کچھ تو حال زار رفتگان
مشکلات راہ الفت نقش پا کہنے کو ہیں

ان حسینوں کے بگڑنے میں بھی ہیں لاکھوں بناؤ
دل میں راضی ہم سے ہیں ظاہر خفا کہنے کو ہیں

تیرے حسن و ناز کی دلچسپ ہے اک داستان
اور تو سب قصہ ناز و ادا کہنے کو ہیں

دل مین ہے عشق بتان اور لب پہ ہی ذکر خدا / خوب دیکھا زاہدون کو پارسا کہنے کو ہین
شرم و ضبط و بیقراری مین عجب ہی کشمکش / ہم جوان سے آج دل کا مدعا کہنے کو ہین
ڈر ہے پاس اُن کے رقیب روسیہ بیٹھا نہو / غیر کے قصے مین اپنا ماجرا کہنے کو ہین
خود بخود سب چھوڑتے جاتی ہین وہ اگلی خیال / ہم تو اسکو بھی زمانے کی ہوا کہنے کو ہین
کان تک اس گل کے پہنچا ہی ہی غیرونکی پیام / تھم ذرا کچھ ہم بھی ای باد صبا کہنے کو ہین

کر دیا ہے بے نیازی نے محب ہمکو غنی
بادشاہ ہفت کشور ہین گدا کہنے کو ہین

واوٗ

ہمین عشق وطن مین خوف ننگ خانمان کیون ہو / جلین جب آگ مین ہم خود تو پھر آہ و فغان کیون ہو
لئے جاتے ہین جب صناع یورپ کھینچکر دولت / تو پھر خوشحال یہ عسرت زدہ ہندوستان کیون ہو
نہین ہرگز مناسب ہی یہ سختی امتحانون مین / کہ جن باتون مین ہم ہین پاس انمین امتحان کیون ہو
نہین گر کار سرکاری تو قومی کام ہی کیجیے / یہ وقت بے بہا بیکار اپنا رائیگان کیون ہو
رفاہ عام کا طالب ہون مین وہ حور و غلمان کا / بھلا یہ خود غرض زاہد مرا ہمداستان کیون ہو
جہان مین جب کوئی شے بے سبب پائی نہین جاتی / تو پھر یہ جو سے بے خالق زمین و آسمان کیون ہو
نہین انسان کو حاصل جب کوئی قدرت کسی شی پر / ہمین یارون سے پھر امید و بیم دشمنان کیون ہو
ہماری بے زری نے ہمکو صدمون سے بچایا ہے / درخت بے ثمر کو خوف سنگ ہروان کیون ہو
نہو جب کوئی بھی امید جز نا یوسی و حسرت / دل پژمردہ اپنا اس چمن مین شادمان کیون ہو
خدا نے دی ہی گویائی تو اوس سے کام بھی لیجیے / زبان دان گر رہی ساکت تو پھر منہ مین زبان کیون ہو
کہین ہوتی ہین باہم جمع دو اضداد بھی اک جا / مرید شیخ صاحب بندۂ پیر مغان کیون ہو

چھپانے سی زمین مین تخم خود باہر نکلتا ہے
ہمارا راز دل بہی قلب مردم مین نہان کیون ہو

نجات دو جہان جو جانتے ہون ترکِ خواہش کو
او نہین زاید بھلا پھر رغبت حور و جنان کیون ہو

ازل سے دشمنی قایم ہے باہم حق و باطل مین
جہان رشوت مسلّط ہو عدالت پھر وہان کیون ہو

چھپائے سی کہین ہیوہ کے سوزِ دل بھی چھپتا ہی
نہ ہو آتش جو سینہ مین تو آہون مین دہوان کیون ہو

محب جب دل ہی پہلو مین ہی اپنا دشمن جانی
تو پھر دنیا مین ہمکو اعتبار دوستان کیون ہو

تصدق آپ پہ جان نثار ہو کہ نہ ہو
کچھہ اور موت کا اب انتظار ہو کہ نہ ہو

یہ بدگمانی اہل وطن سے ہے اب کہا نہین
خدا کے قول کا بھی اعتبار ہو کہ نہ ہو

یہ چاہتے ہین کہ بس مین ہو نفس اَمّارہ
مگر ہے خوف کہ قابو مین مار ہو کہ نہ ہو

ہوا نہ زیست مین دم بھر کہین سکون نصیب
لحد مین بھی پس مردن قرار ہو کہ نہ ہو

تری زبان نے تو واعظ جگر کئے زخمی
بھرا ہوا ترے دل مین غبار ہو کہ نہ ہو

کمال حسن بھی ہے عیب چشم بدبین مین
بزیر دامن گل کوئی خار ہو کہ نہ ہو

قدم قدم پہ بہنور اور باد طوفان خیز
خدا ہی جانے کہ کشتی یہ پار ہو کہ نہ ہو

کہینگے ہم تو یہی پردہ نشا ہے عبث
ہماری بات کا کچھہ اعتبار ہو کہ نہ ہو

دلون مین قوم کے اپنا نشان رہیگا محب
ہماری قبر پہ لوح مزار ہو کہ نہ ہو

نہ کان بند کرو کچھہ تو گوش جان سی سنو
مرے فسانۂ غم کو مری زبان سے سنو

ضرور ہے کوئی پردہ نشین مصیبت مین
کہ آہ آتی ہے رگ رگ کے اس مکان سی سنو

کہو جو حق کی تو ہوتے ہین دوست بھی دشمن
عدو سے جو نہ سنا ہو وہ مہربان سے سنو

جو پوچھو تیر سے تم راستی کے قوت و زور
تو وصف ملنے کا جھک کر گراہی کمان سے سنو

جو درد پردہ نشینان ہند ستا ہو
لگا کے کان کسی گوشۂ نہان سے سنو

کھنڈر بھی کرتے ہیں باتیں جو گوش ہو شنوا
مکین کا قصہ درد و الم مکان سے سنو

ادھر ہیں شیخ کی مجلس میں بے تکی باتیں
قطعہ
ادھر فسانہ عشاق ہر جوان سے سنو

جو اتفاق سے جاؤ مشاعرے میں کبھی
تو ہزل اور خرافات ہر دہان سے سنو

محب حسین کی بزم عزا میں گر ہو شریک
تو شرمناک روایات سوز خوان سے سنو

سرتی

کافروں کے ساتھ مسلمان خدا کے ساتھ
ہم اہل درد الفت و رنج و بلا کے ساتھ

ہوگا خدا پرستوں کا محشر خدا کے ساتھ
اور اولیا پرستوں کا ان اولیا کے ساتھ

تثلیث سے کرور سے بھی زیادہ ہیں بت یہاں
کتنے شریک ہو گئے بندے خدا کے ساتھ

مریض ضعف جان کا نہیں ممکن اگر علاج
کچھ زہر ہی پلا دے مسیحا دوا کے ساتھ

آواز حق تو صور قیامت سے بھی سوا
اٹھے عرب کی خاک سے مردے صدا کے ساتھ

طوفان انقلاب سے بچتے ہیں وہ درخت
رخ پھیرتے ہیں جلد جو اپنا ہوا کے ساتھ

پائینگے حشر تک نہ کوئی فتح موت پر
لڑتے رہیں یہ طبیب لڑائی قضا کے ساتھ

تقدیر پہ بھروسہ ہو تدبیر پہ عمل
بیمار کی دوا بھی تو کیجیے دعا کے ساتھ

شاباش خوب گو نیا اک دین اور روش کیا
کرتے ہیں کیا سلوک یہی رہنما کے ساتھ

ان عورتوں کے عقیدے کی بھی ہو گی باز پرس
وہ وقت بھی تو آئے گا روز جزا کے ساتھ

تھک کر نہ بیٹھ ڈھونڈ لے تو اپنی راہ آپ
رہبر اگر نہیں ہے تو چل نقش پا کے ساتھ

کیسے رفیق کس کے ہو اخواہ کس کے دوست | رخ پھیر تے ہین سب یہ مخالف ہوا کی ساتھ
آنکھین جو دل کی کھولین تو دیکھین خدا کا نور | ہر رنگ مین ظہور ہے اس کا خفا کی ساتھ
ظاہر سے بھی سوا ہے کہین حسن باطنی | دلمین ہو نور علم بھی رنگ حنا کی ساتھ
مشرک عدو خدا کا موحد خدا کا دوست | پھر اولیا پرست ہون کیون مصطفے کی ساتھ
حبس دوام سے جو بچی ابرو تو کیا | غارت معاشرت ہوئی بیجا حیا کے ساتھ

یہ دوست ہی تو دشمن جان ہوتے ہین محب
رکھ اعتدال ملنے مین ہر آشنا کے ساتھ

ی

ہے یہ وحشت دشمن جانی مری | گھر مین ہے آباد ویرانی مری
اپنی تصویرون سے ہے اب انکو شوق | چھا گئی آنکھون مین حیرانی مری
بے حجاب آیا وہ میرے سامنے | جب طبیعت اس نے پہچانی مری
سب لے وفاؤن سے یہ امید وفا | ہائے رے کمبخت نادانی مری
خاک ہونے تک مرے احباب کو | ہے بہت دشوار یاد آنی مری
عورتون کی سب بلائین ٹل گئین | ایک کفارہ تھی قربانی مری
گالیان کھلوائین ملوا کر مجھے | آپ نے کی خوب مہمانی مری
مین نہ مانونگا کبھی اس کا کہا | ہے طبیعت تو یہ دیوانی مری
دل مین ہے جب تک کہ یہ حرص و ہوس | دور ہو گی کیا پریشانی مری
کیا سنین گے آپ گھبرا جائینگے | داستان ہے ایک طولانی مری
عزت و دولت تو سب قربان کی | رہگئی ہے جان اک جانی مری

سنگ دل بہی قوم پر رونے لگے — کام آئی مرثیہ خوانی مری
دیکھے تصویر اپنی اُس بت نے کہا — کیا نہین صورت یہ لاثانی مری
ان زمینون مین سے لکھے مضمون بلند — کیا طبیعت کی ہے جولانی مری
اہل فن کے سامنے مشکل ہو بات — ہو گئی بیکار لسانی مری
اب تو اردو کی دکن مین قدر ہے — کام آئے گی زبان دانی مری
عورتین مردون کی ہون سچی رفیق — ہے یہی تعلیم نسوانی مری
مر گیا ہون مہوشون کے عشق مین — چادر تربت ہے نورانی مری
پردہ چہوڑا علم سیکہا کیا کیا — تم نے کوئی بات بہی مانی مری
عید قربان مین بجائے گاؤمیش — کیجیے گا اب کے قربانی مری
عشق میرا لوث حیوانی سے پاک — فخر یوسف پاکدامانی مری
صورتِ تصویر وہ خاموش ہین — رنگ لائی خوب حیرانی مری

یہ محبت ہی حماقت ہی محب
پوچھتے ہو کیا پشیمانی مری

عیب ڈہونڈے آپ خود اپنے وہ عاقل اور ہے — جو نہ چونکے حشر تک وہ قوم غافل اور ہی
قوم کے رہبر جو بنے ہین انتہا کے خودغرض — جس سے ہو یہ کام وہ انسان کامل اور ہی
علم دایم زندگی ہے جہل ہے انسا نکی موت — آب حیوان اور ہے زہر ہلاہل اور ہے
جیتے جی ہی دفن ہین قبرون کے اندر عورتین — کیا کوئی پردے سے بڑہکر رسم قاتل اور ہی
سیکہتے ہین وہ ہنر ہم سے تو ہم بہی ان کی عیب — قوم عاقل اور ہے وحشی و جاہل اور ہی
اہسان ہند ہین پیران سبے پر کے مرید — کیا کوئی دنیا مین مکاّرون کا قائل اور ہی

خوف جان بھی ہو تو کہہ دیتے ہیں منہ پر بات سچ — بزدلوں کا اور دل ہے اور یہ دل اور ہے
ہے سگ دنیا ہی یہ انسان کی حد سے جدا — نوع عالی اور ہے حیوان سافل اور ہے

گو نظر میں سب کی سائل خوار ہے لیکن محب
بھیک مانگے قوم کی خاطر وہ سائل اور ہے

خواہش جنت نہ کچھ پروا عذاب نار کی — ہم تو راضی اس پہ ہیں مرضی ہو جو غفار کی
حفظ عفت کے لئے تعلیم ہے حصن حصین — یہ نہیں تو کچھ نہیں اونچی بھی گرد دیوار کی
سیر ہو جائے گی پردے کے اٹھانے سے نظر — روکنے سے اور بڑھتی ہے ہوس دیدار کی
جسکا ہر اک فرد اپنی ہی غرض پر ہو نثار — پوچھیئے حالت نہ کچھ اس قوم کے ادبار کی
ہے دماغ قوم کی تصویر عکسی شاعری — دیکھیئے اس میں جھلک احساس کی افکار کی
ہر مکان کے واسطے اکدن خرابی ہے ضرور — کیا کرے کوئی حفاظت ان قدیم آثار کی
تو بھی اکدن چھوڑ کر یہ سیم و زر مر جائے گا — کیا حفاظت ہو سکی اگلوں سے اس انبار کی
بیکسی و ذلت و رسوائی دشنام خلق — نعمتیں کتنی ہیں یہ اس قوم کے غمخوار کی
پہلے تھا کچھ ضعف اب غفلت سے ہے طاری قوم پر — بڑھتی ہی جاتی ہے شدت ہر گھڑی آزار کی
اے مسیحا موت ہی اس قوم کی اب زندگی — جلد مشکل ہو کہیں آسان اس بیمار کی
گر رہے ہیں غار نکبت میں مثال سنگ ہم — دس گنی بڑھتی ہے تیزی ہر قدم رفتار کی
عورتوں کو بھی تو دو آنکھیں خدا نے ہیں دی ہیں — کیوں نہ ہو ان کو ہوس گلزار کے دیدار کی
ہے کوئی اگلے رواجوں کی حمایت سے غرض — خوب ہم سمجھے ہوئے چالیں ہیں یہ اغیار کی
دوست دشمن میں نہیں اس قوم غافل کو تمیز — تاڑ جاتی ہے منافق کو نظر ہشیار کی
ان مسلمانوں کا یوم سبت تو یہ جمعہ ہے — فائدہ تعطیل سے ان کو نہیں اتوار کی

بعض انجمنیں کسی پرانی خستہ عمارت جیسے [illegible] کر رہے ہیں جو نفع ...

مرد کا زیور تو ہے یہ تیغ و شمشیر و سنان — کیا زنانون کی نظر مین آبرو تلوار کی
جو نہ ہو مظلوم کا حامی نہ ہمدرد نسا — کیا ضرورت ہند کو اُس نابکار اخبار کی

اے محب کیا پوچھتے ہو پردہ والی کا مزاج
گھٹتی ہی جاتی ہے طاقت دم بدم بیمار کی

پاس وعدہ کا نہین تجکو مکرنے والے — دل مین ارمان لئے جاتے ہین مرنیوالے
گر نہین علم تو بجہ سے ہے یہ طاؤس حسین — او مرے نار سے بن ٹھن کے سنورنیوالے
دل جو خالی ہو تو کیا خاک مضامین نکلین — چاہ بے آب سے پانی کے ہین بھرنیوالے
دیکھہ پروانون کو کس شوق سے جل جاتے ہین — کچھ پس و پیش نہین سوچتے مرنے والے
بزدلی چھوڑ مصیبت مین بہادر ہو جا — موت سے بچتے ہین کب موت سے ڈرنیوالے
کثرت کار سے ہوتی ہے قوی ہر قوت — کبھی تھکتے ہی نہین کام کے کرنے والے
اہل سازش سے ہر ایک گھر کو بچائے اللہ — مسجدین ڈہاتے ہین یہ گانٹھہ کترنیوالے
سوزش داغ سے جل جائین مگر اف نہ کرین — ضبط یون کرتے ہین دم عشق کا بھرنیوالے
عشق کا جوش ضعیفون کو بھی کرتا ہے جوان — کام کر جاتے ہین دنیا مین نہ کرنے والے
بے دہڑک کود پڑین آگ مین اور جل جائین — دیکھئے مرتے ہین یون قوم پہ مرنے والے
دیکھہ پچتائیگی دل کو نہ لگا اے بلبل — ان گلون کے تو ہین اوراق بکھرنے والے
چار دن کی یہ جوانی ہے یہ جوبن ہے دو بہار — کہین ہوتے بھی ہین یہ رنگ ٹھہرنیوالے
منہ سے کہہ دینا تو آسان ہے مرنا مشکل — ہم بھی دیکھین تو وہ ہین کون سے مرنیوالے
عشق وہ بحر فنا ہے کہ جو ڈوبا وہ گیا — ہم نے دیکھے ہی نہین اسمین ابھرنیوالے
ان بتون کو نہین عشاق کے مرنے سے غرض — مفت مین جان سے جاتے ہین یہ مرنیوالے

منزلِ دہر مین جتنا ہی رہین کم اچھا — رنج سہتے ہین بہت اسمین ٹھہرنے والے
اک دن خاک تری گردِ سرِ رہ ہو گی — بستر گل پہ بھی او پاؤن نہ دھرنے والے

عیش و شبِ ہجران مین نہ کیون صبر ہو دل کو کہ محب
ہین یہان رنج و خوشی دونون گذرنے والے

جسم گئی جب اُدہر نظر پہنچی — پھر اُدہر سے نہ وہ ادہر پہنچی
میرے نالون ہی سے وہ برہم تھے — اور یہ آہ پر اثر پہنچی
ہم نے تو کی نہ ایک دن بھی تلاش — روزی روز عمر بھر پہنچی
کل گئے تھے وہ خود رقیب کے گھر — مر گئے ہم جو یہ خبر پہنچی
دل کی آنکھون سے دیکھتا ہون اُنہین — جس طرف وہ گئے نظر پہنچی
دیکھین کس کس کو زہر چڑھتا ہے — ناگنی زلف تا کمر پہنچی
خوب پردہ ہے یہ کہ پردہ نشین — شہر کا گشت کر کے گھر پہنچی
بال سر کے سپید ہونے لگے — شام رخصت ہوئی سحر پہنچی
کچھ طبیعت پھری تھی دنیا سے — نہ لگا دل تو پھر اُدہر پہنچی
جھانکی پردہ نشین جو پردے سے — سب کی رخسار پر نظر پہنچی
اس بلندی پر آشیان نہ بچا — گریہ خود تا سرِ شجر پہنچی
دل کو دل ہی سے راہ ہوتی ہے — جو ہوا وان یہان خبر پہنچی
ہر فنا کے ہے بعد دورِ بقا — رات گزری تو پھر سحر پہنچی
گل جو مرجھائے اور رنگ جما — خبرِ آمدِ ثمر پہنچی
اور پردے سے شوقِ دید بڑھا — سات پردون مین بھی نظر پہنچی

اے محبت بُری بلا ہے تو کر دیا کام ہی جدھر پہنچی
تہی بلا خیز ہی شب ہجران حشر کی اور یہ سحر پہنچی
ٹکٹکی باندھے در کو تکتا تھا کہ کچھ آواز نامہ بر پہنچی
تھی طبیعت مین عشق کی جو کشش خود بخود جانب سقر پہنچی
چھپ گئے دیکھتے ہی وہ مجکو تا بہ رخسار جب نظر پہنچی

کٹ گئے سب محب کٹھن رستے
آخری منزل سفر پہنچی

دل پہ قابو ہو محبت مین بڑی مشکل ہے تہا کبھی دل جو ہمارا وہ پرایا دل ہے
عشق مین ضبط نہین سہل بڑی مشکل ہے ہاتھ سے جا کے نہ آئے وہ ہمارا دل ہے
دین و دنیا مین گرفتار ہے وہ غافل ہے چھوڑ بیٹھا ہے جہان سب کو وہی عاقل ہے
پیار سے رکھیےگا اللہ دل نازک کو تندخو آپ ہین نازون کا یہ پالا دل ہے
اے خدا اُس بت کافر کے سوا ہو ہے کیا اور اُس بت مین بھی دیکھین تو تہی اک دل ہے
اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہین لیکن ہے یہ رنج کہ پشیمان بہت دل مین مرا قاتل ہے
اختر سوختہ خورشید پہ آتا ہے نظر رخ تابان پہ تمہارے جو ذرا سا تل ہے
دیکھ لو پھر نگہ ناز سے ہو جائے سرد کشتۂ ناز تمہارا تو ابھی بسمل ہے
عشق وہ بحر پر آفات و بلا ہے جسمین نہ تو کشتی ہے نہ پل ہے نہ کہین ساحل ہے
عشق مجنون کے تو باقی ہین جہان مین چرچے اور مجنون ہے نہ لیلی ہے نہ وہ محمل ہے
جتنا جی چاہے ستا ہم نہین شاکی لیکن خوف تو یہ ہے ستمگر کہ خدا عادل ہے
صحن گلشن ہی مین رکھ دے یہ قفس ای صیاد کیا سمجھتا ہے کہ مٹی کا ہمارا دل ہے

جہل خاتونوں میں بھی تعلیم سے آسان مگر — پردہ داروں ہی کی تعلیم بڑی مشکل ہے
کردیا عورتوں کو پردہ مہلک نے ہلاک — دق کیکو ہے تو افسوس کسیکو سل ہے
گھر میں چھپ جاتے ہیں جسطرح سے چوہا بل میں — جب یہ سنتے ہیں کسی سانپ کا آیا بل ہے
آج کل پاس زر و مال ہے جس احمق کے — قطعہ — وہی عاقل وہی لایق ہے وہی قابل ہے
پاس جسکے نہیں کوڑی نہ کوئی یار شفیق — کامل فن بھی اگر ہے تو وہ نا قابل ہے
چھوڑ دیتے ہیں ضعیفی میں یہ اعضا بھی تو ساتھ — زندگانی میں بڑا پا ہی کڑی منزل ہے
گھر میں بیٹھی ہے جوان بیوہ تو کہتی ہے یہ ماں — ایک رکھی ہوئی چھاتی یہ پہاڑ سے سل ہے

علم بھی جہل بھی اک امر اضافی ہے محب
نہ کوئی عالم مطلق نہ کوئی جاہل ہے

آدمی ہے خانۂ دنیا بنانے کے لئے — اور یہ افلاک ہیں بنیاد ڈھانے کے لئے
مانگتے ہیں دربدر مسجد بنانے کے لئے — قطعہ — خوب یہ تدبیر ہے روٹی کمانے کے لئے
کردیا افلاس نے یہ مال ناجائز حلال — ہے خدا کا مال ہی بندے کے کھانیکے لئے
اس مکان کے مذہب و حکمت ہی دو معمار ہیں — وہ گرانے کے لئے ہے یہ بنانے کے لئے
ہم سبکدوشوں کو ہے خانہ بدوشی ہی پسند — اپنی آزادی نہ دینگے قید خانے کے لئے
جہل و نکبت نے کیا ہے قوم کو کیا مردہ دل — چاہیئے عیسیٰ کوئی مردے جلانے کے لئے
اختلاف مذہب و ملت سے کیوں عاقل لڑیں — کیا یہ مذہب آئے ہیں لڑنے لڑانیکے لئے
غیر ممکن ہے کوئی مذہب تغیر سے بچے — چاہیئے ہادی ملت ہر زمانے کے لئے
حبس دایم سے ابھی چھوٹینگی کیا یہ عورتیں — اک زمانہ چاہیئے وہ وقت آنے کے لئے
لطف دنیا کیوں نہ جی بھر کر اٹھائیں زاہدو! — ہم سرا سے دہر میں آئے ہیں جانیکے لئے

باغ ہستی مین بسیرا کوئی دم ہے بلبلو
چاہیئے دو تین تنکے آشیانے کے لئے

جیتے جی تو بات بھی پوچھی نہ یارون نے کبھی
آئے ہین اب قبر پر آنسو بہانے کیلئے

وائے ناکامی مری کس وقت آئی ہے قضا
جب ہوئے بن ٹھن کے وہ تیار آنے کیلئے

مر گیا ہون پھر بھی ہے میرے جلانیکی ہوس
لاش پر وہ آئے ہین مردہ جلانے کیلئے

گلرخون یہ حسن کیون اللہ نے تمکو دیا
کیا چھپانے کو دیا ہے یا دکھانے کیلئے

بعد مردون بھی ہے یہ رنگ محبت کا اثر
پھول لائے ہین لحد پر وہ چڑھانے کیلئے

سامنے غیرون کے آتے ہین مگر عشاق سے
خوب چھپ جاتے ہین پردے مین ستانے کیلئے

رو رہا ہون مین تو مثل ابر باران اے محب
اور وہ ہنستے ہین تو بجلی گرانے کے لئے

وصف کیا ہون عمرؓ کے حیدرؓ کے
دونو بازو تھے یہ پیمبر کے

آتش طور یہ نہین موسے
جلوے ہین اُس رخ منور کے

قید رکھتے ہین عورتون کو یہ مرد
کیا کلیجے ہین انکے پتھر کے

مرد عورت مین کچھ نہین ہے فرق
دونو بازو ہین یہ برابر کے

مفت دیتا نہین خدا بھی کچھ
حورین ملتی ہین جنگ مین مرکے

عورتین کیا قفس مین ٹھرین گی
پر جو نکلینگے مرغ بے پر کے

سات پردون مین عورتین ہین نہان
کیڑے کیا جانین لطف منظر کے

علم و فن کی تمام راہون مین
ہم ہین محتاج ایک رہبر کے

غنچہ دل نہ جاو نون سے بچا
جھوکے آئے جو بادصرصر کے

موم کا دل دیا خدا نے ہمین
اور یہ بت بنائے پتھر کے

خود یہ چڑیاں قفس میں جاتی ہیں — کیا اڑے مرغ کوئی بے پر کے
اس خدا سے تو بت ہی بہتر ہے — فائدہ کیا ہوا دعا کر کے
کیا زبانی پیام کا ہو یقین — ہم تو قائل نہیں پیمبر کے
رہ کعبہ سے دیر سے لے پہونچا — چومے پاؤں ایسے رہبر کے
کھیل سمجھیں ہیں آپ خدمت قوم — یہ تو ہیں کام زندگی بھر کے
رات کو مر کے صبح اوٹھتے ہیں — ہم بھی قائل ہیں روز محشر کے
اب تو توپ و تفنگ میں ہی کمال — تھے کبھی دن سنان و خنجر کے
کیسی دوزخ کہاں جنان واعظ — خوب طائر اڑائے بے پر کے
دم نکل جائے گا ابھی دم میں — آپ پہلو سے گر ذرا سر کے
گوری گوری یہ عورتیں جاہل — بت گھروں میں ہیں سنگ مرمر کے
کیا کٹھن راستہ ہے جس میں کہیں — نقش پا بھی نہیں ہیں رہبر کے
مصلح قوم حامی نسوان — وصف یہ ہیں محمد اختر کے
بے وفاؤں پہ کچھ اثر نہ ہوا — خوب پچتائے ہم وفا کر کے
کون مانے گا شیخ کی باتیں — عرش پر پہنچے آپ بے پر کے

ہم محبت کے ہیں غلام محب
اور بندے نہیں ہیں کچھ زر کے

مدرسے بنوائیں ہم کن کے لئے — چاہیئے تعلیم عشق ان کے لئے
جو دیئے تھے باپ دادا نے علوم — ہم نے وہ یورپ سے گن گن کیلئے
دل اٹھائے آپ کے جور و ستم — اسکو پالا تھا اسی دن کے لئے

علم و فن کے کھیل بچون کو کھلائین ۔۔۔ ہے یہی تعلیم اس سن کے لئے
ایک دن چھیڑا تھا اوس پر آپ نے ۔۔۔ اُسکے بدلے بھی تو گن گن کیلئے
جیتے جی کچھ قوم کی خدمت تو کر ۔۔۔ زندگانی ہے یہ کس دن کے لئے
نوجوانی مین ادب سے کیا غرض ۔۔۔ شوخیان ہین خاص اس سن کے لئے
ہاتھ آئے جب نہ پھول اس باغ کے ۔۔۔ گھاس ہی کے ہم نے دو تنکے لئے
وہ نہ آئے قبر پہ بھی بعدِ مرگ ۔۔۔ خاک چھانی عمر بھر جنکے لئے
ہوگا دعویٰ حشر مین اس خون کا ۔۔۔ یہ اُٹھا رکھتا ہے اُس دن کے لئے
پیر کو کم سن سے مشاطہ نہ جوڑ ۔۔۔ سن رسیدہ ڈھونڈھ اس سن کیلئے
وائے بے علمی کہ یورپ کا نواب ۔۔۔ ہندستانی محتاج اک پن کے لئے

آنکھ اٹھا کر بھی نہین وہ دیکھتے
جان دیتے ہو محب جن کیلئے

بزم رندان خرابات مین جانا چھوڑ دے ۔۔۔ ساقی بنت عنب کو منہ لگانا چھوڑ دے
طفل کو جتنا مناؤ اتنی ہی بڑھتی ہے ضد ۔۔۔ عقل کی کر پیروی دل کا منانا چھوڑ دے
لحم خنزیر اور دم سے بڑھ کے غیبت ہے حرام ۔۔۔ بھائیون کا خون پینا گوشت کھانا چھوڑ دے
عشق خود دیوانگی ہے اور عاشق نا سمجھ ۔۔۔ اے پری عاشق کو دیوانہ بنانا چھوڑ دے
دیکھ ملجاتی ہین نادانون کو کیا کیا نعمتین ۔۔۔ اپنی دانائی کا فخر و ناز دانا چھوڑ دے
عاشقون کے خون ناحق کا نہ لے سر پر عذاب ۔۔۔ مرغ دل کو دام الفت مین پھنسانا چھوڑ دے
ہے زمانے کی طبیعت آجکل جدت پسند ۔۔۔ رنگ تو اپنا جما ڈھرّا پرانا چھوڑ دے
امتحانِ عشق مین پورا نہین اترا کوئی ۔۔۔ بدگمان تو عاشقون کو آزمانا چھوڑ دے

مورث رشک وحسد ہین نخوت وکبر وغرور
بھائیون کو شان وشوکت کا جتانا چھوڑ دے

گر ہنسے اکبار تو سو مرتبہ رونا پڑا
روئین کب تک اسے غافل ہنسنا چھوڑ دے

تو دل آزاری نہ کر اللہ ہوتا ہے خفا
دل ہے کعبہ اسکو اسے کافر جلانا چھوڑ دے

پھر کھلائے آکے خود صیاد اپنے ہاتھ سے
ایک دن بھی گر قفس مین مرغ دانا چھوڑ دے

چھوڑ بیٹھے واعظو دنیا کو جنت کے لئے
احمقون مین اب تو رنگ اپنا جمانا چھوڑ دے

مسخرون کی دل مین لوگون کی نہین عزت کوئی
مجلسون مین پھبتیان کہہ کر ہنسانا چھوڑ دے

عاشقون کے خون پر دے گا گواہی لال رنگ
مہندی ملنی چھوڑ دے لاکھا جمانا چھوڑ دے

نام الفت ہی برا ہے لیجیے گر اس کا نام
زشت صورت بھی محب صورت دکھانا چھوڑ دے

یون مسلمان ٹکڑے ٹکڑے جنگ باہم سی ہوئے
ریزہ ریزہ کوہ جیسے نقب پیہم سے ہوئے

اہل یورپ کیون ہمارا اب بجا لائین نہ شکر
نیم وحشی یہ مہذب آدمی ہم سے ہوئے

گریہ وزاری سے اپنی ہو گئی اصلاح قوم
خشک پودے یہ ہرے اس چشم پرنم سے ہوئے

اب وہی سرتاج عالم ہین وہی ہین فخر قوم
قوم کی خاطر برے جو ایک عالم سے ہوئے

ہم غریبون نے کئے وہ کام خلق اللہ کے
جو نہ اسکندر فریدون خسرو و جم سے ہوئے

شک نہین اس مین کہ بنیاد تمدن ہی یہ زن
سینکڑون ویرانے آباد ایک اس دم سے ہوئے

سینے کبھی جلتی دوا اتنا ہی بڑھتا ہے مرض
زخم تیر عشق تازہ اور مرہم سے ہوئے

وقت کوشش کا ہے موقع قوم کی امداد کا
فائدے کیا مرثیہ خوانی سے ماتم سے ہوئے

تھا نفاق شیعہ وسنی کا کیا مہلک اثر
آپ خود برباد ہم اس جنگ باہم سے ہوئے

فتنۂ وشر مین بھی اس انسان کو بڑھ کر ہی کون
جو نہ شیطان سے ہوئے تھے کام وہ ہم سی ہوئے

عورتین یورپ کی کرتی ہین سخاوت کی جو کام
کب رفاہ عام کی خاطر وہ حاتم سے ہوئے

زہر قاتل سے بھی مہلک پردۂ نسوان ہے یہ
مضمحل کیا عورتون کے جسم اس سم سے ہوئے

حبس دایم سے چھوڑانا قیدیون کا ہی ثواب
نام پردہ سنتے ہی کیون آپ برہم سے ہوئے

نسل پر کیا فخر ہے علم و عمل پر فخر کر
آدمی تو سب یہ پیدا ایک آدم سے ہوئے

ایک درد قوم پر قربان لاکھون راحتین
شاد ہین ہم آشنا جب سے کہ اس غم سے ہوئے

کثرت دولت بھی کر دیتی ہے قومون کو تباہ
منہدم کتنے چمن باران پیہم سے ہوئے

جو شیاطین علم کی قوت سے ہو جاتی ہین زیر
وہ سلیمان کے بھی قابو مین نہ خاتم سے ہوئے

سب اوسی کے ہین عنایات و کرم ورنہ محب
کسکو تھی امید انکی کام جو ہم سے ہوئے

ساحل ہوا قریب تو کشتی الٹ گئی
سب کوششین دھری رہین قسمت پلٹ گئی

کثرت سے زر کی ہوتے ہین تنگ اورونکو تنگ
پھلین شعاعین گربہ کی پتلی سمٹ گئی

آئی بہار جوش جنون کا ہوا یہ زور
رنگین قبائے غنچۂ سربستہ پھٹ گئی

چھیڑی تھی درد قوم کی کچھ دل نے داستان
سوئے نہ شب کو نیند ہماری اوچٹ گئی

کم مل بہت جو تجکو بڑھانی ہے اپنی قدر
آمد بڑھی تو جنس کی قیمت ہی گھٹ گئی

باہر کے آنے جانے سے کیون روکتی ہین آپ
نکلین جو گھر سے عورتین کیا ناک کٹ گئی

پیچھا چھڑانا تجربۂ دنیا سے ہے محال
گر ایک بار بھی وہ کسی سے لپٹ گئی

دولت بڑھی تو اور کشادہ دلی گھٹی
نظرون مین اہل بخل کے دنیا سمٹ گئی

سینہ زنی کو بیوہ کی تو دیکھتا رہا
اے سنگدل فلک تری چھاتی نہ پھٹ گئی

آگے بڑھانا چاہتا اس سمت قوم کو
وہ چار گام اور یہ پیچھے ہی ہٹ گئی

پیدا کیا علوم جدیدہ نے انقلاب　　دنیا کی دیکھ لیجیے کایا پلٹ گئی
چھوٹا ہے کوئی عشق کا پہلو جو ہم لکھین　　اس شاعری کی تھی جو بضاعت وہ گھٹ گئی

قطعہ
کیا باہمی نفاق سے ٹکڑے ہوا ہے ملک　　غیرون مین سب ریاست اسلام بٹ گئی
بحر فنا مین ڈوب کے ابھرا نہ ایک بھی　　منجدھار مین جو ناؤ ہماری الٹ گئی

بودی کارتون کی مرمت سے فائدہ
دیوار گر پڑی جو محب سقف پٹ گئی

ہماری قوم بیماری کو اپنی یا خدا سمجھے　　جہالت کو مرض تعلیم حکمت کو دوا سمجھے
مسیحا ہے کہان جو درد قوم بینوا سمجھے　　مرض سمجھے علل سمجھے اثر سمجھے دوا سمجھے
ہم اس جہل و تعصب کو کہین کیا تم سی کیا سمجھے　　اسے دام ہلاکت اس کو گرداب بلا سمجھے
غلامی کا ذریعہ علم کو سمجھے تو کیا سمجھے　　ہم اس کو زور بازوے خدا ظل ہما سمجھے
سمجھتے ہین یہ نادان عورتون کے جہل کو اچھا　　سمجھ تو دیکھیے تعلیم نسوان کو برا سمجھے
رہے یہ غیر قومون سے جو پیچھے علم و حکمت مین　　بتائین تو ہمین پھر اس مین یہ کس کی خطا سمجھے
کیئے در پردہ لاکھون ظلم گو ہم پر زمانے نے　　مگر افسوس ہم اب تک نہ یہ جور و جفا سمجھے
بغیر اسباب کا مل کچھ نہین ہوتا ہے دنیا مین　　مصیبت کو بھی ہم اعمال کی اپنے سزا سمجھے
ملایا خاک مین گو تو نے ہم کو اے فلک لیکن　　اسے بھی اے ستمگر ایک ہم تیری ادا سمجھے
سمجھتے ہین شفق کو ہینجہ خورشید کی رنگت　　مگر ہم تو کسی کے پاؤن کا رنگ حنا سمجھے
سمجھتے ہین بہت قسمت سے دولت ہاتھ آتی ہے　　مگر ہم تو اسے تعلیم و محنت کی جزا سمجھے
جو سمجھے دولت جاوید ان علمی خزانون کو　　تامل اندیش ہین وہ قوم کی سچی بقا سمجھے
جہالت عورتون کی زہر ہے اولاد کے حق مین　　مگر نافہم اس کو بھی کوئی اچھی دوا سمجھے

نہین آزادیٔ نسوان سے عفت کو کوئی خطرہ
غلط ہے قید دائم[۵] کو اگر کوئی حیا سمجھے

بری رسمون نے کر دین بند راہین سب ترقی کی
ہمین غارت کیا کافر رواجون سے خدا سمجھے

وہی ہر علم مین پہنچے ہین معراج ترقی پر
جو اپنے آپکو اس راستے مین خاک پا سمجھے

نہ سمجھے اپنی ہی غفلت کے یہ سارے نتیجے ہین
یہ کرتوتون کو اپنے چرخ کے جور و جفا سمجھے

سمجھتے ہی نہین یہ نا سمجھ کچھ اقتضائے وقت
وہی ہشیار ہین جو ہر زمانے کی ادا سمجھے

مکافات عمل کو دیکھتا ہر دم رہے انسان
بھلائی کی جزا سمجھے برائی کی سزا سمجھے

بھلائی ڈھونڈتے ہین اپنی جو قومی برائی مین
ضرر کو نفع وہ سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

فلک پر ہوگا ان ہند کا یہ خون ناحق ہے
شفق سمجھے کوئی یا جلوۂ رنگ حنا سمجھے

کمال نفس ہی مقصود تعلیم و ریاضت ہے
دنائت ہے جو زر کو علم کی کوئی جزا سمجھے

اسی کا نام کچھ باقی محب رہتا ہے دنیا مین
جو حب ملک و ملت مین فنا کو بھی بقا سمجھے

مطلب امیر سے نہ غرض بادشاہ سے
تیرے گدا کو کام تری بارگاہ سے

مقصود حفظ نفس نہین ہمکو بیاہ سے
ترویج روکتی ہے ہزارون گناہ سے

گھر پھونک کر خوشی مین بھی دیکھتے ہین سیر
تکلیف عمر بھر کی اوٹھاتے ہین بیاہ سے

دم توڑتی ہین غار جہالت مین عورتین
ان بیکسون کو کون نکالے گا چاہ سے

شاداب پھل یہ لائین گے کیا مضمحل درخت
ہوگا ہرا نہ باغ کبھی خشک کاہ سے

ڈر ہے کہین تباہ نہو جائے ملک ہند
یارب اسے بچائیو بیوہ کی آہ سے

کالی زبان کہ عرض بھی کچھ کر سکین نہ ہم
کرتے یہی سلوک ہین کیا واہ واہ سے

ہے مرد و زن کو غض بصر کا جو حکم رب
منظور ضبط نفس ہے نیچی نگاہ سے

[۵] قید دائمی سے مراد موجودہ پردہ ہند ہے

پردے نے کردیا ہے یہ مردون کو بدنظر — وحشت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے
آزاد عورتون کو بنایا ہے لونڈیان — بدتر یہ ایک جرم ہے لاکھون گناہ سے
مظلوم عورتون کو کیا قید بے سبب — یہ بدظنی گناہ ہے عفت پناہ سے
مجبور عورتین ہین تو آزاد ہین یہ مرد — ان کو غرض ہے بیاہ سے اُن کو نباہ سے
ان قیدیون کے حال پہ بھی التفات ہو — یہ عرض ویسرائے سے ہے اور شاہ سے
شاہی کی گر ہوس ہے تو کر خدمت وطن — یہ سلطنت ملیگی نہ زر سے نہ جاہ سے
مردون سے مانگتے ہوئے پھرتی ہین حاجتین — باغی نہین ہین کیا یہی بندے الٰہ سے
مقصود شاعری سے ہے اظہار درد دل — تعریف سے غرض ہے نہ کچھ واہ واہ سے

گمراہ ہو کے پایا عجب کعبۂ مراد
اچھا ہوا محب جو پھرے شاہ راہ سے

خاکسارون سے فلک بغض و عداوت کیسی — پڑ گئی ظلم و ستم کی تجھے عادت کیسی
ہم سے ناحق یہ زمانے کو عداوت کیسی — ظلم کی اپنے محبون پہ یہ عادت کیسی
ایک دن وہ تھا کہ ہم سا نہ مہذب تھا کوئی — آج وحشت مین ہین بے مثل جہالت کیسی
اپنے آپس ہی مین ہم آپ لڑے مرتے ہین — اہل اسلام مین آپس مین عداوت کیسی
مرد میدان ہین تو کچھ جہل و تعصب سے لڑین — یہ درندون کی لڑائی یہ حماقت کیسی
ہم سناتے ہین جنہین قصۂ درد نسوان — ہاتھ کانون پہ وہ دہرتے ہین سماعت کیسی
عقل دی ہے تمہین اللہ نے سوچو سمجھو — یہ ہر اک بات مین تقدیر و قناعت کیسی
جسکو دیکھو وہ ہے افلاس کے ہاتھون سی تباہ — قطعہ — چھا گئی ہند پہ اے چرخ فلاکت کیسی
عمر سب اپنی عجب رنج و مصیبت مین کٹی — ہم نہین جانتے دنیا مین ہے راحت کیسی

عمر ساری تو غم ہجر صنم مین گذری — کس کو کہتے ہین خوشی وصل کی راحت کیسی
بے ہنر کی نہین دنیا مین ذرا بھی عزت — ذات کو پوچھتا ہے کون شرافت کیسی
بھیک مانگین گے نہ سکین گے مگر کوئی ہنر — مفت خوری کی انہین پڑگئی عادت کیسی
نہ کوئی خوف تنزل نہ ترقی کا خیال — قبل مُردن ہمین حاصل ہے فراغت کیسی
گرچہ اس عہد مین ہے ہر طرف آسایش خلق ق — پھر یہ افلاس کی ہر جگہ شکایت کیسی
اب نہ وہ ڈھاکے کی ململ ہے نہ بیدر کے ظروف — مٹ گئی ہند کی افسوس صناعت کیسی
جان دی مال دیا جو کہا تم نے وہ کیا — اور ہوتی ہے بتاؤ تو اطاعت کیسی
باندھ سکتے نہین ہتیار بھی ہم سب سرشتکار — ہم کہان جنگ کہان اور شجاعت کیسی
لطف شادی ہے اُسے جسکی ہے بیوی لائق — گھر مین نادان جو عورت ہے تو راحت کیسی
ان جہنم قیدیون سے مرد کو کیا گھر مین خوشی — عمر بھر کی یہ مصیبت ہین بشاشت کیسی
ہے یہی علم تو اک حضرت آدم کا شرف — ورنہ انسان کو حیوان پہ شرافت کیسی
عورتین کہتی ہین واعظ سے کہ چل بیٹھ موئے — زندہ در گور ہین ہم اور قیامت کیسی

ما نتہ دولت کے گئین سب یہ صفات حسنہ
تنگدستی مین محب جود و سخاوت کیسی

مرثیہ پڑھتے ہین سنلو ہم تمہارے سامنے — ہو رہا ہے قوم کا ماتم تمہارے سامنے
کیا کرین اظہار درد و غم تمہارے سامنے — غم تمہارے سامنے ہے ہم تمہارے سامنے
دیکھتے ہو تم کہ حال اپنا ہے فاقون سے تباہ — پھر شکایت کیا کرین ہر دم تمہارے سامنے
تم نے اتنا بھی نہ پوچھا کس کے دل مین درد ہے — نالے ہم کرتے رہے پیہم تمہارے سامنے
یاد ہونگی تم کو اہل ہند کی وہ ثروتین — ہو چکی ہے برہم یہ بزم تمہارے سامنے

ہم بیاہی اور بیوہ کا کہین کیا تم سے حال
قید مین وہ ہے تو یہ بیدم تمہارے سامنے

کس نے روکا ہے تمہین خشکی تری کی سیر سے
کیا نہین موجود بر و یم تمہارے سامنے

کیا امارت کا مزا جب ہم وطن ہون زیر خاک
وائے غیرت! قوم توڑے دم تمہارے سامنے

اس اکھاڑے مین تمہین جیتے ہو یہ کشتی محب
پہلوان ٹھونکے گا کیا اب خم تمہارے سامنے

خواب خوش عیش و طرب سے ہمین فرصت کیسی
وقت کی مفت لٹی جاتی ہے دولت کیسی

خاک مین مل گئی سب دولت و عزت افسوس
اب تو کچھ چونکئے للہ یہ غفلت کیسی

بے ریاضت نہین آتا ہے کوئی علم و ہنر
اپنی غفلت کا گلا کیجئے قسمت کیسی

ہو گئے اپنے ہی اعمال سے ہم آپ ذلیل
سب کی نظرون سے گری جاتی ہین عزت کیسی

کوئی خوش حال نظر ہی نہین آتا افسوس
سب کے سب مفلس و قلاش یہ عسرت کیسی

ہاتھ پھیلانے سے بڑھ کر نہین ذلت کوئی
مفت خوری کی جو عادت ہو تو ذلت کیسی

فاقہ مستون کو کہان نشۂ دولت کا سرور
مردم ہند کہان اور مسرت کیسی +

پائمالون سے فلک کوئی بھی رکھتا ہے غبار
مل گئے خاک مین ہم ہم سے کدورت کیسی

عہد طفلی ہی مین پڑھنا ہو تو پڑھ اے نادان
ورنہ ایام جوانی مین تو فرصت کیسی

خاک مین مل گئین غفلت ہی سے قومین اگلی
بے خبر سوتی ہے اے قوم یہ غفلت کیسی

عمر ساری یونہین بے کار گئی کچھ نہ کیا
ہائے برباد ہوئی وقت کی دولت کیسی

عورتون کے لیے یہ باغ تو ہے کنج قفس
مرغ پر بستہ کو پرواز کی لذت کیسی

کیون یہ بے جرم مقید ہین گھرون مین نسوان
حبس بیجا ہے یہی عفت و عصمت کیسی

ایک دن وہ تھا مسلمان پہ مسلمان تھا نثار
آج یہ تفرقہ یہ باہمی نفرت کیسی

ادھر گئی قوم سے ہمدردی کی اسلام کی رسم | اب اخوت سے کہاں اور محبت کیسی
فقر پر فخر ہے شاہی سے گدائی اب تو | مانگنا بھیک کا عزت ہو تو ذلت کیسی
حسن ذاتی نہیں چھپانے سے کہیں چھپتا ہے | سات پردوں میں بھی ہو جاتی ہے شہرت کیسی

مر گیا آج محب قوم کا دیکھا نہ عروج
اس کے لاشہ پہ کھڑی روتی ہے حسرت کیسی

الٰہی جہل و تعصب سے تو نکال مجھے | بغیر علم ہے یہ زندگی وبال مجھے
امید اس سے کہ ہجر میں ہو زیست ہو نکال مجھے | جو ہمت آئے تو ہو یار کا وصال مجھے
نہ ٹوٹ دل سے ہزاروں سے امیدیں | کہ خواب ہو گیا امید کا خیال مجھے
قرار کر سکو ہے ہر لحظہ ہے گھٹاؤ بڑھاؤ | بتا رہا ہے اشارے سے یہ ہلال مجھے
ہزار حیف گئی عمر رائیگان ساری | رہے گا تا بہ قیامت یہی ملال مجھے
عروج قوم کا کچھ دیکھنا ہوا نہ نصیب | دکھایا چرخ نے افسوس یہ زوال مجھے
چھٹا بلاؤں سے سمجھا جو ترک عشق کیا | نہ خوف ہجر ہے نہ حسرت وصال مجھے
حسد کی آگ سے یارب بچائیو دل کو | یہی ہے نار جہنم نہ اس میں ڈال مجھے
جو آبرو سے ملے نان جو وہ بہتر ہے | پلاؤ چاہیئے رازق نہ شیر مال مجھے
حریص کو نہیں دنیا میں راحت و آرام | الٰہی خواہشوں میں دے تو اعتدال مجھے
ہر ایک کام میں اپنی ہوئی ہے ناکامی | کہ کامیابی کا آئے گا کیا خیال مجھے
کہا جو مانوں کا اس نفس دشمن جان کا | ذلیل خوار کرے گا یہ بد خصال مجھے
ادھر ہے حرص کا طوفان ادھر ہے جہل کا غار | الٰہی پاؤں کو لغزش ہے تو سنبھال مجھے
شرف ہے علم سے بھیڑوں کی اون سے تو نہیں | بنائے گی نہ شریف آدمی یہ شال مجھے

عدم سے آئے تو دیکھا یہ دل فریب سماں
دکھائے گا کوئی منظر پھر انتقال مجھے

جو پارسال سماں تھا کہاں ہے وہ امسال
نئے دکھاتے ہیں کیا رنگ ماہ و سال مجھے

کریگی قوم کوئی قدر میری خدمت کی
یہ خواب میں بھی کبھی آئے گا خیال مجھے

ملا کے خاک میں مٹی تو میری کی برباد
کرے گا اور یہ کیا چرخ پائمال مجھے

یہ ریل عمر کی جاتی ہے سوئے ملک عدم
نشانِ میل ہے ہر ایک ماہ و سال مجھے

خوشی میں غم کا ہے ڈر غم میں ہی خوشی کی امید
عروج میں بھی ہے اندیشۂ زوال مجھے

تباہ ہوں نہ کہیں اور اہل حسد ابھی
یہی ہے انکے تغافل سے احتمال مجھے

زمانہ خود یہ بقا و فنا کے پھیر میں ہے
بتا رہے ہیں یہی روز و ماہ و سال مجھے

مری لحد کا مٹا نا نشان نہ گردش چرخ
کرینگے بعد فنا بھی وہ پائمال مجھے

ضرور گھٹکے بڑھے گی مثالِ بدر یہ قوم
ہلال دیکھا تو آیا یہی خیال مجھے

مثال سرو جو بے فیض و بے ثمر ہیں محب
کرینگے خاک وہ اس باغ میں نہال مجھے

کبھی جو آتا ہے اعمال کا خیال مجھے
کمال ہوتا ہے اُس وقت انفعال مجھے

وصالِ یار کا آئے گا کیا خیال مجھے
یہ آرزو یہ تمنا تو ہے محال مجھے

ہلال دیکھ کے کہتی ہے چرخ سے بیوہ
یہ تیغ تیز ہے کر ڈال تو حلال مجھے

مین اپنے آپ کو اس وقت سمجھا ناقص تر
کہ جب علوم مین حاصل ہوا کمال مجھے

یہ جیسی وہمی پردہ نہین ہے حکم خدا
نہ بحث آپکو اس مین نہ قیل و قال مجھے

کھلی جو علم کے سرمہ سے چشم دل تو کھلا
ہر ایک شے مین دکھا ہے ذوالجلال مجھے

کہاں یہ علم کی نعمت کہاں یہ عبد ذلیل
کیا ہے رحمت باری نے کیا نہال مجھے

تمہارے وعدۂ فردا کو مین سمجھتا ہون — بروز حشر دکھاؤ گے تم جمال مجھے
متاع علم کا کافی یہی خزانہ ہے — نہین جو دولت دنیا تو کیا ملال مجھے

مین اپنی قوم سے چاہون گا خدمتون کا صلا
محب یہ آئے گا بھولے سے بھی خیال مجھے

نہین کی علم مین محنت جفا کی — یہ سستی ہم نے خود اپنی فنا کی
ہمارا دل لیا تم نے جفا کی — جفا پر بھی تو پھر ہمنے وفا کی
نہ حاصل کی زبان حاکم وقت — مسلمانو! بڑی تم نے خطا کی
ہر اک شے مین نظر آتا ہے جلوہ — ذرا دیکھو تو یہ صنعت خدا کی
خدا خود آپ ہے دانا و بینا — ہمین پھر اوس سے کیا حاجت دعا کی
بہت پائین گے یہ دنیا مین راحت — جو علم و فضل مین محنت ذرا کی
ہوئے ہم مضمحل آکر دکن مین — عجب تاثیر ہے آب و ہوا کی
ہوئین یہ عورتین کیون زندہ در گور — کوئی حد بھی تو ہے شرم و حیا کی
سراپا ناز و حسن دلربائی — عجب تصویر ہے اُس دلربا کی
کھلائے گل دہان پان شمع کی گل — عجب رفتار ہے باد صبا کی

تپ غم سے جلی جاتی ہے بیوہ
محب کیا قوم نے اس کی دوا کی

مرد میدان ہین نہین راہ سے پھر جانیکے — مشکلین لاکھ ہون لیکن نہین گھبرانیکے
باغبان سست ہوا گرم میسر نہین آب — سب یہ آثار ہین اس باغ کے مرجھانیکے
سیر کرنے دے ہمین کچھ تو چمن کی صیاد — اس گلستان مین نہین پھر کبھی ہم آنیکے

نوجوانو! تمہین سمجھائے کوئی کیا انجام　　خود سمجھدار ہو یہ دن نہین سمجھانے کے
کشت عالم مین یہ نیکی کا ثمر ملتا ہے　　ڈھیر خرمن کے ہوئے بونے سے اک دانکے
پیر بنتے ہین کوئی صوفی صافی کوئی　　خوب یہ ڈھنگ نکالے ہین کما کھانے کے
گالیان دیتے ہین دین ہم تو ہین پر دیکھی خلاف　　ان کے دشنام سے ہم تو نہین شرمانے کے
غفلت و پستی و خود بینی و خودرائی و جہل　　یہی اسباب تو ہین خاک مین ملجانے کے
حافظ و شبلی و منصور و جنید و خیام　　رند یہ سب ہین اسی نیچری میخانے کے
بر مین ہے جبہ و دستار مگر دل مین فریب　　دانت کھانے کے ہین یہ اور وہ دکھلانے کے
عاقلو! اچھے تو مری باتون کو سمجھو للہ　　یہ خیالات نہین ہین کسی دیوانے کے
نکتہ چینون کے فقط ہم ہی نہین منت کش　　سر خوبان پہ بھی احسان ہین بہت شانے کے
عشق صادق کا یہ معشوق پہ ہوتا ہے اثر　　شمع رو دیتی ہے خود حال پہ پروانے کے
مے کے دہوکے مین دیا زہر جو ساقی نے ہمین　　منھ سے پھوٹی بھی کوئی بات نہ پیمانے کے
حیف ہی ہمکو زمانہ کہے جاہل وحشی　　یہی القاب تو ہین ڈوب کے مرجانے کے
سیر و تفریح نہین ہے فقط آبادی مین　　عبرت انگیز ہین احوال بھی ویرانے کے
ایک در بند جو ہو سیکڑون کھل جاتے ہین　　لاکھون حیلے ہین یہان رزق کے پہونچانے کے

کیون اڑے بیٹھے ہو اب جاؤ محب گھر اپنے
بزم ساقی مین نہین ساغر مے پانے کے

جو ارمان سے خالی ہے وہ دل یہی ہے　　نہین جس مین لیلیٰ وہ محمل یہی ہے
چھپین لاکھ پردون مین پر خون ناحق　　کہیگا خدا سے کہ قاتل یہی ہے
شرابین پئین گوشت پتلون پہنین　　ہماری ترقی کا حاصل یہی ہے

سنا ہے نیچر سے پردے کا حامی　　قطعہ　　اصول تمدن سے جاہل یہی ہے

سمجھتا ہے پردے کو یہ عین فطرت　　بڑا فلسفی اور عاقل یہی ہے

ترقی کریں مرد سب بے عورتوں کے　　غلط فیصلہ زعم باطل یہی ہے

پڑیں عورتیں سخت پردے میں کیونکر　　ہماری ترقی میں مشکل یہی ہے

فلک نے جو بیوہ کا دیکھا تڑپنا　　کہا سخت جان نیم بسمل یہی ہے

کریں اپنی غفلت کی کیا ہم شکایت　　ہمیں جس نے مارا وہ قاتل یہی ہے

حرم میں بھی ہے خال اسود کی پوجا　　ترے مصحف رخ کا کیا تل یہی ہے

نہیں کچھ زمیں پر ہی شادی بیوہ　　فلک پر بھی انجم کی محفل یہی ہے

نہیں ماتم قوم کچھ انجمن میں　　چمن میں بھی شور عنادل یہی ہے

ہمیں قبر میں رکھ کے احباب بولے
عدم کی محب پہلی منزل یہی ہے

درد دل اپنا کوئی کیا جانے　　اس کو ہم جانیں یا خدا جانے

آدمی کیا کہے کوئی اس کو　　جو نہ اپنا بھلا برا جانے

ایک دم کی حیات پر ہو خوشی　　غنچہ انجام زیست کیا جانے

ہو کوئی مر جائیں گو تمام غریب　　ان امیروں کی پر بلا جانے

ابھی ہو جائے دور درد نفاق　　علم کو قوم گر دوا جانے

کیمیا ہے یہی بشر کے لئے　　آپ کو سب کا خاک پا جانے

ہر مصیبت کو چاہیے انسان　　اپنے اعمال کی سزا جانے

اتنا کس کو کیا خدا نے ذلیل　　کیا ہوا ہم سے کوئی کیا جانے

جاتی اُن تک تو کچھ اثر ہوتا ہے دعا کس جگہ خدا جانے
جانتا ہے وہ بھید سب دل کا دل مین کیا اُن کے ہی خدا جانے
خاک پہنچائیگا وہ منزل پر راستہ جو نہ رہنما جانے
طالب معرفت سے یہ کہہ دو ایک دو نو بقا فنا جانے
اُس کی نظرون مین کیا سمائے طور دل کو جو جلوۂ خدا جانے
راحت قلب ہے اُسی کو نصیب جو عدو کو بھی آشنا جانے
کیون ہے یہ دور مرگ و پیدائش کون خالق کا مدعا جانے
ہر بشر کو ہے موت کا تو یقین پر کہان اور کب خدا جانے
کیون زمانہ کرے مدد اُس کی وقت کا جو نہ مقتضا جانے

خاک ہے اوسکے سامنے اکسیر
جو محب علم کیمیا جانے

قید محلون مین ہین تا زیست یہ عزت اچھی زندہ در گور ہین بے جرم شرافت اچھی
ذلت قوم سے ہر طرح کی ذلت اچھی قید تہذیب سے آزادیٔ وحشت اچھی
ٹھوکرین کھاتے ہوئے پھرتے ہین عالم فاضل ایسی تعلیم سے واللہ جہالت اچھی
گنج قارون بھی اگر کام نہ آئے تو ہے خاک زحمت بارکشی سے تو قناعت اچھی
روئیے اپنے گناہون پہ کہ دھو جائین گناہ اپنے اعمال سے جتنی ہو ندامت اچھی
روز کے بیم و رجا سے تو ملے گی فرصت دھمکیون سے تری واعظ یہ قیامت اچھی
فائدہ کیا جو کیا جمع زر سرخ و سفید فائدہ قوم کو ہو جس سے وہ دولت اچھی
گالیان دیتے ہین دیتے دو مگر رنج یہ ہے گالیان دینے کی ہوتی نہین عادت اچھی

دشمن نفس کی باتون مین نہ آنا اے دل / دوستی اوس کی بُری اُس سے عداوت اچھی
سچ کہے جاؤنگا گو لاکھ بُرا مجھکو کہین / صاف کہنے مین جو ذلت ہو وہ ذلت اچھی
صحبت بد کے اثر سے نہین بچتا کوئی / رند و اوباش کے سایہ سے بھی نفرت اچھی
یون تو بدنام بھی ہوتے رہین جہان مین مشہور / نیک نامی سے جو شہرت ہو وہ شہرت اچھی
کیون مجھے چشم حقارت سے عدو دیکھتے ہین / میری صورت ہے بُری اُنکی تو سیرت اچھی
روح و قالب کے تناسب مین بھی نسبت ہی بہم / خوبصورت کی ہوا کرتی ہے سیرت اچھی
بدنصیبون کو کہان دولت تعلیم نصیب / علم رکھتے ہین وہی جنکی ہو قسمت اچھی
خیر و شر مین نہین کچھ فرق مگر نیت کا / قتل اچھا ہے جو قاتل کی ہے نیت اچھی
خدمت ملت احمد مین کمربستہ ہون / سب عبادت سے ہے یہ ایک اطاعت اچھی
خیر کر پھینک یہ تسبیح و مصلے زاہد / نفع ہو خلق کا جس مین وہ عبادت اچھی
ترک دنیا ہے ادہر خواہش جنت ہے اُدہر / زاہد خوب یہ نفرت ہے یہ رغبت اچھی

دولت علم ملی اور ہوس کیا ہے محب
اس سے بڑھکر بھی کوئی اور ہے دولت اچھی

ملتا نہین ہے درس حقیقت کہان مجھے / فطرت کا مدرسہ ہے یہ سارا جہان مجھے
طے کسطرح سے ہون رہ الفت کی منزلین / ہر خار دشت شوق ہے نوک سنان مجھے
کیون کر ابھی ملے سند استاد عشق / دینے ہین قتل گہ مین کئی امتحان مجھے
لینے دے دم کہین تو نہ اب دربدر پھرا / چکر مین ڈال رکھتا ہے کیون آسمان مجھے
گھر مین خدا کے جانے کو اٹھتے نہین قدم / رکھتا ہے بتکدہ ہی مین عشق بتان مجھے
زاہد ثواب خدمت اہل وطن سے ہے نقد / گھاتے مین مل رہین گے یہ حور جنان مجھے

مسجد سے کچھ غرض ہے نہ کچھ دیر سے ہی کام — کافی ہے تیرے در کا فقط آستان مجھے
ملتا ہے ان بتوں ہی کے ملنے سے بھی خدا — معلوم اب ہوا ہے یہ سر نہان مجھے
اب تک تو درد دل ہی سے واقف نہ تھا کوئی — بدنام اب کریگی یہ آہ و فغان مجھے
ہوتا نہیں ہے خواب میں بھی روح کو سکون — پہونچا خیال لیکے کہاں سے کہاں مجھے
لینے دیا نہ گردش قسمت نے وان بھی دم — ثاقب کی طرح پھینکا فلک نے جہان مجھے
کہتی ہے بیوہ دل میں یہ رو رو کے عمر بھر — وہ تو سدھارے چھوڑ گئے نیم جان مجھے
عزلت میں بھی رہا ہدف ناوک ستم — کچھ گور میں ملے تو ملے اب امان مجھے
لایا ہے آب و دانا عدم سے جو کھینچکر — کرنے دے کچھ تو سیر چمن باغبان مجھے
میں خدمت وطن کو سمجھتا ہوں اپنا فرض — زاہد نہیں ہے خواہش حور و جنان مجھے
پیری میں خم کمر ہے تو ہے ہاتھ میں عصا — ہاتھ آئے موت کے لئے تیر و کمان مجھے
روزہ رکھا نماز پڑھی کعبہ کو گئے — کافر ہی اب بھی جانتا ہے بدگمان مجھے
دیتے ہیں منہ پہ گالیاں سنتا ہوں میں خموش — گویا نہیں دیا ہے خدا نے دہان مجھے
حق گو کی بات زہر سے ہوتی ہے تلخ تر — رسوا کریگی خلق میں میری زبان مجھے
اترا خمار ہو گئے پھر نشے سب ہرن — بیٹھی قضا دبوچ کے جب ناگہان مجھے
چلتا ہے زور گردش تقدیر سے کہیں — پٹکا فلک نما سے فلک نے کہاں مجھے

کہتا نہ دوستوں سے جو میں راز دل محب
رسوائے خلق کرتے نہ یہ رازدان مجھے

غریب کا ہے معاون جگر یہ کسکا ہے — لٹائے ہند پہ سینہ سپر یہ کسکا ہے
زمین سے اوگتے ہی ہوتا ہی خشک ہر پودہ — زمین کا آب و ہوا کا اثر یہ کس کا ہے

یہ پوچھا مین نے شب ماہ دیکھکر رخ یار ۔۔۔ زمین کا چاند تو وہ ہے قمر یہ کس کا ہے
درخت علم کے پھل کھا کے شاد ہی ہو سب ۔۔۔ جو محنتون کا نہین ہے ثمر یہ کس کا ہے
خوشی سے پھولے ہین گل بلبلین غزل خوان ہین ۔۔۔ چمن مین آج ہمارے گذر یہ کس کا ہے
فلک سے کرتی ہین باتین بلند دیوارین ۔۔۔ مکان یار کا مد نظر یہ کس کا ہے
ہمارے باغ کے پھل کھا کے پوچھتے ہین لوگ ۔۔۔ یہ بیج بویا ہے کس نے شجر یہ کس کا ہے
شہید دست حنائی نہین اگر شب و روز ۔۔۔ تو خون چرخ پہ شام و سحر یہ کس کا ہے
ستی کی ہمت مردانہ کا جواب نہین ۔۔۔ جلے جو جیتے ہی جی خود جگر یہ کس کا ہے
خزان رسیدہ ہے فصل بہار مین یہ چمن ۔۔۔ ہوائے ہند مین سمی اثر یہ کس کا ہے

بجز خدا کے محب جب نہین کسی کا ڈر
تو کیون سکوت ہے خوف و خطر یہ کسکا ہی

منہ کو کھولے ہے زمین ہمکو نگلنے کیلئے ۔۔۔ آسمان چمکتا ہے ہر بار مسلنے کے لئے
عورتین کہتی ہین گھٹتا ہے مکانون مین جو دم ۔۔۔ دل جو گھبرائے کہان جائین ٹہلنے کیلئے
وہ طبائع ہین جدا جو ہین زمانہ کے مرید ۔۔۔ یہ طبیعت نہین ہر سانچے مین ڈھلنے کیلئے
پند آمیز پڑے ہے شعر جو مین نے تو کہا ۔۔۔ آپ ہی رہ گئے ہین زہر اگلنے کے لئے
کیا ہی ادبار نے غفلت مین دبوچا آکر ۔۔۔ کچھ بھی مہلت نہ ملی ہمکو سنبھلنے کے لئے
کام نسوان کو نہین کوئی تو کچھ پڑھنے ہی دو ۔۔۔ چاہیئے شغل کوئی جی کے بہلنے کیلئے
باغ عالم مین یہ نیکی و بدی کا ہے ثمر ۔۔۔ پھول پھلنے کیلئے خار ہین جلنے کیلئے
دل ہے پہلو مین کہ ہے گود مین ننھا بچا ۔۔۔ کیا ڈٹا رہتا ہے ہر شے پہ مچلنے کیلئے
وعدۂ وصل ادھر اور ادھر ہے انکار ۔۔۔ ایک دم چاہیئے سو رنگ بدلنے کیلئے

اپنی جاگیر سمجھکر ہوئے دل پر قابض — میرے ارمان نہین آئے تھے نکلنے کیلئے
وصل مین ہجر کے دہڑکے سے ملے کیا آرام — ایک کھٹکا ہی یہی دل کے دہڑکنے کے لئے
اے فلک رنگ خیالات بہت پختہ ہے — مدتین چاہیئے یہ رنگ بدلنے کے لئے
غمزہ و ناز کے تیرون کی وہ بوچھار ہی اب — دم کی مہلت ہی نہین دل کو سنبھلنے کیلئے
ہر خزان دیدہ چمن مین تو بہار آئی ہے — یہ مگر باغ نہین پہولنے پھلنے کے لئے

مات بھی ہو جو محب تو بھی نہ ہارو ہمت
سیکڑون اور ہین چالین ابھی چلنے کیلئے

بزم مین جب کوئی نسوان کا عدو آتا ہے — کیا کہون آنکھون مین میرے تو لہو آتا ہے
شاعرون کو نہین کچھ بھی حق و باطل سے غرض — مدح و ذم مین تو فقط انکو غلو آتا ہے
اوج سے ہم سوئے پستی ہین بس اب یون مائل — جسطرح کوہ سے پانی لب جو آتا ہے
ایک ہمدردی انسان سے ہے عبادت کافی — مبتھکلین آتی ہین ہمکو نہ وضو آتا ہے
چشم مخمور کا رہتا ہے جو ہر وقت خیال — رات کو خواب مین بھی جام و سبو آتا ہے
بے قضا خنجر بران مین نہین کاٹ کوئی — کند ہو جاتا ہے جب تا بہ گلو آتا ہے
کسکو کہتے ہین برا لوگ مجھے حیرت ہے — جب نظر صاف ہر اک چیز مین تو آتا ہی

اُٹھ گیا قوم سے اب تو حق و باطل کا تمیز
لوگ کہتے ہین محب کو کہ عدو آتا ہے

دیکھو جسے وہ اپنے ہی رنج و محن مین ہے — افسردگی کا دور اب اس انجمن مین ہے
کیون کر ابھی گھٹیگی جہالت کی تیرگی — جب آفتاب علم ہمارا گہن مین ہے
مرنے کے بعد بھی نہ گئی حسرت وصال — اک ڈہیر حسرتون کا ہمارے کفن مین ہے

ہندوستان سے اُٹھ گیا افسوس ذوقِ شعر — کچھ قدر شاعری ابھی باقی دکن میں ہے
بے تربیت نہیں کوئی تعلیم کا ثمر — سب اعتبار اور بزرگی چلن میں ہے
انسان کی صنعتوں کی ہے آبادیوں میں سیر — خالق کی قدرتوں کا تماشا تو بن میں ہے
سن گوشِ ہوش سے کبھی مجنوں کی بھی بڑ — حکمت بھری ہوئی مرے دیوانہ پن میں ہے
پردے کے حامیوں سے یہ پوچھے کوئی ذرا — محبوس عیش میں ہے کہ رنج و محن میں ہے
کیا لاغری سے لاش پہ کہتے ہیں آکر وہ — باریک تار سا کوئی لپٹا کفن میں ہے
غربت میں عمر بھر رہے مر کھپ گئے عزیز — اب روشناس بھی نہیں کوئی وطن میں ہے
اُٹھتے ہی کچھ زمیں سے ٹھٹھرتا ہے ہر درخت — فصلِ خزاں تمہی سے اپنے چمن میں ہے
رسموں سے چھوٹنے کا تو ہمکو نہیں یقین — جکڑا یہ بند بند ہمارا رسن میں ہے

کیا ہوسکے گی ہم سے محب خدمتِ وطن
ہمت نہ دل میں اور نہ طاقت بدن میں ہے

رواں جو آنکھوں سے اک سیل آب رہتا ہے — تو دل ہمارا میان دو آب رہتا ہے
دبے گی جہل و تعصب سے کیا شعاعِ علوم — دیا گہن میں کہاں آفتاب رہتا ہے
شمارِ جُرم سے ہے کیوں منحصر بروزِ شمار — خدا کے پاس تو لکھا حساب رہتا ہے
جو چونکتا ہے وہی ہے یہاں پریشان حال — وہ ہوشیار ہے جو مست خواب رہتا ہے
یہ کارخانۂ عالم تو ہے فریب نظر — ہمارے سامنے دایم سراب رہتا ہے
بھرا ہے جنکے رگ و پے میں زہرِ بغض و حسد — مثال مار انہیں پیچ و تاب رہتا ہے
عدو پہ آپکی ہر دم تو ہے کرم کی نگاہ — یہ دوستوں پہ مگر کیوں عتاب رہتا ہے
عجیب سفلہ و احباب کش ہیں اہل جہان — کہ اُس کا دوست ہمیشہ خراب رہتا ہے

یہ کوئی دم کا تعصب ہے پھر ہے مطلع صاف
کہاں فلک پہ ہمیشہ سحاب رہتا ہے

ہر ایک ہند کے عاقل کا ڈھونڈھیں گر مسکن
تو پائیں گے وہ میان دو آب رہتا ہے

سبھی جوان جو پیری مین منہ ہوا کالا
خضاب سے کہین قایم شباب رہتا ہے

اسی کو ملتی ہے کچھ علم و فضل کی دولت
جو ایک کونے مین محو کتاب رہتا ہے

ذرا سی پی کے جو مستون مین مل گئے ہی تو کیا
وہی ہے رند جو غرق شراب رہتا ہے

وہ خام طبع بھی ہوتا ہے پختہ جل جل کر
جو دیر تک سر آتش کباب رہتا ہے

خوشی حیات کو لازم ہے گر چہ ہو موہوم
کہ ایک سانس پہ پھولا حباب رہتا ہے

قرار مہر ہے نصف النہار پر جیسا
بس اتنی دیر یہ عہد شباب رہتا ہے

کمال حسن کو لازم ہے جلوہ افروزی
کہاں محب رخ مہ پر نقاب رہتا ہے

دل سے تذلیل ضاعت جو نکل جائے ابھی
مفلسی ہند کی دولت سے بدل جائے ابھی

نفس گرم جلے دل سے جو بیوہ کھینچے
تو فلک بھی شرر آہ سے جل جائے ابھی

اے مسیحا ترا بیمار ہوا ہے لب گور
دارو علم جو دے تو تو سنبھل جائے ابھی

کج روش برسون کی تعلیم مین ہونگے سیدھے
شاخ پیچیدہ کا کس طرح سے بل جائے ابھی

عورتو! صبر کرو قید سے بھی چھوٹو گی
یہ بلا بھی جو خدا چاہے تو ٹل جائے ابھی

نوجوان بیوہ کے رونیکا اگر حال لکھون
ایک چشمہ مری آنکھون سے ابل جائے ابھی

بیوہ نالہ جو کرے عرش ہلانے والا
تو دل رعد بھی سینہ مین دہل جائے ابھی

سختی پردہ نسوان کا اگر ذکر کرون
سنگ دل تیرا کلیجہ بھی پگھل جائے ابھی

ترک خواہش سے کہان دل پہ نہین جب قابو
اچھی صورت پہ یہ نادان مچل جائے ابھی

سنگ ہوتا ہے گہر موتن کی کاوش سے — یہ کوئی موم ہے سانچہ مین جو ڈھلجائے ابھی
زاہد خشک تو رندون سے بھی بڑھکر ہی حریص — یہ بلانوش خم مے بھی نگل جائے ابھی
گر زبان سے ہو بیان سوزش دردلنوان — دل جو فولاد کا ہو وہ بھی پگھل جائے ابھی
ایک مدت مین ریاضت کا ثمر ملتا ہے — کیا لگاتے ہی شجر علم کا پھل جائے ابھی
موذیون کی تو ہے کیا اصل اگر وہ چاہے — مار گردون کا سر خس کچل جائے ابھی

درد دل تیرا محب کان لگا کر جو سنین
تو فسون سحر بیانی کا یہ چل جائے ابھی

سب ہی یہان نثار ہین حسن و جمال کے — عنقا مگر ہین پوچھنے والے کمال کے
یورپ مین ہے ہر ایک تو قربان تو تخم ملک — کتنے یہان بتاؤ تو ہین اس خیال کے
سب بے جوتے بوئے مانگتے ہین خوشۂ مراد — طالب یہ ناسمجھ ہین خدا سے محال کے
قید لسار ہین پیر کے تقلید کیون نہ ہو — ہین نیچری گروہ کے یہان سب یہ بال کے
کھائی ہین جنہون نے ہین رہ الفت مین ٹھوکرین — رکھتے یہان قدم ہین وہی دیکھ بھال کے
گذرا جو ایک گور غریبان سے مین محب ق — دیکھا بنے ہوئے کئی مرقد ہین حال کے
چادر کسی پہ اور کسی پہ ہین چند پھول — آثار اور بھی ہین کچھ افلاس و مال کے
پوچھا یہ مین نے دل سے کہ کیا فائدہ انہین — اطلس کے قبر پوش ہون اونپر کے شال کے
مرقد سے اک امیر کے پھر آئی یہ صدا — وارث یہان تو زندے ہین مردونکا مال کر
افسوس ایک چیز بھی آتی نہین ہے کام — رکھتے تھے احتیاط سے جسکو سنبھال کر
تکلیف سہکے جمع کیا مال عمر بھر — ہاتھ آیا ہمکو مال سے کیا جز ملال کے
یہ سب نیاز و نذر بھی اب تین دن کے ہین — پھینکینگے پھر یہان نہ کوئی پھول ڈال کے

لیگا نہ کوئی نام بھی میرا زبان سے — کرتے ہین کسکو یاد یہ دنیا کے باس لگے
کہتا ہون تجھہ سے مین یہ ذرا کان دھر کے سن — سب دوست ہین جہان مین مال و منال کے
دنیا مین رہ کے مال کی کرنا نہ تو ہوس — پھنستے ہین اُس سے آدمی پھندوں مین جا لگے

اولاد کام آتی ہے اب تو نہ مال و جاہ
جز خاک کیا نصیب ہوا ان کو پال کے

عمر بھر تجکو باوفا سمجھے — بے وفاؤن کو آہ کیا سمجھے
عکس تیرا جو دل مین تھا تو اُسے — سیر ہین جہان نما سمجھے
لاکھہ تحلیل کیمیاوی کی — آب سمجھے نہ ہم ہوا سمجھے
یہ طلسمِ جہان ہی پُر اسرار — جز خدا اسکو کوئی کیا سمجھے
صاف چھپنا نہ سامنے آنا — یہ ادا تیری کوئی کیا سمجھے
اہل دنیا تو ہین غرض کے مرید — اور ہم اُنکو آشنا سمجھے
جلبس نسوان کی ہم نے کی تائید — ستم قاتل کو ہم دوا سمجھے
جہل ہے موت اور علم حیات — قطعہ ہم انہین کو فنا بقا سمجھے
مفلسی مال عزت و ذلت — سب کو اعمال کی جزا سمجھے
آئی جو کچھہ بلا تو اس کو بھی — اپنے کرتوت کی سزا سمجھے
اپنے ہاتھون سے آپ کو میٹا — اور پھر چرخ کی جفا سمجھے
شیخ کو اپنے کشف پر ہے جو ناز — قطعہ تو بتائین وہ خود کو کیا سمجھے
ہم سے پوچھین تو صاف یہ کہدین — سب کو ہم ہیچ ماسوا سمجھے
نہ گلہ شکوہ قضا و قدر — غم کو راحت کا پیشوا سمجھے

کیا خودی نے ہمیں کیا بیخود کہ ہمیں آپ کو خدا سمجھے

اعتبار وفا اٹھا ہے محب

دو محبت کو بھی دغا سمجھے

جوش پہ عہد شباب دیکھیے کب تک رہے   آب پہ قایم حباب دیکھیے کب تک رہے

پیٹ کو روٹی نہیں سر پہ بھی ٹوپی نہیں   ہند کی حالت خراب دیکھیے کب تک رہے

بے ہنری سے ہیں تباہ ہو دشوار زیست   بند صناعت کا باب دیکھیے کب تک رہے

تھک گئے سب چیخ کر جوں نہ چلی کان پہ   قوم پہ سرمست خواب دیکھیے کب تک رہے

قحط و وبا سے پلیگ دونوں بلا میں ہیں ایک   ہم پہ خدا کا عتاب دیکھیے کب تک رہے

سختی قید دوام جھیلتی ہیں تا بہ زیست   عورتوں پر یہ عذاب دیکھیے کب تک رہے

سچ سے ہے بہت پایدار جھوٹ سے ہے ناپایدار   جھوٹ سے وہ کامیاب دیکھیے کب تک رہے

چھپ گیا خورشید علم ظلمت دیجور سے   جہل کا چھایا سحاب دیکھیے کب تک رہے

کل جو تھے مختار کل دست نگر آج ہیں   پولٹیکل انقلاب دیکھیے کب تک رہے

دید کے ہیں منتظر سب ہمہ تن چشم ہوں   رخ پہ تمہارے نقاب دیکھیے کب تک رہے

عیش میں سرمست ہیں پا کے یہ دولت امیر   نشۂ جام شراب دیکھیے کب تک رہے

سب ہے نظر کا فریب اصل یہاں کچھ نہیں   سامنے اپنے سراب دیکھیے کب تک رہے

علم سے سیراب ہے صوبۂ پنجاب بھی   جہل میاں دوآب دیکھیے کب تک رہے

صحبت و تعلیم سے عورتیں محروم ہیں   حبس دوامی حجاب دیکھیے کب تک رہے

پختگی عقل و دما سے آتی ہے کچھ دیر میں   خام پر آتش کباب دیکھیے کب تک رہے

عیش کو کرتا ہے تلخ روز جزا کا خیال   خوف حساب و کتاب دیکھیے کب تک رہے

کان جرس پر ہین اب منتظر کوچ ہین — حالتِ پا در رکاب دیکھیے کب تک رہے

پندِ محب سنتے ہی کھاتی ہے بل مثلِ مار
قوم کو یہ پیچ و تاب دیکھیے کب تک رہے

ہماری قوم بھی ضدی بڑی ہے — پرانی ریت رسمون پر اڑی ہے
نہین آسان کچھ ہمدردیٔ قوم — یہ رستہ سخت ہے منزل کڑی ہے
بڑھی جاتی ہین آگے اور قومین — مگر یہ قوم ہی پیچھے پڑی ہے
غضب ہے سادگی ان لیڈیون مین — نہ سرمہ ہے نہ مستی کی دھڑی ہے
ترقی کر رہی ہین اور قومین — ہماری قوم منہ تکتی کھڑی ہے
یہ نظم بے بہا نایاب و نادر قطعہ مسلسل ایک موتی کی لڑی ہے
نہین الفاظ یہ کاغذ پہ ہین پھول — نہین یہ بیت پھولون کی چھڑی ہے
ہمارے حال پر روتا ہے یہ ابر — نہین برسات اشکون کی جھڑی ہے
حیا تہذیب عفت علم و دانش — کوئی ان سے بھی بہتر پچلڑی ہے
نہین ممکن رہین اک حال پر ہم — زمانہ کو تغیر ہر گھڑی ہے
نہین پابندیٔ اوقات سے کام — تو پھر پاکٹ مین کیون جیبی گھڑی ہے
مرے سر کی قسم کچھ تو بتاؤ — یہ چوٹی کس لیے پیچھے پڑی ہے

محب یہ قوم کیا آگے بڑھے گی
تعصب مین جہالت مین گڑی ہے

قفس ہی مین رہ گئے ہم چھوٹ کر بھی — نہ کام آئے ہمارے بال و پر بھی
مسلمانون گھٹے تم بڑھ گئے غیر — تمہین ہے دین و دنیا کی خبر بھی

بلا سے جہل سے چھوٹے گا کب ہند — کبھی اس رات کی ہو گی سحر بھی
بشر کیا جز خدا ہین سب ہی فانی — زمین بھی چرخ بھی شمس و قمر بھی
یہ ہے تاثیر آہ اہل زندان — کہ چیخ اُٹھے ہین اب دیوار و در بھی
فرشتہ سے بھی انسان ہے برتر — جو دل ہے پاک نیت بھی نظر بھی
ثبات و صبر سے کرتے ہین جو کام — وہ پاتے ہین ریاضت کا ثمر بھی
پری بھی ہیچ ہے بے حسن سیرت — جو ہو صورت تو ہو علم و ہنر بھی
بھٹکتا کیون ہے واعظ آپ کو دیکھ — اسی دل مین ہے جنت بھی سقر بھی
نہین ہے جز خدا ہمکو کسی سے — امید نفع بھی خوف ضرر بھی
اسی کو شعر ہم کہتے ہین جس مین — زبان بھی ہو معانی بھی اثر بھی

محب وہ قوم کا ہے جو پئے قوم
لٹاتا گھر بھی ہے دیتا ہے سر بھی

بحر ہزج

صفائی ہاتھ کی دل بھی جگر بھی دیکھتے جاتے — جو وہ دم بھر ٹھہرتے رقص سر بھی دیکھتے جاتے
بہ زہر عشق لکھکر آپ تو دنیا سے جاتے ہین — ذرا اس سم قاتل کا اثر بھی دیکھتے جاتے
لگایا باغ نسوان ہمنے کس محنت ریاضت سے — یہی حسرت رہی دل مین ثمر بھی دیکھتے جاتی
نہ کرتے راہ گم یہ رہروان منزل ہستی — اگر زیر قدم بالائے سر بھی دیکھتے جاتی
یہان تعلیم ہوتی رفتہ رفتہ زیور نسوان — حسینون مین اگر علم و ہنر بھی دیکھتے جاتی
ہماری نظم کی تھی داد دینی اہل جوہر کو — جو آئے تھے تو یہ سلک گہر بھی دیکھتے جاتی

فلک تک اڑکے ہم جاتے نہ گرتے یون محب ہرگز
اگر طاقت بھی اپنی بال و پر بھی دیکھتے جاتے

گو حسن میں یہ عورتیں بہتر ہیں پری سے … حیوان سے بھی بدتر ہیں مگر بے ہنری سے
کیا غض نظر عورتوں ہی کے لئے آیا … مردوں کی نہیں روک کوئی بدنظری سے

٩٧ قل للمومنین - سورۂ نور -

منطق سے وہی کرتے ہیں پردے کی حمایت … مس جن کو نہیں علم بدیہی نظری سے
پردے سے عدم کے یہ گل تر نہیں باہر … گر فائدہ ہوتا نہ کوئی جلوہ گری سے
رو کے بہت آئے یہ چرخ فلک سوز یہ نالے … اب ضبط کی طاقت نہیں درد جگری سے
ہر قوم کو لازم ہے ترقی و تنزل … ثابت ہوا ہر ماہ یہ دور قمری سے
اس نخل نے رکھا ہمیں ہر سنگ سے محفوظ … اتنا تو ملا پھل یہ ہمیں بے ثمری سے
اک ہم ہیں کہ خود اپنے ہی گھر سے نہیں واقف … اک وہ ہیں کہ آگاہ ہیں خشکی و تری سے
ہمدرد یتیموں کے ہیں وہ حامی ملت … جو ان کو چھڑاتے ہیں غم بے پدری سے
چل دل کو بچا کر کہ ہزاروں ہیں سر راہ … غنچہ یہی کہتا ہے نسیم سحری سے
پتھر کے کلیجے ہوں تو تاثیر ہو کیونکر … نالوں کا بھی دل ٹوٹ گیا بے اثری سے
میدان ترقی میں بڑھی جاتی ہیں قومیں … ہم منزلوں پیچھے ہیں ابھی بیخبری سے

تھا پردۂ نسواں رہ تعلیم میں حائل
یہ بھید کھلا ہم کو محب پردہ دری سے

جاہلوں کی صحبت جسے انہیں رغبت رہی … اہل علم و فضل و دانش سے مگر نفرت رہی
خود تڑپ کر آپ سینہ سے نکل جائیگا دل … گر ہماری بیقراری کی یہی حالت رہی
کر دیا ادبار نے افسوس کیا ذلت پسند … نام کو بھی اب نہیں باقی کوئی غیرت رہی
ناخلف اولاد سے مٹتا ہے نام اجداد کا … ہم میں باقی کیا سلف کی اب کوئی جرأت رہی
جھیلنے میں سختیوں کے کچھ تو ملتی ہے مدد … عیش و عشرت میں بھی محنت کی اگر عادت رہی

یاد رہتا کون ہے جز خادمان ملک و قوم
گر رہی بھی تو انہیں لوگون کی کچھ شہرت رہی

خدمتِ قومی سے بڑھکر مستقل خدمت ہے کون
لاکھہ تخفیفون مین قایم ایک یہ خدمت رہی

دفترون مین اک مسلمان بھی نہ آئیگا نظر
اور انگریزی سے کچھ روزون اگر نفرت رہی

خوش نصیبون کے گھرون مین ہن برستی ہین یہان
بھاگتی ہم سے تو کوسون دور یہ دولت رہی

علم و نقش و خلق و تہذیب و تمدن کھو چکین
عورتو! اب کیا تمہاری قوم مین عزت رہی

آپ کی الفت مین مین تو جان و دل بھی دیچکا
اور میرے نام سے بھی آپکو نفرت رہی

ہر فضیلت کے لئے آزادی و نیت ہی شرط
کیا فضیلت ہی جو قید سخت سے عفت رہی

جب سے سیکھا ہے محب یہ ترک خواہش کا عمل
کیا کہون تم سے کہ کیسی روح کو راحت رہی

اب تو نقاب روئے منور اٹھائیے
پھر ایک بار فتنۂ محشر اوٹھائیے

جور و جفا و غمزۂ دلبر اوٹھائیے
مرجائیے قدم سے نہ اب سر اٹھائیے

کانسے سر غرور کے کھاتے ہین ٹھوکرین
سر کو جھکائیے نہ یہان سر اٹھائیے

یارب! یہ ضعف اور یہ بھاری اس پہ بار غم
جو اٹھہ سکے نہ بوجھہ وہ کیونکر اوٹھائیے

تنکا بھی بار ہوتا ہے احسان کے نام سے
مرجائیے پہاڑ نہ سر پر اوٹھائیے

کھانے کو گھر مین سو تو کمانے کو ایک ہو
بار عیال و بارِ برادر اوٹھائیے

ملتا ہے انقلاب مین جب سازشون سے زر
بیٹھے بٹھائے اور کوئی شر اوٹھائیے

مشتاق دید کو نہین اب تاب ضبط و صبر
زانوئے شرم سے تو ذرا سر اوٹھائیے

ڈھونڈے سے حق بھی ملتا ہے یان جستجو تو کر
کیون مفت بار منت رہبر اوٹھائیے

شادی مین خرچ کرتے ہو لاکھون عبث محب
بچون کی تربیت مین بھی زر اٹھائیے

کچھہ نہ سوچے عشقِ زلف و لعل لب مین پڑ گئے ۔ ہم نہ چھوٹے اس بلا سے کس غضب مین پڑ گئے

اُن سے ہوگی خاک کوئی خدمت اہلِ وطن ۔ جو کہ مال و جاہ و عزت کی طلب مین پڑ گئے

بڑھ گئے آگے علومِ مغربی مین گبر تک ۔ حیف ہے لیکن مسلمان ہی عقب مین پڑ گئے

کوہِ مروہ سے اٹھی جب گونجتی آوازِ حق ۔ تھلکے اکبارگی شام و حلب مین پڑ گئے

لے چلے تھے یہ مسلمان ساری دنیا کو مگر ۔ باہمی کیا تفرقے ملکِ عرب مین پڑ گئے

فلسفی کیا ڈھونڈھتے ہین علتِ ایجادِ خلق ۔ وہ نہ ابھرے پھر جو گرداب سبب مین پڑ گئے

ایک ہم ہین اور ہے چارون طرف دشنامِ خلق ۔ بحث پردہ چھیڑ کر ہم کس غضب مین پڑ گئے

فلسفہ کو ان بیون سے کب ہی امیدِ کمال ۔ مدرسہ سے جب اُٹھے علم و ادب مین پڑ گئے

فائدہ کیا قوم کو ان اہلِ دولت سے محب
ہاتھہ آیا مال تو عیش و طرب مین پڑ گئے

رہِ طلب مین تری وہ قدم بڑھا کے چلے ۔ جو اپنی جان سے پہلے ہی ہاتھہ اُٹھا کے چلے

ہمارا بزم مین آنا ہے درد کا آنا ۔ اُٹھے جو بیٹھ کے مجلس کو ہم رولا کے چلے

عدم کو جاتے ہین اے قوم اب خدا حافظ ۔ نہ چونکنا تھا نہ چونکی بہت جگا کے چلے

ہمین نجات کا کیونکر یقین نہ ہو زاہدا ۔ کہ عورتون کو ہم اس قید سے چھڑا کے چلے

ترے کرم سے یہ پر خوف گھاٹیان طے کین ۔ خطر کی راہ مین بھی ہم قدم جما کے چلے

ہزار حیف رہے پردۂ عدم مین نہان ۔ جو گل چمن مین جو آئے تو منہ چھپا کے چلے

بچے وہی ہین تغیر سے اہلِ کار یہان ۔ جو سازشون سے بہت آپکو بچا کے چلے

انہین کو رکھتی ہے کچھہ یاد خود غرض دنیا ۔ جو یادگار کوئی خیر کی بنا کے چلے

اب اختیار ہے انکو کہ وہ سنین نہ سنین ۔ فقیر قوم کے اپنی صدا سنا کے چلے

لگائین مرد بھی مہندی زنانہ پن ہے یہی ۔ یہ خوان کس لیئے نوشاہ کو حنا کے چلے
دراز علم کی منزل تو عمر ہے کوتاہ ۔ رہِ کمال مین رہ رو قدم بڑہا کے چلے
بجھے گا اب نہ یہ پردہ کوئی بچائے ہزار ۔ کہ آگ پہوس کی ٹٹی مین ہم لگا کے چلے
کسی کے روکے سے رکتی ہین کب جل کی تشنگا ۔ جو آئی موت تو خود سامنے قضا کے چلے
لیا نہ ہمنے کبھی جنگ مین بھی مکر سے کام ۔ چلے جو چال تو دشمن کو بھی بتا کے چلے
وہی ہے رہبر کامل روش سے جو اپنی ۔ رہِ نجات کا ہر پیچ و خم دکھا کے چلے
رہے نہ بعد فنا بھی کوئی نشان باقی ۔ ہم اپنے نقش قدم آپ خود مٹا کے چلے
خیال خام ہے اہل جہان کی الفت کا ۔ چلی جدہر کی ہوا ساتھ یہ ہوا کے چلے
گئے بلائے جو محشر مین حامیان حجاب ۔ تو منہ چھپائے ہوئے سامنے خدا کے چلے

خدا بچائے شرارت سے اہل شہر کے محب
کسی کے گھر مین جو آئے تو گھر جلا کے چلے

رنج و تکلیف ہی مین یاد خدا آتی ہے ۔ عالم یاس مین ہر لب پہ دعا آتی ہے
خبط پردہ کا ہے زورون یہ بتا لے بقراط ۔ اس مرض کی بھی تجھے کوئی دوا آتی ہے
ان حسینون کو تو آتا نہین کچھ علم و ہنر ۔ اک لگائی انہین ہاتھون مین حنا آتی ہے
آہ بیوہ سے لرزتا ہے جو عرش اعظم ۔ ہند[له] پہ روز نئی ایک بلا آتی ہے
خاک مین مل کے بھی ہم قید سے چھوٹے نہ فلک ۔ لحد پردہ نشین سے یہ صدا آتی ہے
چمن دہر سے کیا کام ہے ہمکو صیاد ۔ اس قفص تک نہین گلشن کی ہوا آتی ہے
حبس نسوان پہ کوئی لائے معقول دلیل ۔ یون تو ہم کو بھی کوئی بات بنا آتی ہے
ان حسینون کی بھی کچھ چاہیئے تعلیم ضرور ۔ نہ حیا آتی ہے ان کو نہ وفا آتی ہے

[له] نوٹ۔ طاعون جیسے وبا جو ہندوستان میں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔

غفلت و کاہلی و فخر رسوم آبا — کیا کہیں عیب ہم اپنے کہ حیا آتی ہے
قوت و مال و حکومت نہیں کچھ کام آتے — شیر کی طرح جھپٹ کر جو قضا آتی ہے

رنگ ناسخ کا اڑانا تو محب ہے آسان
حضرت داغ کی کب طرز ادا آتی ہے

غیر تو محنت سے خود علم و ہنر میں بڑھ گئے — پر تعصب سے مسلمان ہی ضرر میں پڑ گئے
عورتوں کو دیکھ کر آیا یغضوا کا خیال — حلقۂ زنجیر غض پائے نظر میں پڑ گئے
مصلحان قوم کو لازم ہے عالی ہمتی — مرد میدان ہیں وہی جو خود خطر میں پڑ گئے
کس قدر مہلک اثر تیرا ہے او قاتل شراب — تو لگی منہ سے اُدھر چھالے جگر میں پڑ گئے
یہ نزاکت عورتوں کی قابل افسوس ہے — جب چلیں اک گام تو سو بل کمر میں پڑ گئے
کرم خوردہ پود میں ہے مضمحل ہاں کا اثر — پیڑ پژمردہ ہوئے کیڑے ثمر میں پڑ گئے
دیکھ کر ان مہوشوں کو قید میں دم توڑتے — داغ حسرت سینۂ شمس و قمر میں پڑ گئے
کچھ نہیں ہوتا دوا سے اور دعا سے فائدہ — حلقۂ تقدیر جب پائے اثر میں پڑ گئے

خاک درد قوم کو مرہم سے تسکین ہو محب
سینکڑوں ناسور جب گھر سے جگر میں پڑ گئے

ہے بند زباں صدمۂ غم کہہ نہیں سکتے — کیا دل پہ گذرتا ہے الم کہہ نہیں سکتے
کہہ سکتے ہیں غیروں سے کہاں درد دل اپنا — تم سے بھی تو ہم قصۂ غم کہہ نہیں سکتے
لب سل گئے منہ بند ہوا وائے مصیبت — اب منہ سے بھی ہم حرف ستم کہہ نہیں سکتے
جنت بھی جہنم ہے جو حوریں ہوئیں جاہل — دوزخ کو تو ہم باغ ارم کہہ نہیں سکتے
نسواں کی جہالت ہی سے ہر قوم ہے مردہ — کیا جہل کا مہلک ہے یہ سم کہہ نہیں سکتے

حادث ہین ہمین اور ہمین آپ ہین دایم
پر شیخ سے یہ سر قدم کہہ نہین سکتے

بیٹھے تو سر راہ ہین منزل کو بتاتے
کچھ حال عدم نقش قدم کہہ نہین سکتے

جب دیر و حرم دونو مین ہے ایک وہی بت
کیون بت کو خدا اہل حرم کہہ نہین سکتے

کیون پوچھتا ہے درد دل اہل قفس تو
صیاد اسے ہم بقسم کہہ نہین سکتے

غنچون کے تبسم کا کھلا اب تو یہ عقدہ
ہے بند زبان حال عدم کہہ نہین سکتے

گھٹ گھٹ کے مکانون مین یہی کہتی ہین نسوان
کیا قہر ہے پردہ کا ستم کہہ نہین سکتے

پردہ ہے برا کاٹ لین موجود زبان ہو
اس سے تو ہم اک حرف بھی کم کہہ نہین سکتے

یہ ظلم تو دیکھو کہ کہین آپ ہزارون
اور آپ کو ایک بات بھی ہم کہہ نہین سکتے

ادبار مین شیخی جو سمجھتا ہے زمانہ
اجداد کا ہم جاہ و حشم کہہ نہین سکتے

اللہ کے گھر بھی وہی بت پجتا ہے ای شیخ
یہ راز نہان اور سے ہم کہہ نہین سکتے

اندھیر ہے آزادئ تحریر بھی چھینین
حق بات بھی کیا اہل قلم کہہ نہین سکتے

پڑ جائے محب قفل دہن پر نہ ہمارے
اس خوف سے ہم درد و الم کہہ نہین سکتے

غم ہم قوم مین طوفان اٹھاتے اپنی آنکھون سے
زمین و آسمان کو ہم بہاتے اپنی آنکھون سے

خدا قدرت جو دیتا غیر کے دل مین سمائی کی
انہین ہم قوم کی حالت دکھاتے اپنی آنکھون سے

نہ رہتا حبس دایم پردۂ نسوان کبھی باقی
اگر غفلت کا پردہ یہ اوٹھاتے اپنی آنکھون سے

حرم کیا دیر مین بھی ہم جو پاتے اہل دل کوئی
قدم ایسے بزرگون کے لگاتے اپنی آنکھون سے

نہ ہوتے علم و آزادئ نسوان کے کبھی دشمن
جو یہ یورپ کو جا کر دیکھ آتے اپنی آنکھون سے

پسند غیر پر کیا اٹکی سب زوجہ و شوہر
یہ بہتر تھا کہ دونو آزماتے اپنی آنکھون سے

کیا چرخ کے ہے دل مین کدورت بھری ہوئی
ہے خاک مثل شیشۂ ساعت بھری ہوئی

تیرے خیال ہی مین ہین دن رات ہم تو مست
دل مین ہے کیا شراب محبت بھری ہوئی

لیتے ہو بات بات مین کیا دل مین چٹکیان
رگ رگ مین آپ کے ہے شرارت بھری ہوئی

بعد فنا ہو خاک مری گرد کوے یار
دل مین ہے اے فلک یہی حسرت بھری ہوئی

کرتی ہے دم بدم خم سے کی طرح سے جوش
دل مین ہمارے آپ کی الفت بھری ہوئی

واعظ کبھی نہ آئے گی حور وبہشت پر
دنیا کی نعمتون سے طبیعت بھری ہوئی

کیا بدظنی ہے رکھتے ہین زن کو قفس مین بند
ہے آپ کے دماغ مین وحشت بھری ہوئی

افلاس مین بھی ٹھاٹھ امارت کے ہین وہی
اب تک ہے کیا سرون مین امارت بھری ہوئی

لازم ہے یہ صفائی کا ہو خوب انتظام
ہے آجکل تو شہر مین خلقت بھری ہوئی

قید دوام پر ہے بہت جنکو فخر وناز
ہے کھوپری مین ان کی حماقت بھری ہوئی

شیشے مین جسطرح سے بھری ہو محب شراب
دل مین ہے اسطرح سے محبت بھری ہوئی

دل کے ٹکڑے سینۂ صد چاک مین مل جائینگے
اور یہ ارمان بھی سب خاک مین ملجائینگے

آپ کو ملنا ہو گر ملجایئے وعدے ہین کیا
کیا ملین گے آپ جب ہم خاک مین ملجائینگے

خاک ہونے پر بھی مٹتا ہے کہین حسن وجمال
ڈھونڈھ مہ پارونکو سب افلاک مین ملجائینگے

خار حسرت وہ گلون مین کیا ملین گر بلبلو!
جو ہمارے سینۂ صد چاک مین ملجائینگے

ہم گنہگارون کی بھی دھو جائنگی آلائشین
قطرۂ ناپاک بحر پاک مین مل جائینگے

ایک مجنون ہی نہ تھا کچھ خارزار عشق مین
ڈھونڈلا لاکھون دشت وحشتناک مین ملجائینگے

دامن کوشش نہ چھوٹے لاکھ پردون مین چھپین
ایکدن وہ ہم ہین جن کی تاک مین ملجائینگے

کیون مٹانے کی ہمارے سعی کرتے ہین عدو
آپ ہم غفلت سے اپنی خاک مین مل جائینگے

کیا ملینگی میٹرک والون کو اعلےٰ خدمتین
عہدہاے خطرسانی ڈاک مین مل جائینگے

ڈہونڈہیئے تو دونون عالم کی صفات نیک سب
ایک بحر عشق کے تیراک مین مل جائینگے

کب وہ جوہر چرخ کی تیغ ہلالی مین ہین
جو تمہارے ابروے سفاک مین مل جائینگے

وصل کی درخواست پر وہ ہنسکے کہتے ہین محب
حشر کے میدان وہشتناک مین مل جائینگے

کیون بناے دل بتون کا اے خدا فولاد کا
کیا اثر ہون ان پر اپنے نالہ و فریاد کے

انتظار و رنج ہے اب موت سے بھی سخت تر
دیکھیے کب چہوٹتے ہین ہاتھ سے صیاد کے

بھول جاتے ہو ذرا سی دیر مین وعدہ ہی تم
کس سے شکرے کیجئے جاکر تمہاری یاد کے

ایک شے کی بھی حقیقت سے نہین واقف ہین ہم
جانتے ہین خاصے کچھ آب و خاک و باد کے

کم نہین نشتر سے مجھکو غیر سے ان کے کلام
کون سے احسان سر پر نشتر فصاد کے

کیا بچے گی وہ عمارت کیسی ہی مضبوط ہو
کھودنے والے ہون لاکھون جب کسی بنیاد کے

اس چمن مین اُس کے قامت کی نہین کوئی نظیر
ہین کہان بوٹے سے وہ قد سرو کی شمشاد کے

اور حیوانو نکے ہین افعال و فطرت مستقل
ہین مگر کتنے مخالف فعل آدم زاد کے

مجھکو بلوا کر کہا کس نے بلایا ہے تمہین "
واے قسمت مین کہان لائق تھا انکی یاد کے

دل مین رہتا ہے تصور یار کا آٹھون پہر
جاگ اُٹھے ہین نصیب اس خانۂ برباد کے

واے حسرت نزع مین بھی دیکھنے آئے نہ وہ
خاک مین سب مل گئے ارمان دل ناشاد کے

بھول جاتے ہین زمانے کے غم و رنج و الم
یاد آتے ہین مزے جب آپکی بیداد کے

کیا پڑا نے آہ مین نالہ مین ہے باقی اثر
کیجئے انداز پیدا اور کچھ فریاد کے

روز گھٹتے ہین غلامی سے غلامون کی دماغ — اور آزادی سے بڑھتے ہین قوا آزاد کے
ایک دن وہ تھا کہ ہم کرتے تھی غیرون کی مدد — ایک دن یہ ہے کہ ہم محتاج ہین امداد کے
خاک وہ تعلیم ہے جس سی نہ ہون عالی دماغ — پیٹھ پر لاتے ہین یورپ سے کتابین لاد کے
ایک بھی دیکھا نہین ایسا مصور ملک مین — نام کانون سے سنتے ہین معنی و بہزاد کے
اُٹھ گئے موجد رہے باقی لکیر ونکے فقیر — حوصلے سی اب نہین اُنکو نئے ایجاد کے
ہم پھرین آزاد باہر دوست اندر قید ہون — دیکھ لے جسنے نہ دیکھے ہون جگر فولاد کے

شاد تھے بے فکر تھے آزاد رہتے تھی محب
آب دانے نے پھنسایا دام مین صیّاد کے

رہا حجاب تو اُس شوخِ فتنہ گر سے بچے — ہزار فتنہ سے طوفان سی اور شر سے بچے
تمہارے ہجر مین کسطرح رات دن مہجور — بلائے شب سے بچے آفتِ سحر سے بچے
غضب کا سحر ہے نظرون مین ان حسینونکی — خدا بچائے جو دلکو تو وہ نظر سے بچے
بقائے روح کے قائل نہین ہین جو اغنیا — چھٹے عذاب سے وہ دہشت سقر سے بچے
بھلا ہے خیر کا انجام اور شر کا بُرا — بشر کو چاہیئے فتنے سے اور شر سے بچے
بنائین ماؤن کو لایق کہ قوم ہو لایق — محال ہے کہ کوئی مادری اثر سے بچے
تمام عمر تو بچتے رہے محبت سے — مگر نہ منزل آخر مین اس خطر سے بچے
نگاہ ناز کے چلتے ہین تیر ہر جانب — جگر کہان سے بچے اور دل کدھر سی بچے

وہی ہین قابل الفت جو بے غرض ہین محب
بشر کو چاہیئے ہر خودغرض بشر سے بچے

اُس مہ کامل کی کچھ تصویر پہلے اور تھی — اب کمال حسن ہے تنویر پہلے اور تھی

کر دیا ہر بار کے آنے نے خود مجکو حقیر — تیری مجلس مین مری توقیر پہلے اور تھی
مبتلائے عشق ہوکر ہم نے سمجھا رازِ عشق — اب بیان کچھ اور سے ہے تقریر پہلے اور تھی
پہلے ہوتے تھے خفا اب بات بھی کرتے نہین — اب سزائے موت ہی تعذیر پہلے اور تھی
دیکھکر تصویر مجھ مہجور کی اس نے کہا — اس کی یہ صورت سے ہے اب تصویر پہلے اور تھی
بیٹھتا تھا پاس میرے آکے خود وہ سنگدل — آہ مین نالہ مین کچھ تاثیر پہلے اور تھی
اب کہان پہلے سے وہ اُن کے عنایات و کرم — کیجیے تدبیر کیا تقدیر پہلے اور تھی
مجھ سے رہتے تھے مخاطب غیر سے ملتے نہ تھے — اُن کی نظرون مین مری توقیر پہلے اور تھی
ڈھونڈھنے دانہ گئے تھے دام مین خود پھنس گئے — اب تمنا اور سے ہے تدبیر پہلے اور تھی
وہ شجاعت ہی کہان کس کو امید ملک ہی — ہاتھ مین لوہا ہے اب شمشیر پہلے اور تھی
اب تو قوم و ملک کی طرز تمدن ہے جدید — اس عمارت کی مگر تعمیر پہلے اور تھی

پہلے لکھتے تھے محب تم تو محبت کے خلاف
اب مضامین اور ہین تحریر پہلے اور تھی

تمت بالخیر

قصائد

قصیدۂ قومیہ

آج کیا بدلی ہوئی ہے باغ عالم کی ہوا
آندھیان بادِ خزان کی چل رہی ہین جابجا

سرد آہین دمبدم بھرتی ہے گلشن مین نسیم
خاک اڑاتی پھرتی ہے صحن گلستان مین صبا

غنچہ ہائے نوشگفتہ کے گریبان چاک ہین
ٹکڑے ٹکڑے ہین گلون کے دامن و جیبِ قبا

سرو صف بستہ کھڑے ہین قمریان ہین نوحہ خوان
صحن گلشن ہوگیا ہے سر بسر ماتم سرا

سوکھ کر کانٹا ہین غم سے نونہالان چمن
ایک خارستان ہے جو باغ تھا پھولا پھلا

خون روتی نرگس بیمار ہے چپکی کھڑی
اور ملتا ہے کفِ افسوس ہر برگِ حنا

غنچۂ لب بستہ کے منہ پر ہے کیا مہر سکوت
دردِ دل اپنا نہین کہتا صبا سے بھی ذرا

نام کو باقی نہین پتہ درختون مین کہین
خشک شاخون کو کہین گر شاخ آہو ہی بجا

گر رہے ہین پھول یون بادِ خزان سے دمبدم
جیسے گرتے ہین زمین پہ دھڑ سے سر وقتِ وغا

خشک پتے اڑ کے گرتے ہین تو ہوتا ہی گمان
پھینکے ہین صیاد نے پر بلبلون کے جابجا

عشق پیچان رنج سے کیا کھا رہا ہی پیچ و تاب
خونِ دل داغِ جگر غم سے ہی لالہ کی غذا

زرد پتے جھڑ رہے ہین نخل سے گلریزوار
یا پتنگے آگ کے لائی اڑا کر ہے ہوا

ٹہنیان مہندی کی لوٹی ہین خزان نی اسقدر
نام کو باقی نہین انمین ہے پتے کا پتا

دوش پر سنبل کو بھی موئی پریشان ہین وہ بال
سر بسر ہین گیسوے پیچان برنگ اژدہا

نرگس بیمار کی آنکھین تپ غم سے ہین زرد
کیا بچے گی اب تپ محرق مین جب یرقان ہوا

سرو کو سکتہ ہے قمری کی زبان پر ہے فغان
ہونٹ نیلے پڑ گئے سوسن کی کیا کیجیے دوا

ضعف دل سے دست و پائے ہر شجر ہی رعشہ
احتراق خون سے لالہ کا جگر ہے پھک رہا

دامن گلہائے رنگین ہین سرشک خون سے تر
چشم بلبل سے ہے جاری خون کا اک نربدا

دمبدم آتا ہے سوسن کی زبان پر یہ سخن
"کون اس گلشن مین ہے جسکو نہین آخر فنا"

کہتی ہے باد خزان گوش گل پژمردہ مین
"اس بہار چندروزہ پر عبث تو شاد تھا"

آمد فصل خزان سے ہے رخصت فصل بہار
انقلاب باغ عالم دیکھو عبرت سے ذرا

کوس رحلت بج رہا ہے وقت رخصت ہے قریب
بلبلین ہین ہم بغل گل سے بصد آہ و بکا

نالہاے عندلیبان چمن سے باغ مین
بزم ماتم کا سمان ہے جا بجا واحسرتا

چیخ سے طاؤس کی ہلتا ہے ہر غنچہ کا دل
کوئیلون کی کوک مین پیدا ہے رونیکی صدا

یاس سے تکتی ہے نرگس بیلون کی صورتین
سرو پر چھایا ہوا ہے ایک عالم یاس کا

کیا قیامت کی سحر ہے آج باغ دہر مین
عندلیبان چمن مین شور محشر ہے بپا

آفتاب صبح کا منہ فق ہے رنگت زرد ہے
باغ عالم مین گل خورشید بھی مرجھا گیا

سنہے فلک پر لالۂ پژمردہ مریخ فلک
ماہ ہے ایک چاندنی کا پھول مرجھایا ہوا

کیا غم و اندوہ سے تارون کی رنگت ہی سیاہ
ہے زمین پر چاندنی کا فرش سارا ملگجا

مشتری چرخ کبودی پر نظر آتی ہے یون
جیسے پانی مین گل مہتاب ہو لوٹتا پڑا

سرخ ہے رنگ شفق سے چہرۂ مہر منیر
چشمۂ خون مین کنول کا پھول ہے یا تیرتا

نسر طائر بھی فلک پر نوچتا ہے بال و پر
آسمان پر بال کھولے نوحہ خوان ہی سنبلا

سوزِ دل سے سینۂ خورشید ہی مثل تنور ‏ تیر گئی بخت سے مہتاب ہے اُلٹا توا
برقِ غم سے دانۂ انجم ہین کہیلون کی مثال ‏ کشتِ چرخ پیر پر اولے گرے پالہ پڑا
گردشِ افلاک سے برج اسد ہے برج ثور ‏ قوس گردون سہمکر برج حمل مین ہے چہپا
جہلملاتے ہین چراغانِ فلک وقت سحر ‏ ٹمٹماتا ہے افق مین ماہ کا دُہندلا دیا
خوشۂ پروین ہے مثل خوشۂ انگورِ خشک ‏ آسمان پر کہکشان جنگل ہے سوکہی گہاس کا
اس قدر غمگین ہے رقاصۂ چرخ کبود ‏ شادیانے گائے تو پیدا ہو نوحے کی صدا
ہے زحل کیصورتِ منحوس بہی اُتری ہوئی ‏ رنج وغم کیا چہرۂ زہرہ پہ ہے چہایا ہوا
کلبِ اکبر فرطِ غم سے ہے سگِ دیوانہ وار ‏ کلب اصغر آپ اپنی بوٹیان ہے نوچتا
دُبِّ اکبر ہے فلک پر ایک خرس خوفناک ‏ ذوالذنب غیظ وغضب سے ہوگیا ہے بہیڑیا
آسمان کے ہاتھ مین قوسِ قزح کی ہی کمان ‏ کون ہے دنیا مین جو تیر حوادث سے بچا
تیر ثاقب چل رہے ہین ڈر سے سہما ہی فلک ‏ سنگِ آتشبار سے بچ بچکے چلتی ہی ہوا
رعد کے نالون سے ہلجاتی ہی سقفِ بام چرخ ‏ بیٹھہ جائین گیند افلاک وہ ہی زلزلہ
برق کی صورت سی ہے ہر آن ظاہر اضطراب ‏ اور سوزِ دل سے ہی بے تاب ہر دم صاعقہ
اسقدر ابر فلاکت آسمان پر ہے محیط ‏ روز روشن پر گمان ہے کیا شب دیجور کا
دور سے اشجار آتے ہین نظر چوبِ سیاہ ‏ کوئلا پتھر کا کہیے کوہ کو تو ہے بجا
کالے کالے ابر کے ٹکڑے افق مین یہ نہین ‏ کالی دیوون کا کوئی لشکر فلک پر ہے چڑہا
غم سے چرخِ پیر کے دل مین ہین ناسور کہن ‏ مینہ برستا ہے کہ ہی یہ بارش تیر قضا
چل رہی ہے ہند مین ہر سمت عسرت کی ہوا ‏ مطلع ‏ چہائی ہے کیا گلشنِ اسلام پر غم کی گہٹا
ہر طرف ہے کیا غم افلاس کا ابر سیاہ ‏ آندہیان اِدبار کی چلتی ہین ہر سو جابجا

موجزن ہے قلزم رشک و حسد غیض و غضب / سامنے جہل و تعصب کے ہین گرداب بلا

اُٹھ رہا ہے ہر طرف پر خوف طوفان نفاق / جوش پر ہے خود نمائی خودسری کبر و ریا

قہر باری کے فرشتے سر پہ منڈلاتے ہین اب / قوم کو گھیرے ہوئے چارون طرف سے ہے فنا

نکبت و افلاس کی موجین فلک تک ہین بلند / ہوگیا وہ قوم کا بیڑا ڈباؤ دیکھنا

کوہ کو جنبش ہے یا اُٹھتے ہین موجون کے پہاڑ / بحر مین ہے یہ تلاطم یا زمین کو زلزلہ

چل رہی ہے ہر طرف باد مخالف سائین سائین / موت کا پیغام لاتی ہے تعصب کی ہوا

گر پڑے سب بادبان ڈھیلے ہوئے سب جوڑ بند / کیل کانٹے ہلگئے مستول نیچا ہو گیا

ٹکڑے ٹکڑے رسیان پتوار بھی ٹوٹی ہوئی / کثرت سوراخ سے چھلنی ہین تختے جابجا

ہر تھپیڑا موت کا لاتا ہے پیغام اجل / اب سنبھلنے کی نہ دم لینے کی مہلت ہے ذرا

دور سے آتا نظر کچھ کچھ ہے موجون مین جہاز / کوئی دم مین اب ہوا ہو جائیگا یہ بلبلا

اہل کشتی کا مگر ہے قابل افسوس حال / سب کے سب سُوتے ہین کوئی بھی نہین ہے جاگتا

سُوئے ہین مُردون سے شرطین باندھکر از ہیچ / ہے بہت مشکل قیامت مین بھی انکا جونکنا

برق کے کڑکے ہوا کا شور بادل کی گرج / ہین بہت پُر خوف لیکن انکو چونکائینگے کیا

کچھ کنارے پہ کھڑے ہین غیر قومون کے جو لوگ / اُنکو آتا ہے نظر موجون مین بیڑا ڈوبتا

دیکھکر یہ حالت پر خوف سب ہین مضطرب / چیختے ہین اور کہتے ہین بصد آہ و بکا

سُو چکے بس نیند بھر کر اب نہین سونیکا وقت / اٹھو دیکھو جاگ ہے ہو تم سوئے تحت الثرا

نیند سے چونکے نہ اب تک سر پر آیا آفتاب / رہگئے افسوس پیچھے بڑھ گیا سب قافلہ

نیند کے ماتو ذرا اوٹھکر تو دیکھو حال زار / اب حکومت ہے نہ دولت ہے نہ عزت کا پتا

اب کہان وہ عزت قومی بقول میر درد / خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اب کہاں ہے وہ شجاعت اور عالی ہمتی
بزدلی و دون ہمتی اب ہے ہمارا خاصا

اب کہاں جوشِ اخوت اور قومی اتفاق
اب نفاق و کینۂ و بغض و حسد ہے برملا

اب کہاں وہ صدق وہ حقانیت وہ عدل و داد
عام ہے بغض و تعصب کذب و غیبت افترا

اب کہاں ہمدردیٔ انسان کہاں حبِّ وطن
اب نہ بھائی بھائی کا یا ورنہ بیٹا باپ کا

اب کہاں ہیں وہ امنگیں اب کہاں وہ ولولے
اب نہ باقی ہے اولو العزمی نہ کوئی حوصلا

اب کہاں ہے وہ ثبات و صبر وہ محنت کی خو
اب تن آسانی تعیش سے نہیں فرصت ذرا

اب کہاں وہ خدمت ملت کہاں وہ حب قوم
اب تو ہے ہر شخص اپنی ہی غرض کا آشنا

اب کہاں وہ اہل باطن اور وہ ہمدردِ خلق
اب ریاکاری کا جبہ ہے تعصب کی قبا

اب کہاں وہ خلق احمد اور وہ خوئے حسن
اب ہے کج خلقی انانیت دغا مکر و ریا

اب کہاں ہیں وہ علوم فلسفہ وہ علم دین
اب کدھر ہیں مجتہد عالم۔ امام و پیشوا

اب کہاں وہ شوقِ تحصیل کمال علم و فن
اب تو دختِ رز پہ مرتے ہیں مدک پر ہیں فدا

ایک دن وہ تھا سر گردون پہ رکھتے تھے قدم
ایکدن یہ ہے کہ ہم ہیں سر کے بل تحت الثریٰ

ایک دن وہ تھا کہ تھے تہذیب مین فخر بشر
ایکدن یہ ہے کہ وحشت مین ہیں حیوان سے سوا

ایک دن وہ تھا کہ جھکتے تھے ہمارے در پہ سر
ایکدن یہ ہے کہ ہم ہیں در بدر مثل گدا

جہل خودبینی۔ تعصب۔ کاہلی بغض و حسد
اب ہماری قوم ان امراض مین ہے مبتلا

آگئی ہے قوم مین خود مطلبی کی سمیت
اور ہے پھیلی ہوئی نا اتفاقی کی وبا

کاہلی نے کر دیئے کمزور سب اعضائے جسم
کھا گئے جہل و تعصب۔ دل کلیجا پھیپڑا

بادہ عشرت سے کوئی رات دن مدہوش ہے
کوئی شب کو جاگتا اور دن کو سوتا ہے پڑا

ہے کوئی بنت عنب کے عشق مین سرشار و مست
دختر رز کی محبت کا کسی کو ہے نشا

خنجر ابروئے جانان کا کوئی مقتول ہے
کوئی کشتہ ہے نگاہِ ناز چشم یار کا

گیسوئے پرخم کسی کے حق مین ہی مارِ سیاہ   ہے کسیکو یار کی زلفِ دوتا کالی بلا
کاکلِ شب رنگ کا سودا کسی کے سر مین ہے   دل کسی کا جال مین ہے جعدِ مشکین کی پھنسا
ہے کوئی غنچہ دہن کی یاد مین دل سے تنگ   ہے کوئی بیمار چشمِ نرگسِ بیمار کا
ہے کوئی چینِ جبین کی موج سے طوفان زدہ   ہے کوئی چاہِ ذقن کی چاہ مین ڈوبا ہوا
ہے کہین افیون چانڈو اور مدک کا مشغلہ   ہے کہین آٹھون پہر شطرنج چوسر گنجفا
ہین کہین سیندی کے جلسے اور کہین رقص و سرود   ہی کہین دورِ شراب و کسبیانِ مہ لقا
جان دیتا مرغبازی پر کوئی نادان ہے   ہے بٹیرون کی لڑائی پر کوئی دل سے فدا
کوئی کرتا ہے پتنگون مین بہت برباد وقت   کوئی کنکوون مین اپنی عمر ہے سب کاٹتا
چھوڑ کر کعبہ بتون کا کوئی کرتا ہے طواف   کوئی چکر کاٹتا پھرتا ہے کوئے یار کا
عشق و الفت مین کوئی فرہاد کا استاد ہی   اور ہے جوشِ جنون مین کوئی مجنون سے سوا
روزنِ دیوارِ جانان سے کہین ہی تاک جھانک   دیکھتا ہے کوئی در کو ٹکٹکی باندھے کھڑا
گھر لٹا دیتا ہے الفت مین کوئی خانہ خراب   پھونک کر گھر دیکھتا ہے سیر کوئی دل جلا
عشق بازی کی بدولت فقر فاقہ ہی نصیب   اور عیاشی کے باعث مضمحل ہین سب قوا
تنگ دستی نے کیا ہے اس قدر جینے سے تنگ   مانگتا ہی ہاتھ اوٹھا کر موت کی کوئی دعا
سال بھر بارہ ہی مہینے ہے کہین ماہِ صیام   ہے کہین فاقہ پہ فاقہ اور روزہ روز کا
سر پہ ٹوپی ہے نہ پاؤن مین ہین ثابت جوتیان   پیٹ کو روٹی نہ تن پر ہے کسی کے چیتھڑا
قرض لیکر کوئی فاقہ مست پیتا ہی شراب   بیچکر گھر دیکھتا ہے کوئی ناٹک جابجا
یوسفِ خدمت ہی اب جو سب کی نظرون مین عزیز   نقدِ آزادی ہے اس جنسِ غلامی پر فدا
جان دیتے ہین غلامی پر ہمارے ہموطن   ڈھونڈھتے پھرتے ہین خدمت در بدر مثلِ گدا

غایتِ تحصیلِ علم و فضل ہے اب نوکری
ہند مین شوقِ غلامی ہے کہان تک بڑھ گیا

مطلع

علم سے انسان خلیفہ ہے خدا کا برملا
اشرف المخلوق ہی قبضے مین ہے ارض و سما

علم الانسان مالم یعلم اسکی شان ہے
خود کلام اللہ ہے اسکی فضیلت سے بھرا

علم سے انسان انسان ہی وگرنہ جانور
علم کو گر فضل ٹھہراتا ارسطو تھا بجا

بے حصولِ علم نطق و عقل سب بیکار ہین
بے مدد علم و ہنر کے عقل سے ہوتا ہی کیا

ایک سنگِ ناتراشیدہ تھا انسان فطرتاً
محض بے قیمت تھا پتھر ایک معدن مین پڑا

تھی مگر تعلیم ہی وہ بت تراشِ باہنر
جسنے پتھر سے بنائے ہین بتانِ دلربا

آدمی مین ہے نہان اسطرح سی فضل و کمال
کھردرے پتھر مین جیسے لعل ہو کوئی چھپا

تربیت تعلیم سے انسان ہوتا ہی ملک
اور علم و فضل و دانش ہی سی ملتا ہی خدا

علم ہی سے خاتمِ دستِ سلیمان جامِ جم
علم ہی سے سب کرامات و فسون و معجزا

علم موسیٰ نے کیا فرعون کو دریا مین غرق
علم ہی تھا نوح کی کشتی کا کھیوا ناخدا

ساحرانِ مصر پر ہوتے نہ غالب وہ کبھی
پاس موسی کے نہ ہوتا علم و فن کا گر عصا

علم ہی نے دامنِ عصمت بچایا لوٹ سے
ورنہ یوسف ہی تو تھے دل سے زلیخا پر فدا

علم ہی تھا جس نے یوسف کو بٹھایا تخت پر
ورنہ ہوتا شاہ ہے کب حسنِ صورت سے گدا

علم ہی نے حضرت ایوب کو بخشا تھا صبر
علم ہی نے آتشِ نمرود کو ٹھنڈا کیا

علم ہی سے اہلِ یونان تھے جہان کی فخر و ناز
علم ہی سے تھا دلون مین روم کا سکہ جا

علم ہی سے مثلِ یوسف مصر تھا سبکو عزیز
علم ہی سے اہلِ ایران کا بڑھا تھا مرتبہ

علم ہی سے ہو گیا ملکِ عرب خلدِ برین
ریت کے ٹیلے ہوئے ہمپایۂ اوجِ سما

مطلع

آسمان پر تھا عرب کی سرزمین کا مرتبا — جب ہوئے کعبہ مین پیدا حضرت خیر الوری
آفتابِ علم سے روشن ہوئے ارض و سما — اور ذرّون نے دکھائی مہرِ تابان کی ضیا
چشمۂ خورشید تہا وہ خشک میدان عرب — اور تہا ہر کوہِ مکّہ ایک یکتا نور کا
نیّرِ اسلام کی پہنچین شعاعین چار سو — دُور تاریکی ہوئی ہر جا اجالا ہوگیا
شامیون کے دل چراغون کی طرح روشن ہوئے — جب جلایا شام مین اسلام نے اپنا دیا
گلشن اسلام مین آئی تھی کیا فصلِ بہار — رشکِ گلزارِ ارم تھی سرزمین ایشیا
ہوسے مصری لذتِ شیرینئ قند و نبات — مصر نے جب شربت اسلام کا چکھا مزا
دم مین غائب ہوگئی تاریکئ عصیان و کفر — جب حبش مین آفتابِ علم چمکا جابجا
چین مین جب مذہب اسلام نے رکھا قدم — مشکِ حکمت سے دماغ اہل چین نافہ ہوا
جب ہلالِ پرچم اسلام چمکا ہند مین — خطۂ کشمیر سے سیلون تک پہنچی ضیا
ملک بنگالہ سے تا گجرات پہیلا نورِ علم — ہند مین چارون طرف ہر جا اجالا ہوگیا
مدتون سے اہل یورپ پر جہالت تھی سوار — کہانے پینے کے سوا ان کا نہ تھا کچھ مشغلا
وحشیون سے بھی کہین بدتر تہیں انکی حالتین — آدمی تھے آدمیت پر نہ تھی ان مین ذرا
رات دن اشغالِ حیوانی مین کرتے تہے بسر — نام کو بھی ان مین باقی تھی نہ کچھ شرم و حیا
علم سے مطلب نہ تہا اونکو نہ حکمت سے غرض — غرقِ بحرِ جہل تہے وہ عقل سے ناآشنا
قلزمِ اسلام مین اکبارگی آیا وہ جوش — ہوگیا سیراب جس سے تشنہ لب ہسپانیہ
ہر طرف سے اہل یورپ دوڑے لیکر سبو — لیگئے بھر بھر کے پھر اس بحر سے آبِ بقا
بادۂ اسلام سے تازہ ہوئی روحِ فرنگ — اہل یورپ کو چڑھا پھر علم و حکمت کا نشا

ہو گئے ہشیار پیتے ہی شراب معرفت　　ایک مدت سے خمار جہل و پستی جنکو تھا
سارے یورپ مین چلا وہ دور صہبائے علوم　　ہو گئے پیتے ہی جسکے زندہ سب مردہ قوا
ساقی اسلام تیرے ہی شراب علم سے　　آج یورپ ہے مہذب اور ملک ایشیا
تو نے دنیا سے مٹائے بت پرستی کے نشان　　بت پرستون کو سکھائی تو نے توحید خدا
تو نے دنیا سے اوٹھائے سب بری رسم و رواج　　تو نے دنیا مین بٹھایا سکۂ خلق و صفا
تو نے یونان کے چراغ علم کو روشن کیا　　مدتون سے جو پڑا تھا ایک کونے مین بجھا
ملگیا تھا خاک مین سقراط کا وہ فلسفہ ✱　　جسکو رازی اور غزالی نے زندہ کردیا
مٹ گئے تھے صفحۂ ہستی سے تاریخ و سیر　　کردیا اسلام نے یہ دفتر کہنہ نیا
علم ہیئت ہو گیا تھا ایک تقویم کہن　　نور سے اسلام کے پھر وہ ہوا شمس الضحیٰ
فیثا غورث کا نظام شمس تھا زیر حضیض　　پایا قدمون سے اسی کے اوسنے بھی اوج ہما
علم جغرافیہ کی کس درجہ مٹی تھی خراب　　کردیا اسلام نے اس خاک کو بھی کیمیا
طب بقراطا اور جالینوس کا پوچھو نہ حال　　یہ بیاض کرم خوردہ کس مرض کی تھی دوا
اسکو بخشی تھی مسلمانون ہی نے تازہ حیات　　مردۂ صد سالہ کو اعجاز سے زندہ کیا
وہ سدیدی وہ نفیسی اور وہ قانون شیخ　　شرح اسباب و علامات اور وہ قانونچا
وہ اشارات و شفا وہ ابن سینا کے کتب　　مدتون تک اہل یورپ کے یہی تھے رہنما
علم منطق کا تصور بھی نہ تھا کچھ ذہن مین　　جانتا ہی تھا نہ کوئی یہ ہے خادم علم کا
بعد غور و فکر لیکن مذہب اسلام نے　　دے دیا منطق کو سب علمون سے اعلی امتیا
ہو گیا تھا گلشن علم ریاضی پائمال　　اہل قبلہ کی ریاضت سے ہوا وہ بھی ہرا
گر گیا تھا سب کی نظرون سے بہت جبر ثقیل　　دستگیری سے مسلمانون کی پہنچا تا سما

ان سے گھر کا علم تھا۔ علم مدن اخلاق و دین — ان کے در کی خاک تھی اکسیر اعظم کیمیا
فنِ تعمیرات میں ان کا ہوا پایہ بلند — گنبد و محراب کے موجد یہی ہیں برملا
خیر ہم ہر علم میں کامل تھے پر اب تو نہیں — گذری باتوں کے جتانے سے نہیں کچھ فائدہ
جب سے چھوڑا ہم نے دامانِ علوم فلسفہ — دولتِ دنیا نے بھی ہم سے کنارہ ہی کیا
جب سے چھوڑی ہم نے وہ محنت و صبر و ثبات — فقر نکبت ذلّت و خواری میں ہیں ہم مبتلا

مطلع

اب تو ہر دم یہ دعا ہے حق سے با آہ و بکا — رحم کر اس قوم کی حالت پر اے رب العلیٰ
دور کر دے قوم سے جہل و تعصب کی بلا — چشم بینا دے کہ دیکھے اپنی حالت کو ذرا
دے اسے شوقِ حصولِ علم اور کسبِ کمال — ہو مثالِ ماہِ نو بڑھ کر یہی بدر الدجےٰ
اس کے دل میں ڈالدے تو حبِ قوم و اتفاق — جاں بلب بیمار ہے اب موت سے اسکو بچا
دے اسے جامِ مئے عشقِ علوم و فلسفہ — تا کہ حکمت کا چڑھے اکبارگی اسکو نشا
دے اسے قومی محبت اور قومی اتفاق — تا قوی ہوں عضو سب مضبوط ہوں سارے قوا
جائیں یورپ کو ہمارے ملک کے سب نوجوان — اور سیکھ آئیں وہاں سے سب علوم بے بہا
وہ بھی آنکھوں سے دکھا دے دن ہمیں یزدانِ تو — ہوں ہماری قوم کے افراد رکن پربہا
شکر ہے تیرا کہ دی تو نے ہمیں نعمت بڑی — ایسی نعمت کا کریں ہم شکر یہ کیونکر ادا
ہے یہ موجودہ حکومت نعمتِ عظمیٰ ہمیں — جسکے انصاف و عدالت کا ہے شہرہ جابجا
اسکے سایہ میں اگر سیکھیں نہ ہم علم و ہنر — تیرگیٔ بخت سے دیکھیں گے پھر ہم دن برا
دور کر دے قوم سے یہ پردۂ حبس دوام — اور رسموں کی غلامی سے چھڑا ہمکو خدا
دور کر دے کاہلی سستی تعیش مکر و زور — تا کہ پیدا ہو ہماری قوم میں صدق و صفا

گنبدِ گردون ہے جب تک ای خدا سقفِ زمین — اور ہی فرشِ زمین زیرِ سمان جب تک بچھا

آسمان پر مہر کی جب تک کہ یہ قندیل ہے — اور جب تک ہے فلک پر جلوہ گر مہ کی ضیا

انجمِ افلاک جب تک ہین چراغانِ فلک — اور جب تک ہین منور مشتری و زہرہ سُہا

چرخِ اخضر کی ہے جب تک کشت سب شاداب سبز — اور جب تک ہی زمین مین قوتِ نشو و نما

باغِ عالم مین ہے جب تک بلبلون کو عشقِ گل — اور جب تک ہی گلون مین رنگ و بو جانفزا

گلشنِ اسلام مین دائم رہے فصلِ بہار — اور بود اس باغ کی پہولے پہلے بی انتہا

ہو محبِّ قوم مثلِ سرو سب سے سربلند
اور عدوِّ قوم مثلِ سبزہ ہو پامالِ پا

قصیدہ وقاریہ

در مدح ہز ایکسلنسی عالیجناب نواب فضل الدین خان ابو الفضل عرف خواجہ بادشاہ سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر معین المہام مال سرکار عالی دام اقبالہم

گلشن عالم مین ہے چارونطرف فصل بہار — آسمان سرسبز ہے ساری زمین ہی لالہ زار
بلبلون کے بینڈ بجتے ہین چمن مین جابجا — سرو کی فوجین کھڑی ہین ہر طرف باندہی قطار
کثرت برگ و ثمر سے خم نہین شاخ درخت — سجدۂ شکرانہ مین ہے عابد شب زندہ دار
ہین گلون کے چہرۂ رنگین پہ سو رنگ سرور — چہچہون سے بلبلون کے ہین عیان نغمی ہزار
چہیڑتی چلتی ہی کیا باد سحر مستانہ وار — ہم بغل گل سے تو غنچون سے کبھی بوس و کنار
اس قدر پہیلی ہوئی ہی تازہ پہولون کی مہک — آسمان سے تا زمین ساری ہوا ہے عطر بار
کیاریان پہولون کی ہین مخمل پہ یا گلکاریان — سبز مخمل کا بچھا ہے فرش یا ہی سبزہ زار
لہلہاتی گھاس کے تختے زمرد کے ہین تخت — قطرۂ شبنم ہین یا موتی جڑے ہین آبدار
موگرا۔ جوہی۔ چنبیلی۔ موتیا۔ چمپا۔ گلاب — ہر روش کی دونون جانب دیرہے ہین کیا بہار
چومتی ہی منہ گلون کا دمبدم باد سحر — کر رہی ہین بلبلین کس شوق سے پہولونکو پیار

لڑکھڑاتی پھرتی ہے صحنِ گلستان مین نسیم
جھومتی ہین ڈالیان جیسے نشے مین بادہ خوار

ہین کہین طاؤس اپنے رقص مین خود آپ مست
ہین کہین مرغانِ خوش الحان چہکتے باربار

چھوٹتے فوارے ہین کیا چشمۂ پر آب مین
یا کسی عاشق کی آنکھین ہجر مین ہین اشکبار

حوض مین آب مصفا کے چمکتے آئینے
چشمۂ خورشید جن کے روبرو ہے شرمسار

سر سے پاؤن تک ہرے ہین نونہالانِ چمن
یا کھڑی ہین سبز پریان باغ مین کرکے سنگھار

مدح خوان کس کی ہین یہ سب عندلیبانِ چمن
گلشنِ عالم مین ہے گل کون ایسا باوقار

سروقد تعظیم کو کس کی کھڑے ہین سرو باغ
ڈالیان تسلیم کو جھکتی ہین کس کی باربار

کس کی خدمت مین ہین یہ سب قمریان حلقہ بگوش
کس کے خدمتگار ہین شمشاد و سروِ جویبار

راہ تکتی ہی کھڑی ہر آن شوقِ دید مین
نرگسِ بیمار کو کس کا ہے اتنا انتظار

ہے وہ نواب اقتدار الملک خواجہ بادشاہ
یعنی فضل الدین خان اقبالِ دولہ باوقار

نیّرِ برجِ شرافت آسمانِ عز و جاہ
فخرِ اعیانِ دکن عالی نسب والا تبار

مدحِ حاضر مین لکھو وہ مطلعِ رنگین محب
رنگ سے جسکے ہو پھیکا گلستان و لالہ زار

مطلع

تو ہے اے نواب وہ ذی منزلت عالی وقار
ہے یہ زیبا تیرے زیرِ حکم ہون چین و تتار

گنبدِ گردون ہے تیرے قصر کا اک سائبان
نہ فلک ہین تیرے بالاخانے کے بالا حصار

شیرِ گردون بھی تیرے ڈر سے پھرے چھپتا ہوا
گر نیستان مین کرے تو شیر کا قصدِ شکار

موج زن ہے دل مین تیرے قلزمِ حبِ وطن
مال و دولت چیز کیا تو قوم پر ہے جان نثار

خرچ کردے بیدھڑک قومی ترقی کے لیئے
گنج قارون بھی اگر ہون پاس تیرے سو ہزار

ہے چراغ علم روشن تجھ سے اے مہر سخا
نام سے تیرے ہی قومی مجلسون کا افتخار

رشک لندن ہو یہی اُجڑا ہوا ہندوستان — اور بھی پیدا ہون تجھ سے ہند مین گر تین چار
قوم پر ادبار کی چھائی ہے کیا کالی گھٹا — موج زن ہے جہل کا دریائے ناپیدا کنار
آندھیان حرص و ہوا کی چل رہی ہین چار سو — اور طوفان فتنہ و شر کے اوٹھے ہین بے شمار
ہے جہاز قوم گرداب بلا مین مبتلا — ڈوبتے ہین اسکے اب باقی نہین کچھ پروا
ہے غضب یہ اور سوتے اہل کشتی ہین پڑے — جسطرح قبرون مین مُردے میکدون مین بادہ خوا
اور ہین ملاح بھی مست مئے عیش و طرب — نشہ کی حالت مین ہین سب اسپ بحری پر سوار
ہر قدم پر ہے وہ گرداب تعصب ہولناک — کھینچ لے دم بھر مین جو دنیا کا سب آب بحار
اس تلاطم مین مگر اے حامی علم و ہنر — ناخدائی سے تری اس قوم کا بیڑا ہے پار
ہے یہی وہ قوم آگے تھی جو سر تاج اُمم — جسکا لوہا مانتے تھے فاتحان نامدار
قلب پر تھا جسکے رعب و داب کا سکہ جما — اور قومون کو بھی تھا طاعت کا جس کی افتخار
وحشیان اہل یورپ کو سکھائے جسنے علم — اور پھیلائے علوم از مصر تا چین و تتار
اندلس مین جس نے تھا قایم کیا دار العلوم — اور یورپ مین کیے جاری مدارس بیشمار
سب سے پہلے کیمیا کے تجربے جسنے کیے — جسنے ڈھونڈے ہین اصول ساعت لیل و نہار
علم تاریخ و ریاضی جبر اثقال و نجوم — تھی ہماری قوم سب علمون مین فرد روزگار
سلطنت جمہوریہ کی ہم نے ڈالی ہے بنا — ہم ہین آزادی کے حامی حریت کے جان نثار
ہمنے ڈھونڈے ہین اصول انتظام سلطنت — ہم نے دنیا پر کیا فن فلاحت آشکار
جنگ کے ہم نے دکھائے اہل یورپ کو کمال — چوٹین اپنی مانتے تھے تاجداران کبار
تھا تجارت کا ہمارا ہر طرف بازار گرم — منڈیان اپنی تھین یورپ مصر چین و مالابار
ہمنے بنوائے مدارس پل سرائین خانقاہ — ہر جگہ باقی ہے دنیا مین ہماری یادگار

رات دن سیر و سیاحت مین ہمین سرگرم تہی
تھین گذرگاہین ہماری دشت و صحرا کوہسار

قیصر و فغفور و زار روس و شاہان عظام
تھے ہمارے ہی مطیع امر اور طاعت گذار

ہم نے روما کی حکومت کو کیا زیر و زبر
سرکشون کو ہم نے دکھلایا ہے نیچا بار بار

ہم نے ڈہائی ہے بنائے ظلم و جور و خودسری
ہم نے لوٹے ہین تعصب کے ہزارون ہی دیار

ہم نے توڑے بت مٹائے بت پرستی کے نشان
ہم ہین اعدائے رقیبان خدا سے کردگار

ہم نے ڈہونڈے ہین اصول مذہب و اخلاق دین
ہم نے پھیلائی ہی توحید خدا سے کردگار

ہم سے تھے عادل ہم تہے منصف اور ہمدرد بشر
تہے ضعیفون کے معاون بیکسون کی یار غار

تھا ہمین ہمدردئ انسان مین کیا حاصل کمال
درد اعدا سے ہمین ہوتے تہے فوراً بیقرار

ہم مین تھے علم و ہنر جود و سخا خلق و کرم
ہم سے تہے اشراف امم باقی تہے سب وحشی و خوار

وہ ہمین ہین اہل یورپ جنکے تہے سب خوشہ چین
مانتا تھا جنکو استاد مسلم ہر دیار

اپنی عظمت کی کہان تک ہم سنائین داستان
خیر جو کچھ تہے سو تھے اب تو نگاہون مین ہین خوار

اب ہماری قوم مین عنقا ہی علم و خلق و داد
مٹ چکی ہمدردئ قوم و وطن سب ایکبار

اب کہان وہ عظمت و شان و شکوہ کر و فر
سب کی نظرون مین کہٹکتے ہم ہین جیسے گل مین خار

اب نہ وہ محنت نہ وہ جرات نہ وہ شوق علوم
کاہلی سستی مین کرتے ہین بسر لیل و نہار

دوسرون کے علم پر اب ہی ہماری زندگی
ہمکو صنعت اور حرفت سے ہی اتنا ننگ و عار

غیر قومون کی ہمین ہر کام مین ہے احتیاج
انتظام ملک ہویا اور کوئی کار و بار

خود غرض لوگون سے ہمدردی کی ہو کسکو امید
درد دکھ مین غیر ہین اب تو ہمارے غمگسار

غیر قومون کی ہمارے ساتھ ہین ہمدردیان
اور اپنون کو نہین کچھ درد اپنا زینہار

تیرے ابر فیض سے لیکن ہی یہ ہمکو امید
آئے گی پھر اس چمن مین علم کی فصل بہار

پھر ہرے ہو جائین گے یہ خشک پودے علم کے　　اور پہو لینگے پھلینگے باغ کے سب ہونہار

تیرے فیض ہمت عالی سے اے ابر سخا　　پھر ہری ہو جائیگی یہ خشک کھیتی ایکبار

ہے دعا میری کہ جب تک ہین زمین و آسمان　　اور جب تک ہے فلک پر آفتاب زرنگار

صفحۂ ہستی پہ جب تک ہین دیار و مصر و شہر　　اور جب تک ہین سمندر اور جب تک کوہسار

باغ عالم مین ہین جب تک پہول اور پہولنے کو　　گل ہین جب تک اور گلون پر بلبلین جبتک نثار

تو پہلے پہولے تری اولاد بھی ہو بارور　　باغ سے تیرے نہ جائے تا ابد فصل بہار

ہو محب تیرا ہمیشہ کامیاب و بامراد
اور دشمن ہو ترا تیر ملامت کا شکار

قصیدۂ اقبالیہ

در تہنیت جشن تقریب خلعت وزارت بادشاہ دکن به عالیجناب گردون رکاب ہز ایکسلنسی نواب فضل الدین خان ابو الفضل سکندر جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر مدار المہام ریاست سرکار نظام حیدر آباد دکن

شہ خاور کا ہوا چرخ چہارم پہ عمل
پڑ گئی فوج کواکب مین غضب کی ہل چل

علم پنجۂ خورشید افق مین چمکا
پرچم سرخ کھلا ہو گیا رنگین بادل

جانب شرق سے بڑھنے لگین افواج شعاع
کثرتِ نور سے معمور ہوئے دشت و جبل

نیزۂ خط شعاعی ہوئے گردون پہ بلند
ڈر سے مریخ چھپا زرد ہوا رنگ زحل

کرنین سورج کی چمکنے لگین مانند سیوف
پہ تو نور کی گرنے لگی بجلی ہر پل

حور خورشید نے پہنا ہے لباس گلرنگ
گل ناری ہے افق مین کہ کھلا لال کنول

پھول لالہ کے کھلے ہین نہین پھولی ہے شفق
کشت لالہ ہے نہین بادلون کے دل کے دل

ٹکڑے بدلی کے افق مین نہین زردی مائل
ہے فلک پر گل خورشید کا کوسون جنگل

اطلس سرخ کا نگیرہ فلک پر ہے تنا
لال مخمل کا افق مین ہے کھنچا دل بادل

شفق صبح کا پڑتا ہے زمین پر جب عکس
لال مخمل کے نظر آتے ہین ساری جل تھل

سبز اشجار کے بر مین ہے لباس گلرنگ
لال گون ہے غنچہ و شاخ و ثمر گل کونپل

ہین گل سرخ کہ جلتے ہین درختون پہ چراغ
ثمر سرخ ہین پتون مین کہ روشن مشعل

تاج زرین سے مزین ہے ہر اک قلعۂ کوہ
جامۂ سرخ سے دولہا نظر آتے ہین جبل

سر اشجار پہ پڑتی ہے جو سورج کی کرن
برق سان کوندتے ہین دھوپ مین تیج ہر پل

دھوپ چھن چھن کے جو آتی ہے تو ہوتا ہے گمان
دھوپ چھان کی ہے زمین یا کہ سنہری مخمل

عکس اشجار جو سبزے پہ بہم پڑتے ہین
سبز کاغذ پہ نظر آتا ہے عکسی جنگل

نور و سایہ کی زمین پہ ہے عجب گلکاری
ہین مشجر کے بچھونے پہ چھپے لال کنول

مطلع

اس قدر بڑھ کے گھٹا ٹوپ ہین اشجار جبل
غیر ممکن ہے کہ پتون سے صبا جای نکل

رشک گلزار ہے ہر سمت پہاڑون کا سمان — سبز اشجار سے دہانی نظر آتے ہین جبل
اس قدر ہر شجر کوہ ہے پہولون سے لدا — کہ دکھائی نہین دیتا کوئی پتا کو بل
جنگلی پہولون سے آتی ہی وہ بھینی خوشبو — کہ مہک اوٹھتا ہے اک مرتبہ سارا جنگل
کہین چشمے کہین تالاب کہین ہین جھیلین — آبشارون کی ہے کثرت کہین جاری ہین نل
لب جو ہی کہین گنجان درختون کا ہجوم — سبز پتون مین چھپے ہین کہین طوطی ہریل
ڈہاک کے بن نے دکھائی ہی گلستان کی بہار — دامن کوہ ہے یا لال پری کا آنچل
زرد پہولون سے ہوئی کا بسنتی ہی لباس — وادیِ دشت مین بچھی ہے سنہری مخمل ﴿
صحن گلشن کا وہ نقشہ ہے کہ سبحان اللہ — چوم لے دست چمن بند کو نقاش ازل
صحن گلشن ہے مربع روشین شکل عمود — باغبانون نے کیا شکل عروسی کو حل
کوئی کیاری ہے مثلث تو مربع ہی کوئی — متوازی کہین نہرین ہین عمودی کہین نل
بیضوی ہی کوی تختہ تو مدور کوئی — صورت قوس ہی کیاری کوئی شکل ہیکل
تختۂ گل کے زوایا پہ ہین قایم شمشاد — گوشۂ جادۂ ہے سرو گلستان کا محل
منفرج زاویون پہ ہین کہین سوسن نرگس — مرکز دائرہ عوض پہ ہے لال کنول
کہ ریاضی کی ہوئین باغ مین سب شکلین حل — اسقدر مختلف الشکل ہین تختے ہر جا
بار اثمار سے سجدے مین جھکی ہین شاخین — کثرت گل سے درختون کے ہین تیور اوجہل
ثمر نخل گلستان ہین وہ شیرین خوش رنگ — میوۂ باغ جنان سامنے جنکے حنظل
گل کھلے جاتے ہین غنچے بھی چٹکنے پڑتے ہین — بلبلین جوش مسرت سی بجاتی ہین بغل
مچھلیان حوض مین ہین جوش طرب سی بیچین — چشم تر کی طرح چشمے کہین آئے ہین ابل
جوش مستی سے ہین طاؤس چمن مین رقصان — بلبلین ملکے بہم گل کو سناتی ہین غزل

صوفیانہ کہین بلبل بھی غزل گاتی ہے — وجد مین جھومتی ہے شاخ شجر ہر گل کوپل
دم بدم کوکتی ہے فاختہ ارگن باجا — نے بجاتے ہین درختون پہ پپیہے ہر پل
کوئلین کوکتی ہین یا کہ بجاتی ہین بگل — اور جنگل مین بھی گاتے ہین پرندے منگل
بانگ دیتا ہے موذن کی طرح مرغ سحر — موہنا قوس بجاتا ہے چمن مین ہر پل
بج رہے ہین کہین تنبور کہین بین و سرود — شور سے طائرون کے گونج رہا ہے جنگل
بوق و قرنا کہین بجتے ہین کہین شہنائی — بولتے ہین عجب آواز سے مرغان جبل
بج رہے ہین کہین مرچنگ کہین چنگ و رباب — بولتے ہین کہین طوطے کہین مینا کوئل
جہانجھ رہ رہکے بجاتے ہین درختان چمن — کھڑکھڑانے سے یہ پتونکے ہوا عقدہ حل
چمن دہر مین وہ جوشش نمو ہے ہر جا — شجر سنگ مین پھوٹ آتی ہے پل مین کونپل
سبے ثمر آج جہان مین نہین نخل امید — سرو و شمشاد مین پھل آج لگے پھلنے پھل
کیا ہی شاداب ہے ہر ایک درخت مومی — کونپلین کاغذی اشجار مین آئی ہین نکل
کیا تعجب ہے کہ ہو سرو چراغان شاداب — کیا تعجب ہے کہ گلزار بنے ہر منقل
کشت دہقان فلک مین ہو عجب کیا جو نمو — دانۂ انجم افلاک ہون اشجار جبل
کیا تعجب گل خورشید مین پیدا ہو مہک — کیا تعجب گل مہتاب ہو ماہ اکمل
کیا عجب خوشۂ پروین سے ٹپکنے لگے مے — کیا عجب کاہکشان تاک کا گر ہو جنگل
شاخ آہو بھی عجب کیا جو ہری ہو جائے — شاخ ثور فلک پیر مین پھوٹے کوپل
کیا تعجب کہ کرنپھول گل تر ہو جائین — کان کے پتون مین آئین نہ کہین پھول نکل
کیا تعجب کہ لگین سبزۂ خط مین کلیان — کیا تعجب گل رخسار کھلین جیسے کنول
کیا تعجب ہے کہ کانون سے زر گل نکلے — کیا تعجب شجر طور مین آجائین پھل

مطلع

کثرت بارش باران سی بھرے ہین جل تھل — آب شاروں سی ہی فوارہ ہر اک دشت و جبل

کیا عجب چادر مہتاب ہو اک چادر آب — کیا عجب چشمۂ خورشید ابھی جاے اُبل

کیا تعجب ہے کہ ہر سنگ سے پانی نکلے — کیا تعجب ہے کہ ہر ایک جبل ہو بادل

برگ اشجار ہین اوراق کتاب فطرت — دفتر معرفت حق ہی ہر اک گل کو پل

گل خودرو سے نمایان ہے خدا کی قدرت — پتے پتے سے عیان صنعت صناع ازل

ہے بصیرت جنہین پڑھتے ہین کتاب فطرت — کور ہین چشم مین جنکے ہے جہالت کا سبل

محو نظارۂ قدرت مین ہوا پھر ایسا — کہ گئی دل سے مرے فکر دو عالم کی نکل

اسی حیرت مین کہا مین نے یہ دل سے اسوقت — آج کیون نقشۂ عالم ہے گیا سارا بدل

ارض سے تا بہ سما ماہ سے لے ماہی تک — سارا عالم ہے غرض شادی و عشرت کا محل

سن کے یہ ہاتف غیبی نے یہ دی مجھکو نوید — تیرا طالع ہوا مسعود گیا دور زحل

بخت جاگا ترا امید بر آئی تیری — آسمان پر ہوا خورشید سخاوت کا عمل

مسند آراے وزارت ہی وقار الامرا — حامی دین متین فخر وزیران دول

فخر ارکان دکن فخر زمین فخر زمن — فخر اعیان دول فخر معینان ملل

صاحب علم و ہنر لایق و دانا عاقل — دور اندیش نکو کار مدبر اکمل

ماہر علم مدن واقف علم منزل — جامع فضل و کمالات مہذب اعمل

تو ہے وہ فلسفی دہر محب حکمت — طفل مکتب ہی ترے سامنے عقل اوّل

حسن مین ثانی یوسف تو حیا مین مریم — علم مین شہرۂ آفاق کرم مین افضل

لکھون وہ مطلع روشن کہ منور ہو جہان — شرم سے ابر مین ہو مہر درخشان اوجھل

مطلع

ہے عدالت کا تری ملک دکن میں وہ عمل | شیر چیتے سے نہیں بھاگتی ہر گز چیتل
عدل نوشیروان مشہور کسی وقت میں تھا | اس زمانہ میں نہیں کوئی بھی تجھسا عادل
وہ ترا رعب ہے ڈرتے ہیں ضعیفوں سے قوی | اسد چرخ دبک جائے وہ ہے خوف حمل
تیری ہیبت سے ہیں کمزور بھی سب زور آور | فیل چنگھاڑ کے بھاگے جو مقابل ہو جمل
رحم میں ثانی عیسیٰ ہے سخا میں حاتم | حوصلہ میں ہے سکندر سے کہیں تو افضل
زور میں رستم ثانی میں کہوں کیا تجھکو | تو ہے اولاد سلاطین دکن وہ تھا یل
کیا ضرورت تجھے ہانکنے کی ہے بروقت تیکا | گھیر کر لاتی ہے خود شیر نیستان کو اجل
شان و شوکت ترے خدام کی ہو کس سے بیان | کوئی اسکندر رومی ہے تو کوئی ہرقل
صف شکن ہے کوئی خوش خلق کوئی خوش سیرت | کوئی ہے حلم مروت میں غرض ضرب مثل
تری تقریر کے کیا کیجیے اوصاف بیان | طفل مکتب ہے ترے سامنے سحبان احطل
صیغۂ مال بدولت ہے تری مالا مال | ہے ترقی زراعت تری تدبیر کا پھل
عہد میں ترے رعیت ہوئی اسدرجہ امیر | بر میں دہقانوں کے ہی شال بجائے کمل
یہ ترقی زراعت ہے دکن میں ہر جا | مزرعۂ سبز نظر آتا ہی ہر دشت و جبل
آبپاشی کے وسائل جو کئے تو نے بہم | حوض تالاب سے ہیں رشک گلستان جنگل
عہد میں تیرے یہ چوری کا ہوا استیصال | کہ زر گل بھی نہیں چھوتی ہے زنبور عسل
عدل سے تیرے یہ آباد ہیں دیہات دکن | کیا تعجب ہے کہ ہو ثانی لندن نزل
کسکو جرأت ہے جو دیکھے نظر بد سے تجھے | چشم نرگس بھی جو گھورے تو ابھی ہو احول

وہ فلک سیر ہے تیز فرس برق مثال | دوڑ مین اسپ فلک سے بھی کہین پیچھے چل
باد پا ایسا کہ پا سکے نہ صبا گرد اوسکی | دو طرارون مین وہ افلاک سے جاتا ہی نکل
برق رفتار کہون گر تو غلط ہے تشبیہ | برق مین کب ہے یہ تیزی یہ کہان ہی چنچل
گرم رفتار جو ہوتا ہے کبھی گرم عنان | چشم خورشید سے ہو جاتا ہے دم مین اوجھل
خوبصورت ہے وہ ایسا کہ پری ہو عاشق | چال ایسی ہے کہ ہر گام پہ ہے دل جا مین مسل
نظم شمسی رہے جب تک کہ فضا مین قائم | چلتی جب تک کہ رہے انجم افلاک کی کل
شمس جب تک کہ رہے مرکز اجرام فلک | چرخ دوار پہ جب تک کہ رہے برج حمل
رونق بزم کواکب رہے زہرا جب تک | ماہ جب تک کہ دکھاتا رہے اپنی مشعل
چرخ پہ مہر کی جب تک رہے روشن قندیل | سقف افلاک مین جب تک رہین اقمار زحل
منشی چرخ کے جب تک ہون دفاتر افلاک | مشتری کا رہے جب تک کہ فلک ششم محل
کرہ ارض فضا مین رہے جب تک سیار | کرہ ارض پہ ثابت رہین جب تک کہ جبل
تو سلامت رہے دنیا مین ترا جاہ و حشم | رہے سرسبز ترا تا با ابد باغ امل

سر پہ ہو تیرے محب کے ترا دست شفقت
تیرے دشمن پہ رہے سایہ منحوس زحل

نظم ایڈریس

جو جناب مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کی خدمت مین بروقت روانگی

[illegible] جو جلسۂ دعوت احباب میں پیش کیگئی تھی۔

حیدرآباد ہے وہ مشتری علم و ہنر
جسکے دامن میں ہیں ہر رنگ کے یکتا گوہر

مرکز فضل و کمال است ہے وہ ملک دکن
ہے زمین جسکی فلک ذرہ ہے مہر انور

سب یہان مجمع احباب کرام اہل کمال
ہین بروج فلک علم مین اک جا اختر

کوئی فردوسی ثانی ہے کوئی کالیداس
ہے دکن کا کوئی ملٹن تو کوئی شکسپیر

ہے کوئی نظم مین یان انوری و خاقانی
نثر مین سعدی شیراز کا کوئی ہمسر

وقت کا اپنے کوئی ذوق ہے کوئی غالب
بزم مین رزم مین ہے کوئی انیس و ہومر

کوئی حکمت مین فلاطون کوئی فیثاغورث
فلسفہ مین کوئی نیوٹن تو کوئی ہے قپلر

کیمیا مین کوئی کا آل ہے ریاضی مین کوئی
بے بہا علم معادن کا ہے کوئی گوہر

کوئی قانون مین ہے ملک دکن کا سولن
کوئی تدبیر مین بسمارک سے ہے بالاتر

کوئی تقریر مین ہے برک تو کوئی سحر
کوئی اسپیچ مین ہے ثانی کیشب چندر

کوئی ہمدردی اسلام مین سید احمد
فکر تہذیب نسا مین ہے کوئی خستہ جگر

اسی مجمع مین ہے اک مولوی محمد علیم
جنکی طینت مین ہے حلم اور تخلص ہے شرر

دل سے ہمدردی نسوان کا یہ دم بھرتے ہین
ہند مین ایسے بہت تھوڑے ہین ہمدرد بشر

انکے اخلاق کی تعریف کرون کیا مین بیان
ایک ہمدردی نسوان ہی ہی سب سے بڑھ کر

انکو گر ہند کا اسکاٹ کہون ہے یہ بجا
انکی تحریر مین خالق نے دیا ہے وہ اثر

انکو مضمون نگاری مین وہ حاصل ہی کمال
ایک ساعت کی جو فرصت ہو تو لکھین دفتر

دیکھتا انکے مضامین کو اگر ایڈیسن
پھر نہ لکھتا وہ کبھی بھول کے اسپکٹیٹر

لارڈ میکالے کی کیا اصل ہے انکے آگے　　دیکھتا ان کے مضامین تو ہوتا ششدر
ان کی تحریر جو اسٹیل کہین پاجاتا　　پہلے سب علم کی کرتا وہ اسی کو ازبر
ناولین ان کی ہین وہ گلشن نثر رنگین　　بندشین جنکی چمن لفظ ہین جن کے گل تر
گل الفاظ سے گلزار کا کھنچین جو سمان　　بلبلون کو نظر آجائے چمن کاغذ پر
موج دریا کی روانی جو دکھائین یہ کبھی　　جوہر صفحۂ قرطاس مین ہین پیدا ہو بھنور
انکا دل کش ہے وہ ناول کہ ہو دل جسپہ فدا　　دل گداز ان کا ہے وہ جان ہو قربان جسپر
پائی رینالڈ نے انگلینڈ مین کب یہ شہرت　　دس برس اور لکھے جب ہو شرر کا ہمسر
ہند مین ان کی تصانیف کی وہ شہرت ہے　　کہ ہر اک شخص کو ہین ناولین ان کی ازبر
سچ تو یہ ہے وہ مصنف ہی بڑا ہے اہل قدر　　جسکی تصنیف کا ہوتا ہے دلون پر یہ اثر
کہ بدل جاتے ہین اک قوم کے وہ رسم و رواج　　خون پی پی کے جو انسان کا کھاتے ہین جگر
ان خبیثون کے لئے تیغ دو پیکر ہے قلم　　جو دم معرکہ چلتی ہے اوڑاتی ہوئی سر
اہل تصنیف ہین وہ قوم کے جانباز دلیر　　جنکو فوجون کا نہ کچھ خوف نہ شاہون کا خطر
ان کی محنت ہی سے سرسبز ہے یہ باغ جہان　　ورنہ جز خاک نہ تھا اور کچھ اسکے اندر
یہ نہوتے تو تمدن کا کبھی ہوتا نہ نشان　　ریچھ بندر نظر آتے یہ ہمین آج بشر
ان کی کوشش ہی سے پیدا ہوئے یہ علم و کمال　　انکے پہلے تو جہان مین تھی جہالت بکثیر
کسکی محنت پہ ہے یورپ کو یہ سب ناز و غرور　　کسکے ہین سب یہ سلاطین و گدا دست نگر
کسکے دم سے ہوئے آباد یہ پیرس لندن　　کسنے بخشے ہین انہین علم کے پاکیزہ گہر
برکتین سب یہ تصانیف کی ہین یورپ مین　　ہے جہالت کا مگر ہند مین چرچا گھر گھر
یان نہین اہل تصانیف کی کچھ عزت و قدر　　ہند مین ان سا نہین کوئی ذلیل و ابتر

جسکی قسمت مین ازل سے ہے فلاکت لکھی — وہی لکھتا ہی یہان شعر وسخن کے دفتر
ایک کوڑی کو بھی لیتا نہین یہان کوئی کتاب — گو بھرے لاکھ کوئی کوٹ کے اس مین گوہر
مفت گر دیجیے تو پھاڑ کے پھینکین یہ ورق — بار یہ بھی ہے کہ رکھین اُسے گھر کے اندر
پیش کرتا ہے مصنف جو کوئی اپنی کتاب — ہنسکے تحقیر سے کچھ ڈالتے ہین اس پہ نظر
اور فرماتے ہین کیا فائدہ ہمکو اس سے — کار دفتر سے نہین ہوتی ہے فرصت دم بھر
مفت آتی نہین دولت جو کرین صرف ہمین — ناچ گانے کے مجالس ہون تو حاضر ہی یہ زر
کون مُلا بنے پڑھ پڑھ کے کتابین ناحق — کیون دُکھائے کوئی آنکھون کو بچائے کیون سر
ہمکو شطرنج سے کب ملتی ہے فرصت جو پڑھین — رکھے ہین میز پہ اخبار بند سے گٹھا بھر
جینے مرنے سے ہمین قوم کے کیا مطلب ہے — کیون ہمین دیتے ہین لالا کے معلم گھر پر
جب یہ ہے قدر مصنف تو شکایت پھر کیا — کیون نہ ہو ہند کی افلاس سے حالت ابتر
کیون بہکتا ہے محب پڑھ کوئی مطلع روشن — دیکھکر جسکو چھپے ابر مین مہر انور

مطلع

آج کس حسن وتکلف کا ہے سامان ڈنر — کہ ڈنر روم دکھاتا ہے ارم کا منظر
خوش نما پھولون کے دستون کی وہ میز پہ بہار — پر تکلف وہ قرینہ سے صراحی ساغر
نقرئی تشتریان اور طلائی وہ پلیٹ — وہ چھری کانٹے وہ چمچے وہ بلورین کنٹر
نور افشان ہین قمر یا کہ ہین لمپین روشن — چاندنی میز پہ ہے یا کہ ہے اجلی چادر
نیلے گلدانون مین اس حسن سے ہین پھول کھنچے — جسطرح سے ہون برج فلک مین اختر
قاب مین خوشہ انگور ہین یون جلوہ فگن — جسطرح خوشہ پروین کا فلک پہ منظر
گو یہ سامان نہین مہمان کے لائق لیکن — دوستون کی ہے مگر نان جوین بھی ماحضر

ہے تواضع سے تو اظہار محبت مقصود — ورنہ اس لذت ادنیٰ سے ہے کیا لطف بشر

فخر یہ ہے کہ یہ مہمان ہے وہ صاحب علم — جسکو سرکار نے دی خدمت تعلیم پسر

تھا اسی کام کے لایق یہ خجستہ اطوار — مولوی شاعر و نشّار و حلیم و سب سے بہتر

ہے محب کی یہ دعا پہنچین سلامت لندن
ہو مبارک انہین یارب یہ ولایت کا سفر

قصیدۂ تعلیمیہ

جو بروقت بنائے مدرسۂ آصفیہ واقع ملک پٹیہ لکھا گیا تھا

اے خوشا عہد کہ جس مین ہو عروج تعلیم — دولت علم جو ہاتھ آئے تو کیا ہفت اقلیم

چمن علم مین کیا فصل بہار آئی ہے — لڑکھڑاتی ہوئی مستانہ جو چلتی ہے نسیم

طور پر جلوۂ حق پھر تو نظر صاف آیا — نور تعلیم سے روشن جو ہوئی چشم کلیم

فرض تعلیم کی ہے علم آدم جو دلیل — تو ملایک پہ بھی ہے علم کی واجب تعظیم

گرچہ حادث ہے دو عالم کی ہر اک شی لاشے — ذات باری مین ہے، لیکن صفت علم قدیم

اہل حکمت کی بزرگی مین نہین کوئی کلام — خود خدا آپکو فرماتا ہے قرآن مین حکیم

قوت علم سے انسان نے کیا ہر کیا زیر — گرچہ ہے دیو سے بھی فیل زبردست و جسیم

نور تعلیم سے ہے گلشن جنت یہ جہان — ظلمت جہل سے لیکن ہے یہی نار جحیم

علم قسمت مین ہے غیرون کی ہمین جہل نصیب — واہ کیا خوب ہے قسام ازل کی تقسیم

آج اوس مدرسہ کی ہوتی ہے قایم بنیاد — جس سے نکلین گے بہت رستم و سہراب و شلیم

سرپرست اوس کے ہین خود آپ شہ ملک دکن　جنکی امداد سے تعلیم کو ہے فیض عمیم
اسکے حامی ہین جو نواب وقار الامرا　کیون نہ توقیر ہین ہو ہفت فلک سے بھی عظیم
افسر فوج دکن کی ہے یہ سب حسن سعی　کہ بنا ہوتا ہے اس ملک مین قصر تعلیم
ہو وہ حکمت کی دکن مین بھی ترقی یارب　کہ ہر اک طفل یہان کا ہو ارسطو سا حکیم
ہر جوان مرد بہ رستم سا لڑ ہو ہوتے پیکار　تو شجاعت مین بھی سب عورتین ہون ام تمیم

ناسمجھ سے تو محب کیا ہو امید تحسین
داد دیتا ہے تری نظم کی ہر مرد فہیم

اخبار

ہے مشیران دغا باز سے بہتر اخبار　جھوٹ کہتا ہی نہین بال برابر اخبار
ہے معلم سا کوئی ہند مین برتر اخبار　فوج اخبار کا ہے ایک یہ افسر اخبار
کیون نہ خوشبو سے معطر ہو دماغ ناظر　نافۂ مشک ہے یا زلف معنبر اخبار
چھوٹی تختی ہو تو ہو پر ہون مضامین بلند　فائدہ کیا ہے کہ کاغذ کی ہو چادر اخبار
شورش انگیز مضامین سے قیامت ہے بپا　سازشون سے ہے بھرا فتنۂ محشر اخبار
فائدہ کچھ بھی ریاست کو نہین پہونچاتے　کھینچتے ہین جو رئیسون سے مگر زر اخبار
دشمن حق ہے جو لوگون کی خوشامد کے لیے　وہی احمق وہی الو ہے وہی خر اخبار
سر بکف حق کی حمایت مین جو ہے بر سر جنگ　ہے بہادر وہی غازی وہی صفدر اخبار
ناسمجھ کی تو نظر مین ہین یہ ردی پرچے　جوہری کو ہے مگر معدن گوہر اخبار
ہے جو اخبار پہ ہر کار حکومت کا مدار　دست حکام سے چھٹتا نہین دم بھر اخبار
اسکے پڑھنے سے ہے آئینہ ہر اک ملک کا حال　سرمۂ چشم سلاطین نہو کیون کر اخبار

سنگ ریزون مین جواہر بھی چمک جاتے ہین / قابل قدر نہین گرچہ یہان ہر اخبار
شاد کیا پڑھتے ہی ہوتا ہے دل پژمردہ / گل مضمون سے جو ہوتا ہے معطر اخبار
کیون نہ یورپ کے وزیرون کی ہون رائین صائب / بر زبان علم تو ار تیغ تو از بر اخبار
ہند مین اہل ریاست بھی خریدار نہین / اور یورپ مین لیا جاتا ہے گھر گھر اخبار
ہے یہ زیبا جو معلم کو کہون وحی سما / ہے یہی ہند کے پرچون کا پیمبر اخبار
حامی بیکس و مظلوم و طرفدار غریب / ظالمون کو ہے یہی تیغ دو پیکر اخبار
زر کے لالچ سے جو کرتا ہے کسی پر حملے / ڈاکوون سے بھی وہ بدتر ہے ستمگر اخبار
علم قانون و سیر گر ہین سیاست کی بنا / تو ہے تدبیر منازل کا یہی در اخبار
ہوگی دوزخ سے بھی بدتر ہمین واللہ بہشت / نہ ملا ایک بھی پڑھنے کو وہان گر اخبار
صید ہوتا ہے اسی سے تو ہمائے دولت / مرغ شہباز حکومت کا ہے شہپر اخبار
بند اخبار کے ہونے سے کھلے باب ستم / دست خلقت مین یہی ایک تھا خنجر اخبار
روشنی چشم مین اس سے ہے تو اس سے دل مین / رخ خورشید سے بڑھ کر ہے منور اخبار
جسکی ترتیب و مضامین و عبارت ہو خراب / وہ تو ردی کے بھی پرچے سے ہے بدتر اخبار
کارآمد ہون مضامین مگر ساتھ اسکے / نکلے اوقات معین پہ برابر اخبار
جسکے الفاظ مغلط ہون مضامین ہون پلید / ہے وہی گندہ دہن ہند کا مہتر اخبار
باغ پھولون کا ہے کاغذ پہ کہ رنگین مضمون / باغ جنت کا معلم ہے گل تر اخبار
بے طلب کیون چلے آتے ہین برابر پرچے / یہ کوئی مرچڑے ہین یا ہین قلندر اخبار
عام اخبار کا مبحث ہے رسالہ کا ہے خاص / ندیان علم کی یہ ہین تو سمندر اخبار
اسکی جانب ہے کبھی اور کبھی اس کی طرف / کودتا پھرتا ہے کیا کاغذی بندر اخبار

طفل مکتب ہین ابھی بحث کے لایق بھی تو ہون ہین یہ نوخیز معلم ہے معمر اخبار
بار خر پشت حماقت پہ خوشامد کی ہے جھول یہ عراقی کے طویلہ مین ہے خچر اخبار
بھوکون مرتے ہین مدیران جرائد تو یہان اور یورپ مین ہے ہر ایک تونگر اخبار
ملک و ملت کی ہمین لاتے ہین خبرین پیہم نامہ بر۔ قاصد اقوام۔ کبوتر اخبار
اہل مغرب کی جو تعلیم سے ہین بے بہرہ اُن کے نزدیک ہے ردی سے بھی بدتر اخبار
بند کرتے ہین یہ اخبار غضب کرتے ہین حامی شہ ہے یہی ملک کا یاور اخبار
ملک کا ہاتھ جو ہے فوج تو دل اہل قلم پاؤن اسکے ہین جو حکام تو ہے سر اخبار
مشتہر کرتا ہے اخبار کے اوصاف اگر تو چھپاتا نہین اشرار کے بھی شر اخبار
بے ہنر کو نہین دنیا کی ترقی سے غرض روز پڑھتے ہین کسی وقت ہنرور اخبار
جسکے قبضے مین ہے ہر ملک کا کل بندوبست ہین اُسی تیغ حکومت کے یہ جوہر اخبار
جوش طوفان بغاوت یہی کرتا ہے فرو کشتی نظم ممالک کا ہے لنگر اخبار
خون فاسد کوئی ہونے نہین پاتا پھوڑا دست فصاد حکومت مین ہے نشتر اخبار
خال و خط دیکھتا آئینہ سمجھکر اس مین ایک بھی پاتا جو اسوقت سکندر اخبار
آن کی آن مین دنیا کی خبر لاتا ہے یہ کوئی برق جہندہ ہے کہ صرصر اخبار
شب دیجور جہالت مین انہین کی ہے جھلک ہین بروج فلک علم کے اختر اخبار
جسکے خلوت مین کیا کرتے ہین پہرون باتین وہ ہمارا ہے یہی مونس و دلبر اخبار

سنکے یہ کانپ گئے عاشق اخبار محب
ہوگا ہر گز نہ جہنم مین میسر اخبار

(۳۴)

تہنیت جشن سالگرہ مبارک سی و چہارم اعلیحضرت حضور پرنور بندگان عالی متعالی خلد اللہ ملکہم

الہی عہد مین حضرت کے ہر حیوان انسان ہو — کوئی بقراط ہو۔ کوئی فلاطون۔ کوئی لقمان ہو
علوم نافعہ کی ہو ترقی اس ریاست مین — ارسطو اور جالینوس ہر طفل دبستان ہو
یہان آکر پڑہین سب اہل یورپ سگا ہو مین — مہیا عہد مین تیرے ترقی کا وہ سامان ہو
یہ ہو تعلیم نسوان کی ترقی ملک مین تیرے — کہ پردہ مین بھی ہر خاتون افلاطون دوران ہو
وہ آزادی و عفت ہو تیرے عہد مبارک مین — کہ گھر مین ڈر سے اوباشون کے عورت نہ پنہان ہو
ترے دور حکومت مین ہو عقد بیوگان رائج — کوئی بیوہ نہ تیرے ملک مین گریان و نالان ہو
ترے ظل حمایت مین پلین اطفال لاوارث — یتیمون کے سرون پر دست مادر تیرا دامان ہو
ترے رعب عدالت سے بنے ہر پیرزن رستم — وہ اپنی جھوپڑی مین ہم سر شیر نیستان ہو
ترے عہد ہمایون مین تمدن کا ہو یہ عالم — کہ ہر بستی ہو لندن اور ہر جنگل گلستان ہو
وہ تیرے دور مین حاصل ترقی ہو رعایا کو — کہ نواب اور راجہ گانون کا ادنی سا دہقان ہو
دکن مین ہن کبھی برسے تھی بارش اب ہو موتی کی — ترا زرخیز یہ عہد مبارک ابر نیسان ہو
دکن مین پھر نہ جور و ظلم کی اگلی سی رات آئے — ابد تک یا الہی تیرا مہر عدل تابان ہو
تری ہر فکر ہو صورت مجسم شرع و حکمت کی — ترے ہر فعل سے تصویر امر حق نمایان ہو

محب کے ان جواہر کی گران قیمت نہ ہو کیونکر
کہ جب شاہ دکن خود جوہری اعلے سخندان ہو

*

محنت

ترے دم سے ہی جہان مین رونق جاہ وجلال — ترے قدمون سے لگی ہین تاج وتخت وملک ومال
خانہائے صنعت وحرفت مین جلوی ہین تیرے — ذات اقدس سے تری ہر علم وفن کو ہی کمال
کھیت باڑی سباغ کیاری تجھسی ہین شاداب سبز — باغبان دہقان ترے فیض قدم سی ہین نہال
دستگیری سے تری اہل صناعت ہین غنی — مال ودولت ہے تری پرزور کوشش کا مآل
نعمت دنیا خدا دیتا ہے اہل کار کو — اس مقولہ کی صداقت مین ہی کس کو قیل وقال
محنتی اقوام ہین مانند گردون سربلند — سست قومین ہر جگہ مثل زمین ہین پائمال
ہر جگہ ہی محنتی اشخاص کی حالت درست — ہے کسی کے سر پہ شملہ ہے کسی کے بر مین شال
محنتون سی اہل یورپ ہین جہان مین مالدار — کاہلی سے ہند کی دولت پر آیا ہے زوال
محنتین کرتے اگر ہم بندۂ عیش ونشاط — ہند کا ہوتا نہ ایسا قابل افسوس حال
سینکڑون بیکار ہین ہندوستان مین مرد وزن — کام مین اُن کو لگائے کون کسکو ہے خیال
کاہلون کی اور ناکارون کی کچھ گنتی نہین — اہل محنت ہی مگر اس قوم مین ہین خال خال
کاہلون کو خشک روٹی بھی نہین ہوتی نصیب — محنتی اشخاص کھاتے ہین پلاؤ شیرمال
پھل ریاضت کے ہین دنیا مین خوشی ومال وجاہ — کاہلی کے ہین نتائج نکبت ورنج وملال
گو یہ ممکن ہے کہ بے محنت ملے تخت وسریر — بے ریاضت پر حصول علم ہے بالکل محال
جسم وروحانی قوا محنت سے ہوتے ہین قوی — بے ریاضت دم بدم آتا ہے طاقت مین زوال
کس قدر پر زور ہے حداد کا وہ دست راست — ہین رگین اس مین نمایان جسطرح لوہے کا جال
ہاتھ سے وہ کام لیتا ہے سحر سے شام تک — ہڈیان ہاتون کی ہین گویا کہ فولادی کدال

محنت و ورزش سے ہوتے ہین قوی اعضائے تن　　ہین انہین بچون مین لاکہون رستم و سہراب و زال
ہے کوئی عالم مین مخلوق خدا بے شغل و کار؟　　دے کوئی مجکو جواب اس کا کہ آسان ہی سوال
صبح سے تا شام خورشید فلک چکر مین ہے　　رات بھر پھرتا ہے ماہ چرخ مشعل کو توال
سب ثوابت جملہ سیارات ہین مشغول کار　　محنتون پر ان کی ہی خود انقلاب فصل دال
پھرتے ہی رہتے ہین دایم مشتری۔ زہرا۔ قمر　　دم مین لاکہون میل طے کرتے ہین وہ ہی تیز چال
گھومتی ہے اپنے محور پر زمین لیل و نہار　　کاوا دیتا ہے عطارد گرد شمس خوش چال
دوڑتا پھرتا ہے اطراف زمین مہ فلک　　کوئی ساعت بھی نہین آرام کا اسکو خیال
نظم پروین رات دن لکہتا ہے منشی فلک　　صلح کرتا ہے دبیر چرخ یا جنگ و جدال
شغل جلاد فلک گردن کشی ہے روز و شب　　بار محنت سے زحل کو بھی رہائی ہی محال
ابر کو دیکھو تو وہ دن رات سے ہے مشغول کار　　غرب سے تا شرق لیجاتا ہے بھر بھر کر پکھال
کوہ و صحرا۔ دشت و دریا۔ مزرع و باغ و چمن　　گلشن عالم مین ہین سب اسکی محنت سے نہال
باد کو دیکھو تو وہ بھی ہر نفس ہے کام مین　　کھینچ لاتی ہے یہی بادل کو تا حد شمال

چاند سے روشن کمال و نقص دونون ہین محب
بدر ہے محنت سے وہ سستی سے گھٹکر ہے ہلال

مثنویات

رنگ محل

رات آئی ہوا ہوا نشۂ زور — ہے ماہ فلک پہ جلوہ افروز
ہر سمت برس رہا ہے گیا نور — ہے رنگ محل بھی شمع کافور
شفاف ہے ضو وہ چاندنی کی — چاندی کی ہے بام و در پہ قلعی
وہ دھوپ سی چاندنی میں اشجار — ہیں برقع نور میں ضیا بار
پیپل کے درخت کے وہ پتے — ہیں برق کی طرح سے چمکتے

(۱)

ہر سمت سکوت کا ہے عالم — تھم تھم کے ہوا بھی لیتی ہے دم
چپ چاپ ہیں زیر آسمان سب — ہے بند مثال غنچہ ہر لب
آتی ہے مگر فغان کی آواز — ہے درد جگر کی جو کہ دم ساز
اس رنگ محل میں کوئی محزون — کرتی ہے جو آہ زیر گردون
پھٹتا ہے کلیجہ آسمان کا — ہے ماہ کا چاک غم سے سینہ

(۲)

کہتی ہے کوئی باہ و زاری — مہجور اسیر غم کی ماری
"نواب! یہی ہے تیری الفت — بی بی کی محبت و رفاقت
کھائی تھیں اسی کی تو نے قسمیں — کیا کیجئے ہون میں تیرے بس میں

اس قید مین تو نے مجکو رکھا — ہے حبس دوام یہ کہ پروا
کیا قابل شرم ہین یہ کردار — بے جرم مجھے کیا گرفتار
وعدہ تھا رہو گی ساتھ میرے — اب بند قفس ہے اور پہرے

(۳)

چندے رہی بعد عقد الفت — باقی نہین اب کوئی محبت
جب تک کہ رہی نئی مین دلہن — پروانہ تھا تو مین شمع روشن
اس درجہ ہوا ہے تیرا دل سخت — انکار ہے آتے ہی سے یکلخت
اسکی بھی نہین سمجھے خبر اب — اُجڑا کہ بسا ہوا ہے گھر اب
جیتی ہے کہ مرگئی قفس مین — پوچھا نہ یہ تو نے دس برس مین

(۴)

ماں باپ کے گھر تھی شاد و خرم — دنیا کا نہ تھا مجھے کوئی غم
برتاؤ نہ تھا یہ ساتھ میرے — بندش تھی کوئی نہ کوئی پہرے
شوہر کوئی سبے وفا و بے درد — کرتا تھا وہان نہ دل مرا سرد
دیتا تھا نہ رنج دل کو دایم — تھی صحت روح و جسم قایم
تھا خوف کوئی نہ تھی کوئی فکر — تھا علم و عمل کا رات دن ذکر

(۵)

اُٹھتی تھی سحر مین شاد و بشاش — احساس دلی تھے سر بسر فاش
خوش مجھ سے زیادہ تھی نہ بلبل — ہنس مکھ مجھ سا نہ تھا کوئی گل
کوئل کی طرح سے کوکتی تھی — پھرون کرے مین اپنے بیٹھی

تھا حسن مرا اگر نہ ایسا — ہوتا تو دل سے جسپہ شیدا
تھا مدنظر جو حسن بازار — پھر مول لیا تھا کیوں یہ آزار
کیوں مجھکو چھوڑا یا میرے گھر سے — مادر سے برادر و پدر سے
میری تھی وہاں تو قدر و قیمت — کرتا تھا ہر ایک مجھ سے الفت

(۶)

"تھا عقد پہ اسقدر تو نازان — گویا کہ ملا تھا ملک ایران
کہتا تھا یہی بصد محبت — بیگم تو بڑی ہے خوبصورت
کیوں شاخ سے تو نے پھول توڑا؟ — مرجھانے کو کیا زمین پہ چھوڑا!

(۷)

"اب آہ وہی گلاب کا پھول — تو جس کو گیا ہے توڑ کر بھول
پژمردہ ہے اور رنگ ہے زرد — ہے چہرۂ ارغوان پہ کیا گرد
تھا اس پہ جو پہلے جان سے قربان — اب ہے وہی اس کا دشمن جان
باعث وہ زوال حسن کا ہو — عاشق جو کمال حسن کا ہو

(۸)

"معلوم نہیں ہے تجکو یہ بات — ہو جاتا ہے دن بھی رنج سے رات
بڑھتا ہے ہجوم غم جو دل پر — گھٹ جاتی ہے روح تن کے اندر
الفت کا ثمر جو ہو عداوت — صدمہ سے ہو رنگ گل بھی چمپت
نازک پھولوں کو باد صرصر — شاخوں سے گراتی ہے زمین پر

(۹)

"بستی ہون جہان ہو تم فروکش — کسبی ہے وہان ہر ایک مہ وش
پریون کا اکھاڑا اس کو کہیے — اندر بن کر انھین مین رہیے
وہ چمپئی رنگ وہ اون کا جوبن — ہے مانند ضیا سے جسکے کندن
کیا سامنے اون کے جنگلی پھول — ہین قیمتی باغ کے گل پھول

(۱۰)

"چھوڑا تو نے وہ باغ نواب — ہر رنگ کے گل تھے جس مین شاداب
توڑا یہ پھول اک حماقت — فطری جسکی تھی شکل و صورت
وہ لالہ و گل یہ پھول سادہ — یکسان نہین آب اور بادہ
خوش رنگ وہ تتلیان چمن کی — پریان وہ آتشی ہین حنا کی

(۱۱)

"دیہات کی عورتون مین مین بھی — بے مثل حسین و خوبرو تھی
صحرا مین وہ گل ہین خوبصورت — شہرون مین نہین ہے جنکی قیمت
ہوتی جو کسان کی مین بیوی — وہ جانتا مجھکو ایک دیوی

(۱۲)

"نواب! خیال ہے یہ میرا — حسن ظاہر پہ تو ہے شیدا
ہے بندۂ حرص و نفس و عادت — رندون سے ہے تیری گرم صحبت
تجھکو کیا قدر حسن ذاتی — ہے صنعت و ساخت تجھکو بھاتی
سچی تری رفیق بیوی — ہو رنگ محل مین یون اکیلی!

(۱۳)

تو اب یہ عقد تھا کہ بیداد — کی زندگی جس نے میری برباد
دیہات کی چھوکری سے شادی! — کی تو نے تو ہاں بڑی خطا کی
تیرے لئے شاہزادیاں تھین — عیش و عشرت کی دیویاں تھین
مین کیون نہ کرون تری شکایت — مظلوم ہے طالب عدالت

(۱۴)

ناقابل قدر حسن میرا! — تھی قدر نہ اُسکی تجکو زیبا
تھا حسن کا میرے تو ثنا خوان — چہرہ میرا تھا مہر تابان
اب آہ وہی ہے مہر رخشان — جو خاک مین سربسر ہے غلطان
کیون عقد کیا تھا تو نے نواب — زوجہ کا نہ تھا جو پاس آداب
شادی تھی کہ عمر بھر کا تھا رنج — ہین سانپ مجھے یہ زیور و گنج

(۱۵)

تُہوار کو گاؤن والیان جب — آتی ہین تو کرتی ہین ادب سب
جُھک جُھک کے سلام کرتی ہین وہ — باتین کرنے مین ڈرتی ہین وہ
پھرون تکتی ہین میرے کپڑے — جُھومر پازیب اور توڑے
وہ یہ نہین جانتین کہ بیگم — پنہان رکھتی ہے دل مین سو غم

(۱۶)

یہ گاؤن کی عورتین ہین سیدھی — ہے ان مین نہین سمجھ ذرا بھی
معلوم نہین ہے ان کو یہ بات — وہ دن ہین خوشی سے غم سے مین رات
حالت ان کی ہے مجھ سے بہتر — بشاش وہ اور مین مکدر

غم ان کو ہے کم خوشی زیادہ کھانے سادے لباس سادہ
وہ سادگی ان کی وہ قناعت! قربان ہے اس پہ سب امارت

(۱۷)

مجکو یہ خوشی کہاں میسر چھٹی نہیں رنج و غم سے دم بھر
وہ پیڑ ہوں جس کو باد صرصر کر دے راکھ اُگتے ہی جلا کر

(۱۸)

ظالم نواب! کیا غضب ہے کیا تجکو ذرا بھی خوف رب ہے
ہر ایک خوشی سے ہم ہیں محروم دنیا میں تو ہیں مگر ہیں معدوم
دریا وہ پہاڑ - باغ - جنگل وہ گھاس کا سبز فرش مخمل
یہ قدرتی سیرگاہیں سب ہیں ہم ان سے بھی بہرہ یاب کب ہیں
بدخو مغرور تیرے خدام انسان نہیں وہ تو ہیں دَد و دام
جانے نہیں دیتے گھر کے باہر رکھتے ہیں ہمیشہ بند سب در

(۱۹)

یہ رات کا وقت ہو کا عالم! سوتے ہیں پڑے کسان بے غم
بیٹھی روتی ہوں میں اکیلی مونس کوئی نہ ہے سہیلی
وہ سامنے پیڑ پر پپیہا تسکین دیتا ہے مجکو بیٹھا

(۲۰)

بڑھتی جاتی ہے یاس پیہم گھٹتا جاتا ہے خون ہر دم
وہ سامنے موت کا فرشتہ آتا ہے نظر سلام کرتا

نواب! ترا مکان ہو آباد　　　رخصت ہوئی ہے اب یہ ناشاد

(۲۱)

سرد آہ بھری جو اوس نے پیہم　　　سینے سے نکل گیا وہین دم
پھر آئی نہ کان مین وہ آواز　　　تھا رنگ محل کو جس پہ یہ ناز
وحشت چھائی جو اس مکان پر　　　ششدر ہوا خوف سے ہر اک در

(۲۲)

پھر چاک کیا سحر نے دامان　　　روتا خون نکلا مہر تابان
رونے کی صدا اٹھی محل سے　　　گذری وہ سینۂ جبل سے
کہرام مچا جو اس مکان مین　　　شورِ محشر ہوا جہان مین

(۲۳)

بیگم کا جنازہ آیا باہر　　　حبس دایم سے چھوٹی مر کر
زربفت کا ایک شامیانہ　　　چار آدمیون نے اوس پہ تانا
عبرت انگیز گیت گاتے　　　کچھ لوگ چلے قدم بڑھاتے
آگے پیچھے خدم حشم تھا　　　شاہانہ جلوس سے نہ کم تھا
فیلون پہ تھا روپیون کا انبار　　　اور گرد تھے ان کے اہل ادبار

(۲۴)

تابوت جو قبر پاس آیا　　　بیگم کا ہوا یہان بھی پردا
پردے نے نہ چھوڑا تا لحد بھی　　　بیگم کی اسی نے جان لی تھی
اس چاند کو خاک مین ملایا　　　تھا ماہ فلک سا جس کا تلوا

پھر لاش پہ اوس کی پھول ڈالے | بیگم ہوئی قبر کے حوالے

(۲۵)

بعد اس کے کبھی ہوا نہ آباد | یہ رنگ محل جواب ہے برباد
اب اس کا کھنڈر ہے جائے عبرت | چھائی ہے ہر ایک سمت وحشت
گرنے سے جو رہ گئے ہیں کچھ در | خود رَو گھاس اُگ رہی ہے اُن پر
دیہات کی عورتیں وہ سب بے ڈر | رہتی جنگل میں ہیں جو اکثر
آئی جاتی نہیں یہاں سے | بچتی ہیں بہت وہ اس مکان سے
ہے بھوت پریت کا وہ مسکن | فردوس نظیر تھا جو گلشن!

(۲۶)

سیاح کوئی جو بھولا بھٹکا | آتا ہے کبھی یہاں بھی پھرتا
جب دیکھتا ہے وہ اس کھنڈر کو | دیوار شکستہ اور در کو
سنتا ہے جو واقعات جانکاہ | رونے لگتا ہے کھینچکر آہ
افسوس عورتوں کی حالت | ہے قابل رحم اور نفرت
بیگم کا یہ حال جو سنے گا | دیوار سے سر محب دھنے گا

سچّا عشق

(۱)

پُر پیچ وہ دلفریب وادی | وہ کوہ کا سلسلہ وہ گھاٹی
گنجان درختوں کا وہ جنگل | وہ گھاس کا سبز فرش مخمل

کچا وہ مکان زیر اشجار نیچا در اور پست دیوار
ہے صحت دامن کا وہ مسکن طاعون کا ڈر نہ خوف رہزن

(۲)

اس گھر مین تھی ایک نیک اختر نو عمر - شریف - ماہ پیکر
مان باپ کا سر پہ تھا جو سایا تھی اس کو نہ کوئی فکر دنیا
تھی مان کی بس اب یہی تمنا دیکھون آنکھون سے اُسکا سہرا
بعد اُسکے مرون تو کچھ نہین رنج جینے کی ہوس نہ خواہش گنج

(۳)

زینب بیگم تھا نام اوس کا تصویر تھی حسن کی سراپا
بھولی صورت وہ گل سے رخسار صحت کے عیان تھے جس سے آثار
تھی صبح بہار نو جوانی رخسار تھے دونون ارغوانی
کھلتے جاتے تھے دو گل تر ہوتا جاتا تھا رنگ خوش تر

(۴)

محلون کی وہ مضمحل وہ مغرور ہین عقل و شعور سے جو معذور
دیکھین تحقیر سے خطا ہے اس پھول کو جو ابھی کھلا ہے
وہ فخر محل یہ ناز دیہات دونون مین وہی ہے نور یکذات
ہیرے مین چمک ہے جس ضیا کی جگنو مین بھی ہے وہی تجلی

(۵)

تھی حسن مین بس کہ ماہ کامل ہر ایک جوان تھا اُسپہ مایل

پڑتی تھیں اُسی پہ سب کی نظریں | مایوس تھیں لڑکیاں گھروں میں
تھی نور کی شکل سر سے تا پا | خورشید لقا و ماہ سیما
گو چودھویں رات کا قمر تھی | پر حسن سے اپنے بے خبر تھی

(۶)

اک دن زید آیا اوسکے گھر میں | دیکھا کہ پری کھڑی ہے در میں
دونوں کی ہوئیں جو چار آنکھیں | دل کے ہوئیں پار وہ نگاہیں
کھولے نظروں نے حال دل کے | وہ تارِ نظر تھے جال دل کے
تھا زید بھی ایک جوانِ رعنا | خوشرو - خوش خلق - فخر آبا

(۷)

ہوتے ہی اثر دلوں میں باہم | بھرنے لگے دونوں عشق کا دم
دونوں کی جو پاک تھی محبت | کردی ظاہر انھوں نے الفت
خواہش نہ تھی اونکے دل میں کوئی | تہذیب ہو سدِ راہ جس کی
دل پاک تھے اور پاک نیت | اسلام کی دونوں میں حمیت

(۸)

حاصل ہوئی عشق کی جو دولت | دونوں کو ہوئی عجب مسرت
الفت کی کشش ہوئی جو باہم | ملنے لگا لطف زیست ہر دم
لیکن قسمت ہو جب کہ دشمن | کیونکر نہ جلائے برق خرمن
بیٹھیں دو دوست ملکے یکجا | اس چرخ کو کب یہ ہے گوارا

(۹)

زینب کی بہن تھی ایک صغریٰ — پتلی تھی حسد کی سر سے تا پا
ناپاک تھی اس قدر طبیعت — اپنوں کا تھا رنج اسکو راحت
دیکھی اوس نے جو یہ محبت — دونوں سے ہوئی اوسے عداوت
چالیں جتنی تھیں مکر کی یاد — سب اُس نے چلیں کہ ہوں وہ برباد

(۱۰)

تھا باپ بھی اس کا اسقدر سخت — فولاد کا دل تھا جس کا کم بخت
تھا رحم و کرم نہ اوس کے دل مین — الفت نہ تھی اُسکے آب و گل مین
پشتوں سے تھا پیشۂ زراعت — آتی ہے بدن مین جس سے طاقت
مٹی سے نکالتا تھا وہ زر — دراصل وہی تھا کیمیاگر

(۱۱)

وہ شعلۂ عشق عالم افروز — بڑھتا دیکھا جو اوس نے ہر روز
سمجھا کہ یہ راز ہو گا افشا — ہو جاؤنگا خلق مین مین رسوا
بیوی سے کہا بدل کے تیور — "زید آنے نہ پائے گھر کے اندر"
ناحق اوسکو تھا خوف عزت — دونوں مین تھی پاک جب محبت

(۱۲)

اوس سے ہوا زید جب کہ آگاہ — بس بیٹھ گیا وہ کھینچکر آہ
دل مین آئے ہزار وسواس — گھٹنے لگی آس بڑھ گئی یاس
تھی عشق و خرد کے درمیان جنگ — ہر دم چہرہ بدلتا تھا رنگ
غیرت کا یہ مقتضیٰ نہ جاؤ — تھا عشق کا حکم سر کٹاؤ

(۱۳)

آنے کی ہوئی اُدھر جو بندش　　یان بھی ہوئی جذب دل کو جنبش
جھاڑی سے مکان کے پیچھے چھپکر　　زینب کو وہ دیکھتا تھا اکثر
پھرون یہین جو کہ تھی ٹہلتی　　رُوتی تھی کبھی کبھی سنبھلتی
سنتی تھی قدم کی جب وہ آہٹ　　آنسو پھر پونچھتی تھی جھٹ پٹ

(۱۴)

آدھی شب تک سحر سے لیکر　　پھرتا تھا ادھر ادھر وہ مضطر
آہون سے عیان تھی دل کی حالت　　بڑھتی جاتی تھی روز وحشت
دن کی وہ دھوپ رات کی اوس　　وہ حسرت و یاس اور افسوس
ان سب کا اثر ہوا یہ مل کر　　گھٹنے لگے روح و جسم یکسر

(۱۵)

رخسار وہ دونو گل سے شاداب　　صحت کی تھی جن پہ آب اور تاب
تازہ وہ کھلے گلاب کے پھول　　بلبل کی نظر تھی جن پہ مبذول
مُرجھائے چلی جو باد صرصر　　تھا موسم گل خزان سے بدتر
اس عشق نے خاک مین ملایا　　سارا حسن شباب اُس کا

(۱۶)

مان باپ نے دیکھی جب یہ حالت　　دونو کے ہوئے حواس رخصت
دن رات مریض عشق کے پاس　　بیٹھے روتے تھے وہ بصد یاس
تھا مانگتا باپ اُدھر دعائین　　مان لیتی تھی اِس طرف بلائین

مرنے کا جو وقت آگیا تھا ہونا ہی نہ تھا اثر دعا کا

(۱۸)

غش سے جو مریض عشق چونکا بولا کہ یہی ہے اب تمنا
سب کو میرے پاس سے اٹھا دو صورت اس کی مجھے دکھا دو
ہے ہجر میں جسکے جان جاتی ہے موت نہ آتی گر وہ آتی
ہونے کو ہیں بند اب یہ آنکھیں حسرت ہے کہ اک نظر ہی دیکھیں

(۱۹)

افسوس اُس وقت آئی زینب جب کام تمام ہو چکا سب
دست نازک سے اُسکے چھو کر دیکھا تو بدن ہے سرد یکسر
باران کا بند ہا یہ چشم سے تار ڈوبے اشکوں میں دو نور رخسار
اُس زرد گلاب پر بھی پیہم آنسو گرتے تھے مثل شبنم

(۲۰)

بے تابی دل تھی کھینچ لائی ماں باپ سے تھی وہ چھپکر آئی
لیکن تھی اُسے یہ فکر ہر دم کر دے نہ کہیں پدر کو برہم
بے درد ہیں وہ باپ ظالم! تھا غیظ و غضب کا جو کے خادم
سن لے جو کہیں گئی ہے باہر جیتا چھوڑے نہ اُس کو دم بھر

(۲۱)

یہ سوچ کے گھر پھری وہ روتی سر پیٹتی اور جان کھوتی
آنکھوں کے تلے وہی تھا بیمار تھے زرد گلاب جس کے رخسار

تھا دلپہ جو رنج و خوف طاری   ہر ایک قدم تھا اُس کو بھاری
تاریک وہ رات راہ سنسان   دو نو جانب کھنڈر وہ ویران
پر خوف وہ الوؤن کی آواز   ماتم کا بجا رہے تھے جو ساز

(۲۲)

دل مین اسکے جو درد غم تھا   چڑھتا ہر ہر قدم پہ دم تھا
اس درجہ خیال تھا پریشان   وہمی شکلین تھین سب نمایان
ہر ایک شجر حجر کے پیچھے   جھاڑی۔ دیوار۔ در کے پیچھے
آتا تھا چھپا نظر وہ دلدار   کرتا ہوا آہ و نالہ ہر بار

(۲۳)

اوہام کا پر خطر وہ وادی!   ہے جس مین ہر اک بلا خیالی
جس سے ہے گذرنا سخت مشکل   شیرون کے بھی چھوٹ جاتے ہین دل
گذری وہ یہان سے تھرتھراتی   ہر ایک قدم پہ خوف کھاتی
ہر سمت سے آتی تھی یہ آواز   "دم توڑ چکا ہے تیرا دمساز"

(۲۴)

پہنچی جب کانپتی وہ گھر مین   غش کھا کے گری مکان کے در مین
بیٹی کی یہ دیکھتے ہی حالت   مان کو ہوئی اک عجیب حیرت
پانی کو چھڑک کے منہ پہ بولی   کیون پڑ گئی زرد شکل بھولی
صدمہ ہو کوئی تو منہ سے بولو   آنکھین اپنی ذرا تو کھولو

(۲۵)

غش سے چونکی ذرا وہ ناشاد — بولی کہ فلک نے کی ہے بیداد
اماں وہ جہان سے سدھارا — تھا مجکو جو جان سے بھی پیارا
دیکھوں گی نہ اب کبھی وہ صورت — تھی ایک فرشتہ کی وہ مورت
تھی مجھ سے تو اُس کو پاک الفت — اللہ کرے نصیب جنت

(۲۶)

اماں میرے دل میں ہے بہت درد — ہوتے جاتے ہیں دست و پا سرد
سینہ میں دل دھڑک رہا ہے — مرغ بسمل پھڑک رہا ہے"
یہ کہکے ہوئی جو پھر وہ خاموش — مادر کے اوڑے یہ دیکھ کر ہوش
سمجھی کہ یہ اب نہیں سنبھلتی — رنگت ہر آن ہے بدلتی

(۲۷)

زینب نے بھری جو کانپ کر آہ — نکلی پھر تن سے روح ناگاہ
گوری گردن کا پھر تو منکا — ڈہلتے ہی ہوا بدن بھی ٹھنڈا
یہ دیکھکے ماں نے چیخ ماری — صدمہ سے ہوا غش اُسپہ طاری
رونے کا اوٹھا جو شور یکبار — پیدا ہوسے حشر کے پھر آثار

(۲۸)

کرتے گر عقد اُن کا یا ہم — ہوتی نہ محبت اُن میں پھر کم
افسوس یہ ناگوار رسمیں — ہیں ہند کے لوگ جنکے بس میں
قید دائم وہ سخت پردا — فرضی و حیا کا ناز بیجا
ہیں سب یہ نتیجہ جہالت — رکھ یاد محب کی یہ نصیحت

خواہش

خواہش یہی دل میں ایک ہو رب — عزلت میں کٹے یہ زندگی اب
ہو دامن کوہ بستر اپنا — سر پر ہو گھنے شجر کا سایا
سبزے کا بچھا ہو فرش مخمل — پھولوں میں بسا ہوا ہو جنگل
گرتا پڑتا مثال مے خوار — ہو آب رواں میان کہسار
وہ شہد کی مکھیوں کی آواز — قربان ہو جس پہ مطرب و ساز
رہنے کو ذرا سی جھونپڑی ہو — سونے کو چٹائی بھی پڑی ہو
ریڈا چھپّر میں کوئی آ کے — رہنے لگے گھونسلا بنا کے
بیٹھے ھر بار اولتی پر — کرتا ہوا چہچہے برابر
بھولا بھٹکا ہوا کوئی گر — آ جائے تو اُس کا ہو یہی گھر
مہمان ہو شریک ما حضر ہو — باتوں میں تمام دن بسر ہو
آئیں نہ مگر یہ اہل دُنیا — اغراض پہ اپنے ہیں جو شیدا
صورت نہ خدا کبھی دکھائے — پرچھائیں سے ان کی اب بچائے
جنگل کے درندے ان سے بہتر — اُن سے تو ہے ایک اِن سے سو ڈر

خواہش ہو محب کی اب یہ پوری
تجھ سے تو ہو قرب سب سے دوری

قبرستان کی سیر

(۱)

ایک دن میں صبح کو گھر سے چلا — راستے میں ایک گورستان ملا
جی میں آیا کیجیے کچھ اسکی سیر — ہیں یہاں اپنے بھی سوتے اور غیر
ہے یہ وہ شہر خموشان جس میں اب — جمع ہیں زندیق - مومن - رند سب
عشق و حرص و کینہ و بغض و حسد — اختلاف مذہب و ملت کی کد
ان کی راحت میں نہیں کوئی مخل — ہے تمام آلایشوں سے پاک دل

(۲)

میرے دل میں آ رہے تھے یہ خیال — اور ان کی بیکسی کا تھا ملال
ساتھ میرے تھا جو لڑکا خورد سال — قابل دید اس کا تھا اسوقت حال
دوڑتا - ہنستا - اچھلتا - کودتا — پھر رہا تھا مرقدوں میں جابجا
میں تو آہستہ اٹھاتا تھا قدم — وہ چھلانگیں مارتا تھا دمبدم

(۳)

دیکھ کر میں نے یہ بچے سے کہا — بیٹھ چپ بیٹا! یہ تو کرتا ہے کیا
مرقدوں پر کودتا پھرتا ہے تو — پاؤں گر پھسلا تو پھر گرتا ہے تو
خفتگان قبر میں یہ شور غل! — شاد گورستان میں ہے تو مثل گل
قہقہے تیرے یہ تیرا کھیل کود! — ان مزاروں میں جو ہیں جائی درود
نامناسب ہیں یہ تیری حرکتیں — ہیں یہاں اچھی نہیں یہ جراتیں

(۴)

پاس میرے آ گیا وہ دوڑ کر — چپ ہوا پھر کھیل دم بھر چھوڑ کر
ایک لحظہ تک زبان تھی اسکی بند — پھر ہوا تھی سب نصیحت اور پند

پھر ہوئی دل مین خوشی جو موج زن — چوکڑی بھرنے لگا جیسے ہرن
چھوٹے بچون کی طبیعت یہ مزاج — جس پہ قربان کیجئے دنیا کا راج!
جز خوشی دل مین نہین کچھ اسکے غم — اور ناخوش بھی ہوئے تو ایکدم
چھوڑ کر اونگلی لگا پھر دوڑنے — کھیلنے یا پھول پتے توڑنے

(۵)

منع پھر مین نے نہین اوسکو کیا — عقل و فطرت کا یہی تھا مقتضیٰ
عقل مین میری ہوا پھر انقلاب — بعد طوفان جس طرح ہو صاف آب
جب رخ فطرت پہ کی مین نے نظر — کھل گئی چشم بصیرت سر بسر
ایک دم دیتی ہے جو فطرت سبق — وہ نہین دیتے کتابون کے ورق

(۶)

عقل نے دی بڑھ کے یہ مجکو صدا — غم نہین مردون کا فطرت کو ذرا
ان مزارون پر جو ہے اونچا فلک — رنگ ماتم کی نہین اس مین جھلک
خوش نظر آتا ہے ہر جا آسمان — کوئی گورستان ہو یا گلستان
نیلگون یہ شامیانہ ہے بجا — ایکسان خوش رنگ ہی اور خوشنما

(۷)

خوشنما وہ ابر کے ٹکڑے سفید — آسمان مین جو نہین یکجا ہین قید
کس خوشی سے آتے جاتے ہین مدام — سوگ سے مردون کے انکو کیا ہی کام
جو شعاع مہر پڑتی ہین یہان — ان مین بھی غم کا نہین کوئی نشان
ایکسان ان کی یہان بھی ہی چمک — قبر کے سبزے پہ رنگون کی جھلک

(۸)

دیکھ وہ اک قبر کہنہ ہے وہان
مٹ گیا ہے جسکی تربت کا نشان

پڑ گئے ہین غار جس مین جا بجا
ہے سرہانے جسکے پتھر اک کھڑا

اس مین سوتا ہے پڑا بیکس کوئی
انقلاب دہر سے بے بس کوئی

اس لحد سے جھانکتے ہین کچھ شجر
پھول ان کے بھی ہین سب شاداب تر

آسمان کو دیکھتے ہین سب یہ پھول
شاد ہین چہرے نہین انکے ملول

(۹)

چیلین منڈلاتی ہین گورستان پر
اور کوّے بھی یہان کے ہین نڈر

وہ نہین یان سے گذرتے جلد تر
بے ضرر مُردون سے ان کو کیا ضرر

دیکھ وہ چھوٹی سی چڑیا قبر پر
کسطرح بیٹھی ہے بے خوف و خطر

کس خوشی سے کر رہی ہے چہچہے
جن کو مُردے بھی ہین شاید سن رہے

(۱۰)

گر یہ ہوتا مقصد فطرت کہ ہم
سوگ مین مُردون کے ہون مصروف غم

روئین پیٹین سینہ کوٹین بار بار
اور چھوڑین زندگی کے کاروبار

تو خدا کرتا نہ پھر پیدا یہ نور
جس مین دایم زندگی کا ہے ظہور

اور یون بچون کے دل مین یہ خوشی
موج زن ہوتی نہ پھر از خود کبھی

(۱۱)

یہ رخ پر نور فطرت یہ بہار
یہ خوشی بچون کی از خود بار بار

پھول یہ ہنس مکھ یہ رنگ آسمان
یہ نواسنجی مرغ بوستان

وے رہے ہیں یہ گواہی سب کے سب
سب فنا ہیں اور باقی ذات رب

زندگی میں خوش رہو ہر دم **محب**
اور چھوڑو فانیوں کا غم **محب**

سوچ سمجھکر چلو اور اندھی تقلید کو چھوڑو

(۱)

سوچو سوچو نہ سوچنے سے ڈرو
کچھ نہ اظہار حق سے خوف کرو
لوگ وہمکائیں پر نہ تم مانو
فرض اظہار امر حق جانو

(۲)

ریت رسموں کے تم نہ ہو پابند
قوم کو جن سے پہنچتا ہو گزند
چھوڑ دو سب یے دھڑک بری ریتیں
نہ پڑو ان بلاؤں کے بس میں

(۳)

تم کرو اپنی عقل سے سب کام
اور تقلید کا نہ لو تم نام
دانش و عقل ہے وہ جوہر فرد
روبرو جس کے آب گوہر گرد
یہ دُر بے بہا ہے جسکے پاس
کب وہ چھوتا ہے گوہر والماس

(۴)

جس کو تم جانتے ہو راہ خطا
کب قدم مارنا ہے اس میں روا
بھیڑیا چال تم کبھی نہ چلو
آنکھیں رکھکر نہ باولی میں گرو
عقل کو رہنما بتاؤ تم
راہ تقلید پر نہ جاؤ تم

عقل جسکو بجا کہے وہ کرو ... سوچ کر ہر قدم پہ پاؤن دہرو
عقل کی راہ پر چلے جاؤ ... ٹھوکرین جابجا نہ تم کھاؤ

(۵)

پوری قوت سے تم کرو ہر کام ... تاکہ حاصل ہو کام کا انجام
خدمت قوم فرض ہے سب پر ... تم بھی باندھو محب کمر کس کر

آدمی کو کام کرنا چاہیئے

(۱)

زندگانی نہین ہے وہم و خیال ... آخر اس کا بھی تو کوئی ہے مآل
مردہ وہ زندہ ہے جو ہے بیکار ... چوب ہے وہ شجر جو لائے نہ بار

(۲)

زال دنیا ہے ظاہرا خوش رو ... اور باطن مین ہے بے وفا بدخو
دہوکا کھاتے ہین اس سے عقل و حواس ... اسکی الفت کا پھل ہے حسرت و یاس

(۳)

روح باقی نہ جسم قایم ہے ... ذات حق ایک حی دایم ہے
قبر انسان کی ہے جاے قرار ... دوڑ اوس کی فقط ہے تا بہ مزار
غیر فانی ہے مادہ لیکن ... ہے عدم جس کا محض ناممکن
خاک سے جو بنا وہ ہوگا خاک ... مادّہ کو نہین ہے اس سے باک

(۴)

غایت زندگی نہیں ہے عیش — اور نہ مقصود عمر غصہ و طیش
ہے مگر زندگی کا یہ مقصد — رہو مشغول کار تا بہ لحد
تاکہ تم آج سے ہو کل بہتر — شجر عمر لائے برگ و ثمر
تاکہ ملے ہوں منازل عزت — دور ہو جائے پستی و ذلت

(۵)

ہے رہ علم سخت دور و دراز — مشکل انجام سہل ہے آغاز
وقت جاتا ہے اس طرح سے گذر — جیسے گلشن سے گذرے باد سحر
عمر کوتاہ حرص طول و طویل — ہر گھڑی بج رہا ہے کوس رحیل
راستے میں ہیں جابجا رہزن — مرگ نزدیک اور دور وطن

(۶)

کر نہ اس رزمگہ میں ہمت پست — لڑ تو نفس لعین سے دست بدست
خوف سے بھاگ تو نہ مثل وحوش — سامنے ہوں اگرچہ لاکھ جیوش
فتح میدان زندگی کر تو — بزدلانہ نہ بھاگ کر مر تو
رزم دنیا کا جیت لے میدان — تاکہ رہ جائے تیرا نام و نشان

(۷)

کیا بھروسہ ہے زندگی کا کل — خوشنما گو ہوں باغ ہائے امل
کر نہ تو اعتبار آئندہ — نفس بدخو کا ہو نہ تو بندہ
وقت مردہ ہے جو گذرتا ہے — وقت بھی جیتا اور مرتا ہے
وقت موجود ہے مگر زندہ — اور ماضی کو جان تو مردہ

(۸)

زندہ اوقات مین کرو کچھہ کام — خون کرنا ہے وقت کا بھی حرام
تم بھروسہ کرو خدا پہ فقط — جز خدا اسرا ہے سبکا غلط
صبر و محنت سے کوئی کام کرو — زندگانی مین کچھہ تو نام کرو

(۹)

اچھے لوگون کے تذکرے سنکر — دل پہ ہوتا ہے واقعی یہ اثر
کہ کرین ہم بھی کوئی اچھا کام — چھوڑ جائین جہان مین اپنا نام
کوچ ہوگا ہمارا تو اک دن — چھوڑ جائین گے نقش پا لیکن
ہوگا سنگ نشان یہ نقش قدم — رہنمائے مسافران عدم
کوئی گم گشتہ مضطرب خستہ — دیکھہ کر اس کو پائیگا رستہ
اس سے ڈھونڈیگا راہ کا وہ سراغ — نقش پا ہوگا راستہ کا چراغ
راہرو کی بندھائے گا ہمت — آگے بڑھنے کی ہوگی پہر جرات

(۱۰)

چست باندہ ہو کمر اُٹھو یارو — اسقدر ہمتین نہ تم ہارو
اپنی حالت کو کچھہ درست کرو — بےزبانون کی طرح تم نہ مرو
قوم کا بھی کرو مگر کچھہ کام — زندگانی کا ہے یہی انجام

اے محب تو بھی قوم پر ہو نثار
نوع انسان کا گر تو ہے غمخوار

رات

رات ہے وقت راحت و آرام | شام لاتی ہے خواب کا پیغام
حرکت کے ہے بعد عیش سکون | نشہ ء می سے لطف ہے یہ فزون
وہ بچھونے پہ لیٹنا تھک کر | کیا ہی دیتا ہے لطف تا بہ سحر
سر کے نیچے وہ گدگدا تکیہ | زانوئے حور سے بھی نرم سوا
بخشتا ہے وہ روح کو فرحت | مسند جم کو اس سے کیا نسبت

وہ تھکے ماندے دن کی عضو بدن
نرم گدے پہ پھیلکر ہیں مگن

رات ہے خواب دیکھنے کا وقت | نقش بر آب دیکھنے کا وقت
یاد آتے ہیں واقعات کہن | گہہ خوشی اور گاہ رنج و محن
نظر آتی ہیں وہی تصویریں | یہ تخیل کی سب ہیں تحریریں
عالم خواب اور بیداری | مستی و غفلت اور ہوشیاری
دو تو حیرت فزا ہیں ایک طلسم | حالتیں مختلف ہیں ایک ہی جسم

خواب بھی ہے عجیب سر خدا
بھید اسکا نہیں کسی پہ کھلا +

رات ہے وقت کاروبار دماغ | ظلمت جہل میں ہے علم چراغ
ہے یہی موسم زراعت علم | جمع ہوتی ہے جس میں دولت علم
علم کے وہ خزانے مدفون | کھودنے میں پسینہ جنکے ہی خون

کتب درسیہ مین سب ہین پڑے		ہیرے کاغذ کی اک کان مین ہین گڑی
ہاتھ آتے ہین جن کے یہ گوہر		وہ ہین شاہان عصر سے بہتر

ہیچ ہے اسکے سامنے دولت
علم و فن کی ہے ہر جگہ عزت

رات ہے وقت گریہ و زاری		ہے ہر اک پل پہاڑ سے بھاری
واقعات گذشتہ صورت حال		آتے ہین روبروے چشم خیال
یاد آتے ہین بھولے رنج و محن		تازہ ہوتے ہین داغہاے کہن
بچھڑے فرزند و خویش و یار شفیق		ہین تصور سے رات ہی کو رفیق
ساتھ لاتے ہین اپنے تحفۂ رنج		دل کو دیتے ہین نذر اشک کا گنج

رونا پچھلے پہر وہ بیوہ کا
دل پہ نشتر لگاتا ہے بخدا

رات ہے وقت دید جلوۂ یار		جان پروانہ شمع پر ہے نثار
کوئی فرقت نصیب تا بہ سحر		تارے گنتا ہے صحن مین آکر
کوئی تکتا ہے لیٹا بستر پر		یاد دلبر مین پہرون روئے قمر
ہین کسی کے جو کان آہٹ پر		ٹکٹکی باندھے ہے دیکھتا ہے در
بزم عشرت مین کوئی ماہ جبین		دیکھتا رقص ہے بصد تمکین
کوئی تکتا ہے چہرۂ بیمار		ہاتھ دھرتا ہی نبض پر ہر بار

کوئی میت کے پاس بیٹھا ہے
سر جھکائے اوداس بیٹھا ہے

رات سے ہے وقت فکر و غور جہان | کھلتے ہین معرفت کے سر نہان
اہل دل کی یہی تو ہے معراج | عقل اول کی ہے یہی سر تاج
روح جاتی ہے تا بہ چرخ برین | دم مین آتی ہے پھر برو سے زمین
دل جو ہوتا ہے زنگ حرص سے پاک | نظر آتے ہین اس مین نو افلاک
مثل فوٹو گراف عکس سما | دل کے آئینہ مین ہے جلوہ نما

ایک آئینہ مین ہین دو عالم
ہے وجود اسطرف اودھر ہی عدم

رات سے ہے وقت غور آمد و صرف | جا نچتے ہین حساب حرف بحرف
آمد و خرچ اور سود و زیان | بہی کھاتے مین لکھتی ہین ہر آن
دیکھتے جو نہین حساب و کتاب | انکا ہوتا ہے کار و بار خراب
دل سے لیتے ہین اہل دل بھی حساب | جانچتے ہین عمل کی روز کتاب
چوریان نفس کی جو پاتے ہین | غیض سے پیچ و تاب کھاتے ہین

ڈانٹتے ہین وہ نفس کو ہر بار
تا نہ بگڑے عمل کا کار و بار

رات سے ہے وقت رخصت آخر | جو ہے دنیا کی کلفت آخر
وقت رحلت جو آگیا ہے قریب | جمع ہین گرد سب عزیز و قریب
روتے ہین دیکھ دیکھ کر صورت | سب پہ طاری ہے رنج کی حالت
روح کرتی ہے رخصتی جو سلام | گھر مین مچتا ہے پھر تو اک کہرام
پھر نہین دیکھتی وہ پھر کے ذرا | اوسکو رونے کی کچھ نہین پروا

چھوٹ جاتے ہین سب محب وعدہ
ساتھ جاتے ہین کارہاے نیکو

فرشتے کی سرگوشیان

وُہ شب ہجر وہ غم فرقت — ہو کا عالم وہ ہر طرف وحشت
دمبدم وہ ہوا کا جوش وخروش — ہین ہوا جس سے آندھیون کی بھی ہوش
بیٹھی ہے اک مکان مین ایک حسین — متفکر شکستہ دل غمگین
رخ پہ پڑتا ہے جبکہ شمع کا نور — نظر آتا ہے صاف جلوۂ طور
اشک جاری ہین لب پہ ہے یہ فغان — پیارے جعفر! جہاد پر ہو کہان
ہو سمندر مین یا کہ میدان مین — خیمہ مین رن مین یا کہ زندان مین
خیر سے لائے گھر تمھین اللہ — مانگتی ہون دعا یہ شام وپگاہ

یاد شوہر مین روتی جاتی ہے — اور موتی پروتی جاتی ہے
گوندھتی ہے جو موتیون کا وہ ہار — در انجم ہین ہر لڑی پہ نثار
ایک بچہ حسین و مہ پارہ — جس سے روشن ہی سارا گہوارہ
خواب راحت مین سو رہا ہے پڑا — دل مین خوش اپنے ہو رہا ہی بڑا
ننھے ہونٹون پہ مسکراہٹ ہے — رخ روشن پہ جگمگاہٹ تک
ماں یہ کہتی ہے بوسے لے لے کر — اے میرے خندہ رو حسین پسر
جانتی ہون فرشتگان خدا — تیری کرتے محافظت ہین سدا

تجھ سے کرتے ہین کانا پھوسی یہ ان سے کرا لتجا ذرا سی یہ
ہون تیرے باپ کے بھی وہ نگران بحر ہین ہو کہ بر سر میدان

تو تو سوتا ہے پر وہ ہین بیدار دشمنون سے تیرے وہ ہین ہشیار
ہے یہ دنیا مصیبتون کا مکان جمع ہین اس مین لاکھون ہی شیطان
پر کسی کی نہین ہے یہ طاقت کہ بلا حکم رب کرے حرکت
کر دعا یہ اسی خدا سے تو کہ بچا اوسکو ہر بلا سے تو"

شب ہجران کی پھر ہوئی جو سحر نور کے ترڑکے جعفر آیا گھر
دیکھتے ہی اوسے وہ ماہ لقا ہکا بکا کھڑی رہی اک جا
آنسو مارے خوشی کے بہنے لگے حال دل طفل اشک کہنے لگے
شادی مرگ ہے جو وصل حبیب عاشقون کو نہین ہے عیش نصیب
راحت قلب جوش مین ہے کہان اس پہ قربان جہان کی خوشیان
اپنے بچے کو پھر لگا کے گلے "بولی باوا تمھارے تم سے ملے
جانتی تھی ملک اوترتے ہین تجھ سے سرگوشیان وہ کرتی ہین
باپ سے بڑھ کے مہربان ہے خدا
کیون نہ بچون کی پھر سنے وہ دعا"

تمت

غلطنامہ دیوان محب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲	۱۱	+	جو غنچہ	۹۸	۱۷	کا	گا
۳۳	۳	دیکہیں	دیکھہ	۱۱۸	۴	جل	اجل
"	۱۳	اسیکے	اسکے	۱۲۲	۹	شکرسے	شکوسے
۴۰	۱۱	دیبکھتے	دیکھیے	"	۱۴	حیواذ نکے	حیوانونکے
۴۳	۹	نر	نہ	۱۲۳	۶	نولاد	فولاد
۴۴	۷	لون	دلون	"	۱۴	شیر	تیر
۵۰	۳	منتصور	منصور	۱۲۴	۹	شمسیر	شمشیر
"	۱۸	یہ	×	۱۲۷	۱۶	چرہا	چڑہا
۵۲	۴	غاکی	خالی	۱۳۴	۵	ذ-	خوسلے
۶۰	۱۵	ہرملا	ہرملا	"	۱۴	پریما ا	پرلماسے
۶۱	۷	بیٹھکر جو بہت نقش قدم اٹھتا نہیں	بیٹھکر صورت نقش قدم اٹھتا نہیں	۱۳۵	۵	رنگ جانفزا	رنگ دیوسے جانفزا
۶۴	۱۸	اسٹنے	اُٹھتے	۱۳۸	۴	ڈوبتے	ڈوبنے
"	۱۹	بہان	جہان	"	۱۵	دالی	ڈالی
۶۹	۱۸	ہ	وہ	۱۴۱	۱۷	پچھپے	سپچنے
۷۱	۷	کھٹکر	گھٹکر	۱۴۲	۷	بچھی	بچھی
۷۹	۷	تصدق آپ جہا نثار ہوکہ نہ ہو	تصدق آپ پہ یہ جہا نثار ہو کہ نہ ہو	۱۴۳	۱	ہر	+
۸۰	۱۱	تینیتس	تینتیس	۱۴۷	۱۵	سیسر	سیسرو
۸۲	۴	قانی	ثانی	۱۴۹	۶	تہین	نہین
۸۲	۹	عیدو قربان	عید قربان	۱۵۳	۸	اخبار	اغیار
"	۱۹	اہمان	ابہان	۱۵۵	۵	مناحت	صناعت
۸۴	۱۱	ایک	اک	۱۶۰	۱۸	تری	تیری
۸۵	۲	اک	ایک	۱۶۱	۱۸	فرضی وحیا	فرضی وہ حیا
"	۳	عیش و	+	۱۸۰	۹	نقش پرآب	نقش برآب
۹۲	۱۹	ہ	دو	۱۲۰	۱۹	×	رہ حق میں [illegible]
۱۴۲	۱۳	عوض	حوض				

تصنیفات محب

رباعیات محب – اس میں مختلف فلسفی مضامین کی کارآمد رباعیات ہیں – ۴ر

ڈراما – اس میں ایک بوڑھے نواب کی شادی کا خاکا کھینچا گیا ہے اور ہندوستانکی بعض لغورسمیں بتائی گئی ہیں – – – – – – – – ۴ر

میرا پہلا جرم – یہ ایک دلچسپ ناول ہے جس میں فرانس کے بدمعاشوں کے مفصل حالات درج ہیں – – – – – – – – ۸ر

دیوان محب – اس میں مختلف فلسفی مضامین پر غزلیں وغیرہ لکھی گئی ہیں نمونہ موجود ہے – – – – – – – – عہ ر

رسالہ معلم نسواں کی گذشتہ جلدیں – یہ جلدیں عورتوں کی معلومات کا ایک عمدہ ذخیرہ ہیں ان میں ان کے متعلق ہر قسم کی واقفیت ملتی ہے ہر ایک پوری جلد کی قیمت – – – – – – – – للعہ ر

اور متفرق رسالہ جات کی قیمت فی پرچہ – – – – – – – – عہ ر

اگر تاجران کتب ان کتابوں کو خرید کرینگے تو ان کو ۲۵ روپیہ سینکڑا کمیشن دیا جائیگا

المشتہر

صادق حسین گوشہ محل حیدرآباد دکن